حکایاتِ الصالحین

حافظ احمد نعیم چشتی

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

Marfat.com

حکایاتِ الصّالحین

مصنف

حافظ احمد نعیم چشتی

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور - کراچی ○ پاکستان

Marfat.com

111623

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	حکایات الصالحین
مصنف	حافظ نعیم احمد چشتی
تاریخ اشاعت	ستمبر 2004ء
تعداد	ایک ہزار
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
کمپیوٹر کوڈ	1Z328
قیمت	-/100 روپے

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ فون: 7221953 فیکس:۔ 042-7238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ فون: 7225085-7247350

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-212011-2630411۔ فیکس:۔ 021-2210212

e-mail:- zquran@brain.net.pk

Marfat.com

فہرست

انتساب 9
چند باتیں 10
باب نمبر 1
رزق حلال کے بیان میں 15
فرمان صحابیؓ 15
معرفت الٰہی کا دروازہ 15
عمارت کہاں گئی؟ 17
رومی شہزادہ اور میٹھے انار 18
حلال کھانے کی تلاش 20
حضرت وہب بن ورد مکی اور کھجور فروش 21
بوڑھا بستانی اور حلال گندم 22
حرام چیزوں سے نجات 23
مشکوک دینار 23
ایک چھوٹی سی غلطی 24
باب نمبر 2
ریاضت و مجاہدۂ نفس 26
حضرت بایزید بسطامی کا مجاہدہ 26
غیبی امداد 27
گوشت کی خواہش 28
جنت کی حور اور حضرت سری سقطیؒ 29
بھنا ہوا گوشت 30
خواہش نفس کا وبال 31
بوڑھا قصاب 32
نفس کی شامت 33
قناعت والا کھانا 34
باب نمبر 3
عبادات 36
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان 36
جنت یا دوزخ 36
حضرت وکیع کا چلہ 37
دوکان داری 37
زمین کی امان 38
حور کے چہرے کا نور 39
حضرت رابعہ کا ذوق عبادت 40
اللہ کا ذکر 40
ایک عجیب منت 41
باب نمبر 4
خشیت الٰہی 42
حضرت یحییٰ علیہ السلام کا واقعہ 42
نوجوان کی آہ و زاری 44
اور کمر ٹوٹ گئی 45

Marfat.com

آنسوؤں کا پانی	46
خون کے آنسو	47
فکر آخرت	48
زندگی کا حساب	49
وضو کا پانی یا............	49
راستے کا کانٹا	51
باب نمبر 5	
زبان کی حفاظت	53
محاسبۂ نفس	53
احساس	53
قوت برداشت	54
بارک اللہ فیک	55
تین کلمات	55
ایک دعوت	56
حضرت عثمانؓ اور غلام	56
ستاروں کے جھرمٹ میں چودھویں کا چاند	57
اہل بیت کی عظمت	58
ولی اللہ کی شان	59
باب نمبر 6	
توبہ کا بیان	60
وزارت سے ولایت تک	60
......اور قسمت بدل گئی	64
حضرت ابراہیم بن ادہم کی توبہ	67
مچھلی کی اطاعت	68
شہزادے کی نصیحت	69
بچھو اور گناہ گار	72
بصرہ کی فاحشہ	74
حضرت بشر حافی کا انعام	76
حضرت شقیق اور شتربان	77
مردہ بولنے لگا	78
باب نمبر 7	
کرامات اولیاء	80
سونے کی دیواریں	80
بھٹکا ہوا مسافر	81
اڑتا ہوا تخت	82
جنتی مشروب	83
کنکریاں اشرفیاں بن گئیں	83
سونے کا درخت	85
ہم کیا کریں؟	86
پھل اور کپڑے	87
عجیب بکری	88
باب نمبر 8	
قبولیت دعا	90
چور کا ہاتھ	90
ایران سے بصرہ	91

Marfat.com

حضرت بایزید بسطامی کا دیدار 91

سونے کا جنگل 92

پہاڑ شق ہو گیا 93

شدت پیاس 93

بارش کی دعا 94

دعا کی برکت 95

لالچ بری بلا 96

باب نمبر 9

صالحین کی خوبیاں 97

ننگا شیطان 97

جاؤ وضو کرو 97

قرض سے نجات 98

کاش یہ ٹوپی میری ہوتی 99

استاد کا ادب 99

عجیب آدمی 100

دو درہم کے جوتے 100

باب نمبر 10

توکل علی اللہ 101

خطرناک بچھو 101

شیر کہیں کا...... 102

رومی غلام 103

رکھوالی 104

شرارتی سانپ 104

راہب کا قبول اسلام 105

سچ نے بچا لیا 106

چوری کی سزا 107

امانت میں دیانت 107

زادِ راہ 108

باب نمبر 11

اولیاء کی سخاوت 110

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور شیطان 110

دوستی 110

بیٹی کی شادی 111

خوشی کا انعام 112

پانچ سو 112

دس سے سات سو گنا 113

ایک لاکھ درہم 114

دو روٹیاں 114

بھوکا کتا 116

احمد موزوں والا 117

قحط کا خاتمہ 118

باب نمبر 12

امراء کا زہد و تقویٰ 119

امارت سے نفرت 119

حضرت سلمان فارسی کا زہد 120

حضرت حذیفہ بن یمانؓ 122

Marfat.com

بڑھیا کی گائے	122
اللہ تجھے رسوا کرے	123
حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	125
گورنر شام	125
جنت کی حکومت	126
باب نمبر 13	
عورتوں کا زہد	127
سفید موتیوں کے چشمے	127
سرخ یاقوت کا پیالہ	127
تندور میں نماز	128
میں یہ کھجوریں نہیں کھاؤں گی	129
پردہ داری	130
دل کی مراد	130
شہر اچھے کہ بن	131
شرم وحیاء والی آنکھیں	131
نمرود کی بیٹی	132
ایک نیک عورت	134
باب نمبر 14	
بچوں کی اطاعت شعاری اور کرامات	135
میت کہاں گئی؟	135
ننھا مجاہد	136
اللہ کی رحمت	138
اللہ کے دیدار کا شوق	140
اللہ کی محبت	140
خاموشی میں فائدہ ہے	141
حور سے شادی	142
اجنبی لڑکی	145
دل کا تحفہ	146
کعبہ یہاں کیسے؟	147
باب نمبر 15	
غلاموں کا تقویٰ اور زہد	150
حبشی چرواہا...........	150
مجھے بکنے یا نہ بکنے کا کوئی اختیار نہیں	151
جو کی جگہ باجرہ	153
نیک لونڈی	154
کفن چور	155
جا تو آزاد ہے	157
سخت پیاس	159
عقل مند کنیز	159
ذکر الٰہی کا کرشمہ	160
عاشق کا پیغام	160
باب نمبر 16	
فقیروں کی حکایات	162
گٹھلی کا کمال	162
سخی داتا	164

Marfat.com

ولی کی گستاخی 166

گمشدہ موتی 169

محل کا کنگرہ 170

نیکی کا صلہ 172

اندھا پرندہ 173

مفرور غلام 174

ایک لقمے کا بدلہ 175

غیبی قمیص 176

باب نمبر17

بے بس لوگوں کی حکایات 178

خطرناک ڈاکوؤں کا انجام 178

اچھا کوا 179

اچھائی کا بدلہ 180

پتھر کا پجاری 181

ظالم بادشاہ 182

اژدھے کا کارنامہ 183

آگ کا گڑھا 183

بوڑھے کی فریاد 187

جن کا سر 187

بوڑھے کی بددعا 188

چمڑے بیچنے والا 189

باب نمبر18

اولیاء کی وفات اور کرامات 191

اللہ کا دوست 191

امام کون تھا؟ 192

شہید بیٹا 193

نائب ابدال 194

کستوری کی خوشبو 195

ولی کبھی نہیں مرتا 195

ثابت البنانی کی دعا 196

ٹہنیاں کہاں گئیں؟ 197

پہاڑوں کا مکین 198

حوروں کا انتظار 198

بیس دینار بیس سال 199

باب نمبر19

وفات کے بعد صلحاء کی زیارت 200

باب الشمس 200

جنت مبارک ہو 200

نورانی محفل 201

قید خانہ 202

تحفہ 202

مقام شمسین 203

جنت میں اذان 203

ہیرے جواہرات کی بارش 203

معافی مل گئی 204

Marfat.com

ایصال ثواب کی برکت 205

باب نمبر 20

مختلف حکایات 206

تین معجزے 206

جو مانگو گے ملے گا 207

والد کے تین فرائض 210

قابیل کا انجام 211

حضرت سعید بن جبیر اور
حجاج بن یوسف 214

تین سوال 218

دروازہ کھولیں 219

مظلومہ کی آہ 220

حوصلہ 221

حاسد کی توبہ 222

اختتامیہ 223

Marfat.com

انتساب

ان نیک اور پاک ہستیوں کے نام جن
کے دم قدم سے نیکی اور پاکی کا بھرم قائم ہے۔

خاکِ راہ صاحبدلاں
حافظ احمد نعیم چشتی
ہربنس پورہ نارووال

Marfat.com

چند باتیں

کہانی لکھنا اور کہانی سنانا دونوں علیحدہ علیحدہ فن کی حیثیت رکھتے ہیں۔ البتہ کہانی سنانے کی تاریخ کہانی لکھنے سے کہیں زیادہ قدیم ہے۔ قصہ گوئی قدیم زمانے سے ہی فن کی حیثیت رکھتی ہے۔ عموماً قصہ گو لوگوں میں بڑے مشہور ہوتے تھے۔ کیوں کہ لوگ اپنے فارغ اوقات انہیں لوگوں کے پاس بیٹھ کر گزارتے تھے۔ یہ لوگ اپنی کہانیوں میں نبیوں ولیوں بادشاہوں وزیروں بہادروں جنگجوؤں جنوں پریوں اور عظیم رہنماؤں کو موضوع بناتے تھے۔ اکثر اوقات یہ لوگ فرضی کردار ڈھال کر اپنے من کی باتیں ان کے ساتھ منسوب کر کے اپنے مقاصد پورے کیا کرتے تھے۔

قصہ گو جہاں لوگوں کے فارغ اوقات کا معرف ہوتے تھے وہیں لوگوں کی ذہنی تربیت کا سبب بھی تھے کیوں کہ یہ لوگ اپنے قصوں میں چوروں راہ گیروں اور نوسر بازوں کے واقعات بھی شامل کر لیا کرتے تھے۔ جنہیں لوگ بڑی توجہ سے سنتے اور پھر ان سے عبرت حاصل کرتے تھے۔

تقریباً سبھی معاشروں میں قصہ گوئی کسی نہ کسی حوالے سے موجود رہی ہے۔ درحقیقت قصہ گوئی کے بے شمار فوائد ہیں۔ جن کی وجہ سے ہماری زندگی کا دلچسپ پہلو بن چکی ہے۔ مثلاً

☆ قصہ گو زندگی بھر کے تجربات قصوں میں بیان کرتے ہیں۔ جن سے آنے والے لوگ بہت کچھ سیکھ لیتے ہیں۔

☆ یہ لوگ فارغ اوقات کا بہترین مصرف ثابت ہوتے ہیں۔

☆ کہانیوں کے ذریعے آدمی کو بہت سی مشکل باتوں کی سمجھ آجاتی ہے۔ اور انہیں یاد رکھنا اس کے لیے آسان ہو جاتا ہے۔

☆ کہانیوں کے ذریعے اخلاقی قدروں کو دلچسپ پیرائے میں بیان کیا جاتا ہے۔

☆ جنگوں اور بہادروں کے قصے اور واقعات سننے والوں میں جوش و جذبہ اور غیرت کے احساسات پیدا کر دیتے ہیں۔

☆ خیالات و جذبات کو سمجھنے میں مدد دیتے ہیں۔

☆ زبان اور ادب کی حفاظت اور ترویج کا باعث بنتے ہیں۔

Marfat.com

☆ انہی کے ذریعے لوگ معاشرتی اقدار کے بارے میں جانتے ہیں اور پھر ان کی حفاظت کا خیال رکھتے ہیں۔

☆ سیکھنے سکھانے کا بہترین موقع فراہم کرتے ہیں۔

☆ اہم واقعات اور کرداروں کو محفوظ رکھنے کا ذریعہ ثابت ہوتے ہیں۔

مذکورہ بالا فوائد کے علاوہ بھی اس کے کئی فائدے ہیں۔ اور انہیں فوائد کے باعث قصوں اور کہانیوں کو لکھ کر محفوظ کیا جانے لگا۔ اس طرح تقریباً ہر زبان میں کہانیوں کے مجموعے کتابی شکل میں دستیاب ہیں۔

اور اب تو کہانی لکھنا ادیب ہونے کی علامت قرار دیا گیا ہے جو سب سے اچھی کہانی لکھتا ہے وہی سب سے اچھا ادیب کہلاتا ہے۔ پھر یہ کہ کہانی کی کئی اقسام بن گئی ہیں۔ جن کو مختلف نام دیئے گئے ہیں۔ اور ہر صنف میں بہترین قلمکاروں کی بہترین تخلیقات موجود ہیں۔

اس سب کی وجہ یہی ہے کہ کہانی' قصہ اور داستان ابھی تک اپنی اہمیت برقرار رکھے ہوئے ہے۔ اس کی یہ اہمیت برقرار رہے گی بھی۔ آپ اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگا سکتے ہیں۔ کہ خود خالق کائنات نے جو کہ تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اس نے بھی انسان کے نام اپنے پیغامات میں جو کہ مختلف نبیوں علیہم السلام پھر کتابوں اور صحیفوں کی شکل میں نازل ہوتے رہے۔ مختلف قوموں کے قصوں کو بیان فرمایا اور عقل والوں کو مخاطب فرما کر انہیں ان واقعات اور قصص سے عبرت حاصل کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ گذشتہ واقعات کو نظر انداز کر دینے سے نظریات کی تبلیغ کا کام مکمل طریقے سے پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتا۔ یا یوں کہہ لیں کہ اس کے بغیر تبلیغ کا کام سرانجام دینا فطرت کے اصول کے خلاف ہے۔ اور شاید یہی وجہ ہے کہ کائنات کے سب سے بڑے اور کامیاب مبلغ' راہنما اور ہادی حضرت محمد ﷺ بھی اپنی گفتگو میں قصص و امثال کو استعمال فرمایا کرتے تھے۔ اور پھر وہی قصص و امثال احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں محفوظ ہو کر ایک قیمتی سرمایہ بن گئے۔

کہانی کا اثر سننے والے پر سننے والے کی شخصیت کے مطابق ہوتا ہے۔ جس قدر سامع میں اثر قبول کرنے کی صلاحیت موجود ہوگی۔ اتنا ہی اس کے دل پر داستان کا اثر ہوگا۔ پھر یہ کہ سامع کا

Marfat.com

مزاج بھی داستان کے اثر کرنے کی قوت پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اگر وہ نرم مزاج ہو تو گرم اور تلخ داستانیں اس کی قوت برداشت سے باہر ہوں گی۔ اس طرح اگر وہ سخت مزاج ہوگا تو نرم و نازک داستان شاید اس کی دلچسپی حاصل نہ کر سکے۔ بعینہٖ داستان گو کی اپنی شخصیت بھی اس سلسلے میں بڑی اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ داستان گو اگر اچھے خیالات و نظریات کا مالک ہے تو اچھی کہانیاں اور عمدہ باتیں سننے کو ملیں گی۔ اور اگر وہ منفی خیالات کا مالک ہوگا تو منفی باتیں سننے کو ملیں گی۔ اور اس کے سامعین ان خیالات کو اپنے اندر سموتے رہیں گے۔ جس کا لازمی اثر ان کے اخلاق و کردار پر بھی ہوگا۔

میری ناقص رائے کے مطابق انسان اپنی عمر کے ہر حصے میں داستانوں' کہانیوں اور قصوں سے اثر قبول کرتا ہے۔ ہاں یہ علیحدہ بات ہے کہ بچوں کے دلوں پر ان چیزوں کا اثر بڑی تیزی اور بڑی شدّت سے ہوتا ہے۔ اور وہ بڑی آسانی سے ان چیزوں سے بہت کچھ سیکھ جاتے ہیں۔

کہانی پر مذہب کا رنگ کب چڑھا؟ میرے خیال کے مطابق اس کی تعین کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ کیونکہ جب سے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی اور پھر وہ جنت میں رہنے کے بعد اس کائنات رنگ و بو میں جلوہ افروز ہوئے۔ تب سے اب تک انسانیت کی داستان پر مذہبی رنگ موجود ہے۔ اور اگر مذہب کو اس سے جدا کیا جائے تو داستانِ حیات پھیکی اور بے کیف ہو جائے گی۔ اور انسانی زندگی کی تاریخ کا سب سے اہم پہلو تاریک ہو جائے گا۔ ساتھ ہی بہت سے حقائق تہ در تہ پردوں میں چھپ جائیں گے۔

باقی زبانوں کی طرح عربی زبان میں بھی کہانیوں کی بہت سی کتابیں موجود ہیں۔ جو عربوں کی تہذیب و تمدن اور معاشرتی' اخلاقی اور سماجی قدروں کو آشکار کرتی ہیں۔ انہی میں سے ایک کتاب "حکایۃ الصالحین" ہے۔ جس کا اردو ترجمہ اس وقت آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے۔ یہ کتاب مختلف داستانوں کا ایک خوبصورت مجموعہ ہے۔ اور اس کی ایک خاص بات یہ ہے کہ اس میں صرف نیک اور متقی لوگوں کی بڑی پیاری داستانیں جمع کی گئی ہیں۔ خواہ وہ نیک لوگ اولیاء کے گروہ سے تعلق رکھتے ہیں یا عام لوگوں کے طبقہ سے۔ اس طرح خواہ ان کا تعلق مردوں سے ہو یا عورتوں' بچوں اور بوڑھوں سے۔ ان سب کا ذکر موجود ہے۔ پھر غلاموں' امیروں اور وزیروں کے واقعات بھی اس میں شامل ہیں۔ گویا باغ داستان کی مختلف کیاریوں میں کھلے ہوئے خوبصورت

Marfat.com

پھولوں کو چن کر ایک رنگا رنگ خوشبودار گلدستہ ترتیب دیا گیا ہے۔جس سے انسانوں کی روح کو خوشگوار تروتازگی کا احساس ہوتا ہے اور وہ خود بخود نیکی کی طرف مائل ہو جاتی ہے۔

دلچسپ اور خوبصورت کہانیوں کے اس مجموعے کا مطالعہ کرنے سے پہلے یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ آپ اس وقت تاریخ کی کسی مستند کتاب کا مطالعہ نہیں کر رہے جس کی ہر بات کا پایہ تحقیق تک پہنچنا لازمی ہو۔علاوہ ازیں یہ نہ ہی سیرت اور سوانح کی کتاب ہے جس میں ان اصناف کے اصولوں کو تلاش کیا جائے اور یہ دیکھا جائے کہ آیا یہ کتاب ان اصولوں پر پورا اترتی ہے یا نہیں۔ مصنف نے اپنی کتاب میں ترتیب کا حسن پیدا کرنے کی کوشش کی ہے مگر کہیں کہیں یہ ترتیب گڑ بڑا جاتی ہے اور مزا تھوڑا سا کرکرا ہو جاتا ہے۔لیکن اس سے کتاب کے مجموعی حسن پر کوئی خاص اثر نہیں پڑتا۔

کتاب کی بہت ساری خوبیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کی ابواب بندی کر دی گئی ہے۔اور ہر باب کا عنوان دے کر اس میں اس کے متعلقہ حکایات جمع کی گئی ہیں۔ساتھ ہی اس میں اختصار کا لحاظ رکھا گیا ہے جو بات جتنی لمبی ہونی چاہئے اتنی ہی لمبی ہے بغیر ضرورت طویل فقرات کا اضافہ نہیں کیا گیا۔اس کی زبان بھی سادہ اور شستہ ہے زیادہ مشکل کلمات اور ترکیبیں استعمال نہیں کی گئی۔

ایک چیز کا اضافہ اس کتاب میں مترجم کی طرف سے ہے۔اور وہ ہے ''حکایات کا عنوان'' کوشش کی گئی ہے کہ ہر کہانی کو کوئی نہ کوئی نام دے دیا جائے۔جس سے مطلوبہ کہانی تلاش کرنے میں مدد مل سکے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے۔

کہ اس کتاب کو مصنف' مترجم' ناشر اور قاری سب کے لیے سرمایہ آخرت بنائے۔''آمین بجاہ طہٰ ویٰسین''

از

حافظ احمد نعیم چشتی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین، والعاقبۃ للمتقین

والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

امابعد

یہ چھوٹی سی کتاب پارسا اور نیک لوگوں کی نصیحت آموز حکایات اور ان کے دلچسپ حالات پر مشتمل ہے۔ اس میں کل بیس ابواب ہیں اور ان حکایات کو ابواب کے موضوع کے لحاظ سے مرتب کیا گیا ہے۔ (مصنف)

Marfat.com

باب 1

رزق حلال کے بیان میں

اپنی روزی کو حرام چیزوں سے محفوظ رکھنے مشتبہ اشیاء کے استعمال سے بچنے اور رزق حلال کمانے کے بیان میں۔ رزق حلال تمام اعمال صالحہ کی بنیاد ہے۔

اللہ رب العزت کا فرمان ہے۔

فرمان صحابی

"يَاأَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَ اعْمَلُوا صَالِحًا۔"

"اے (میرے) پیغمبروں! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھے کام کرو۔"

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فرمان ہے کہ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی اتنی عبادت کرے کہ وہ کمان کی رسی کی طرح پتلا ہو جائے تب بھی اس کی عبادت اس وقت تک اسے کوئی فائدہ نہیں دے گی۔ جب تک وہ اکل حلال اور تقویٰ کو اپنا پیشہ نہ بنا لے اگر چہ اس سے اس کی کمر کمان کی لکڑی کے دونوں کناروں کی طرح ٹیڑھی ہو جائے۔

حکایت نمبر ا

معرفت الٰہی کا دروازہ

کہا جاتا ہے کہ حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اپنی پرتعیش زندگی سے توبہ کی اور بادشاہی کو چھوڑ دیا تو آپ نے سوچا کہ خراسان میں تو رزق حلال کمانا ممکن نہیں اس لیے کسی دوسرے شہر میں چلے جانا چاہیے۔ یہ سوچ کر آپ خراسان سے عراق چلے آئے۔ یہاں بھی رزق کی تلاش میں آپ نے سارا شہر چھان مارا مگر آپ کو حلال روزی کہیں سے بھی میسر نہ آئی۔

Marfat.com

چنانچہ آپ نے عراق کو چھوڑا اور طرطوس شہر میں آ گئے۔ یہاں آپ نے دس درہم ماہانہ پر ایک باغ کی چوکیداری شروع کر دی۔

ایک دن باغ کا مالک اپنے باغ کی سیر کو آیا۔ اس نے حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ کو بلایا اور کہا اے ابراہیم! جاؤ اور میٹھے میٹھے انار توڑ کر لاؤ۔ حضرت ابراہیم گئے اور بڑے بڑے انار توڑ کر لے آئے اور باغ کے مالک کو پیش کر دیئے۔ لیکن جب اس نے ان اناروں کو کاٹا تو وہ کھٹے نکلے۔ باغ کے مالک نے ابراہیم بن ادھم سے کہا "میں نے تمہیں میٹھے انار لانے کو کہا تھا اور تم کھٹے انار اٹھا لائے ہو۔ جاؤ! اور انار توڑ کر لاؤ۔ اب کی بار میٹھے انار لانا۔

حضرت ابراہیم دوبارہ باغ میں گئے اور جو سب سے خوبصورت رنگ والے اور بڑے انار تھے وہ توڑ کر لے آئے۔

باغ کے مالک نے ان کو کاٹا تو وہ بھی کھٹے نکلے۔

باغ کا مالک غصے سے بولا۔ میں تمہیں میٹھے انار لانے کو کہتا ہوں اور تم کھٹے انار اٹھا لاتے ہو۔ میٹھے انار کیوں نہیں لے کر آتے؟

حضرت ابراہیم بن ادھم نے جواب دیا آپ نے مجھے میٹھے انار لانے کو کہا اور میں باغ کے سب سے بڑے اور خوبصورت رنگ والے انار لے آیا۔ اب اس کے کھٹے یا میٹھے ہونے کا علم تو اللہ تعالیٰ کو ہے۔ مجھے تو نہیں۔

ایک نے حیرانگی سے پوچھا کہ! تم اتنا عرصہ اس باغ میں رہے ہو کیا تم نے انار کھا کر پتہ نہیں چلایا کہ کون سے پودے کے انار کھٹے ہیں اور کون سے پودے کے انار میٹھے ہیں؟

حضرت ابراہیم بن ادھم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا۔ آپ نے مجھے باغوں کے پھلوں کی حفاظت کرنے کا حکم دیا تھا انہیں چکھنے کا نہیں۔

باغ کا مالک فوراً بھانپ گیا۔ کہنے لگا! میرے بھائی میں آپ سے زیادہ بحث نہیں کرتا۔ بس آپ یہ بتائیں کہ آپ ابراہیم بن ادھم تو نہیں؟

آپ نے فرمایا جی ہاں!

اس کے ساتھ ہی آپ نے باغ کی چابی مالک کے حوالے کرتے ہوئے کہا اب میں یہاں نہیں رہ سکتا لہٰذا مجھے اجازت دیں۔

Marfat.com

باغ کے مالک نے کہا! آپ جائیے مت۔ میں آپ کی مزدوری دگنی کر دیتا ہوں چابی لے لیں اور باغ کی حفاظت کریں۔

باغ کے مالک نے بہت اصرار کیا مگر آپ نے انکار کر دیا اور فرمایا اس سے پہلے تو مجھے میری کام کی اجرت دیا کرتا تھا۔ اب تو مجھے میرے زہد و تقویٰ کی اُجرت دینا چاہتا ہے۔

یہ کہہ کر آپ وہاں سے چل دیئے۔

کچھ عرصے بعد حضرت شقیق بلخی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو ملک شام میں دیکھا۔ انہوں نے آپ کو سلام کیا اور پوچھا! اے ابراہیم! کیا حال ہیں؟

آپ نے فرمایا۔ میرے بھائی! کیا بتاؤں رزق حلال کی تلاش میں شہر شہر' قریہ قریہ گھوم رہا ہوں۔ کیوں کہ معرفت الٰہی کا دروازہ فقط نیکیوں سے نہیں کھلتا اس کے لیے رزق حلال ضروری ہے۔

حکایت نمبر ۲

عمارت کہاں گئی؟

ایک گاؤں میں بشیر نامی ایک آدمی رہا کرتا تھا وہ نہایت ہی نیک اور پارسا تھا یہی وجہ تھی کہ حضرت خضر علیہ السلام سے اکثر اس کی ملاقات ہو جایا کرتی تھی۔ اسی گاؤں میں ایک اور نوجوان بھی رہتا تھا۔ وہ بھی بہت متقی اور پرہیز گار تھا۔ وہ نوجوان بشیر کا ساتھی تھا۔

ایک دن بشیر نے اس سے کہا کہ کیا آپ حضرت خضر علیہ السلام سے ملنا چاہتے ہیں؟ اس نوجوان نے جواب دیا کیوں نہیں؟ میں تو بڑے عرصے سے ان کی ملاقات کا شوق رکھتا ہوں۔

بشیر نے کہا ٹھیک ہے۔ آئیں میرے ساتھ۔ دونوں وہاں سے چل پڑے۔ وہ مختلف شہروں سے گذرتے ہوئے ایک ریگستان میں جا پہنچے۔ کافی دور تک چلنے کے بعد انہوں نے ایک گنبد نما عمارت دیکھی۔ اس عمارت میں ایک بزرگ تشریف فرما تھے جنہوں نے سبز رنگ کا لباس پہنا ہوا تھا۔ بشیر اور اس کا ساتھی ان کے پاس گئے سلام کیا اور ایک طرف بیٹھ گئے۔

تھوڑی دیر بعد اس بزرگ نے پوچھا اے بشیر! یہ نوجوان کون ہے؟ بشیر نے جواب دیا یہ میرا دوست ہے۔ بہت ہی نیک اور متقی آدمی ہے نیک لوگوں سے ملنے کا اسے بڑا شوق ہے۔

Marfat.com

حضرت خضر علیہ السلام اس نوجوان سے مخاطب ہوئے اور پوچھا اے نوجوان! کیا کبھی لشکریوں کے ساتھ بھی رہے ہو؟

اس نوجوان نے کہا! کبھی نہیں۔

آپ علیہ السلام نے پھر پوچھا تو کیا ساری عمر والد کے ساتھ ہی گزاری ہے؟

نوجوان بولا! جی ہاں۔

آپ نے پوچھا کیا تیرے والد نے ترکے میں تیرے لیے کچھ چھوڑا ہے؟

نوجوان بولا! جی ہاں۔

اس کا یہ کہنا تھا کہ سب کچھ غائب ہو گیا۔

حضرت خضر علیہ السلام بھی وہاں نہ رہے اور نہ ہی وہ گنبد نما عمارت اسے کہیں نظر آئی۔

اس واقعے کے بعد بشیر نامی آدمی کو بھی حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت نہ ہوئی۔

دراصل اس نوجوان کے باپ کے ترکہ میں حرام کا مال بھی تھا۔

حکایت نمبر ۳

رومی شہزادہ اور میٹھے انار

ابراہیم شیبانی رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ رومی بادشاہوں میں سے کسی بادشاہ کا ایک لڑکا تھا۔ اسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت بخشی تو اس نے خفیہ طور پر اسلام قبول کر لیا۔ جب اس لڑکے کے والدین کو پتہ چلا تو وہ بہت غصے ہوئے۔ انہوں نے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے اس کو قتل کر دینے کا فیصلہ کر لیا۔ والدین کے اس فیصلہ کا علم جب اس لڑکے کو ہوا تو جان بچانے کی خاطر وہ شاہی محل سے بھاگ کھڑا ہوا۔ بالآخر وہ ایک اسلامی ملک میں پہنچ گیا۔ وہاں رہ کر وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو گیا اور ساٹھ 60 سال تک اللہ کی بندگی کرتا رہا پھر وہ بیمار ہو گیا۔

حضرت ابراہیم شیبانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے اسے دیکھا کہ وہ بہت سخت بیمار تھا اور زمین پر لیٹا ہوا تھا۔ اس نے سر کے نیچے تکیہ کی جگہ اینٹ رکھی ہوئی تھی۔ میں اس کی یہ حالت دیکھ کر بڑا حیران ہوا۔ میں نے سوچا کہ بادشاہوں کے بیٹوں کی بھی یہ حالت ہو سکتی ہے۔

Marfat.com

بہر حال میں اس کے پاس گیا اور پوچھا: اے بھائی! کیا آپ کوئی چیز کھانا پسند کریں گے؟ اس نے کہا ہاں۔ میرا جی چاہ رہا ہے کہ میں میٹھے میٹھے انار کھاؤں۔

میں نے کہا ٹھیک ہے میں ابھی لاتا ہوں۔

وہاں سے اٹھ کر میں اپنے پڑوسی کے پاس آیا اور اس سے عاریۃً ایک رسی اور ایک تیشہ لیا۔ رسی اور تیشہ لے کر میں پہاڑ کی طرف گیا اور وہاں سے لکڑیوں کا ایک گٹھا کاٹ کر واپس آ گیا۔

میں نے وہ لکڑیاں بیچ دیں اور ان حاصل ہونے والے پیسوں سے انار خرید لیے۔ انار لے کر میں اس نوجوان کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ آپ انار کھانا چاہتے تھے لیجیے میں لے آیا ہوں شوق فرمائیے۔

اس نوجوان نے کہا یہ انار آپ کہاں سے لائے ہیں۔

میں نے جواب میں سارا قصہ سنا دیا۔

قصہ سن کر وہ نوجوان کہنے لگا کہ جن لوگوں سے آپ نے تیشہ اور رسی ادھار لی تھی ان کے بارے میں پتہ کریں کہ وہ کیسے لوگ ہیں میں گیا اور لوگوں سے پوچھنے پر مجھے معلوم ہوا کہ وہ نیک لوگ نہیں ہیں۔ میں نے یہ بات اس نوجوان کو بتائی تو اس نے انار کو ہاتھ سے پھینک دیا اور کہنے لگا کہ میں اس چیز کو نہیں کھاؤں گا جو فسادی لوگوں کی ہوں۔ اس نے یہ کہا اور پھر اس کی طبیعت بگڑنا شروع ہو گئی۔

تھوڑی دیر بعد اس کی طبیعت بحال ہوئی تو میں نے پوچھا آپ کو کسی اور چیز کی خواہش ہو تو بتائیے۔

اس نے کہا میں مرنے سے پہلے ایک بار شیخ ممشاد رحمۃ اللہ علیہ سے ملنا چاہتا ہوں۔ حضرت شیخ ممشاد اور اس نوجوان نے سات دن اکٹھے سفر کیا تھا۔ جس سے ان کی آپس میں خوب شناسائی پیدا ہو گئی تھی۔ اس نوجوان نے چند لمحوں بعد آسمان کی طرف دیکھا ساتھ ہی اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کے موتی جھڑنا شروع ہو گئے۔ یہ مغرب کی نماز کا وقت تھا۔ اور جب عشاء کی نماز کا وقت ہوا تو حضرت شیخ ممشاد تشریف لے آئے۔ میں (ابراہیم شیبانی) بڑا حیران ہوا کہ ابھی تو نوجوان نے انہیں یاد کیا ہے اور یہ اتنی دور سے تشریف بھی لے آئے ہیں۔

میں نے ان سے پوچھا شیخ محترم! آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں؟

Marfat.com

انہوں نے فرمایا۔ اپنے گھر سے۔

میں نے پوچھا کہ آپ گھر سے کس وقت چلے تھے؟

فرمایا ایک گھنٹہ قبل۔ ہوا یوں کہ جب میں مغرب کی نماز ادا کر چکا تو میرے دل نے کہا کہ وہ نوجوان سخت بیمار ہو گیا ہے اور مجھ سے ملنا چاہتا ہے۔ اتنے میں وہ نوجوان فرط مسرت میں اپنی جگہ سے اٹھا اور شیخ ممشاد سے لپٹ گیا اور اسی دوران اس کی روح پرواز کر گئی۔

اللہ تعالیٰ اس کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین۔

حکایت نمبر ۴

"حلال کھانے کی تلاش میں"

خراسان شہر کا ایک باشندہ ایک روز یہ خواہش لے کر اپنے گھر سے نکلا کہ وہ آج حلال کھانا کھائے گا۔ اسی تلاش میں وہ مختلف لوگوں کے پاس گیا۔ مگر اسے کہیں سے حلال کھانا نہ ملا۔ لوگوں نے اسے بتایا کہ اگر تو حلال کھانا ہی کھانا چاہتا ہے تو بغداد میں ایک ایسی ہستی ہے جن کے پاس سے تجھے حلال کھانا مل جائے گا۔ وہ شخصیت ہیں حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ وہ شخص وہاں سے روانہ ہو گیا اور سفر کرتے کرتے بغداد جا پہنچا۔ وہاں حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی کہ حضرت میں آپ کے پاس صرف اس لیے آیا ہوں کہ حلال کھانا کھا سکوں۔

آپ نے فرمایا کہ بھائی میں فقیر آدمی ہوں میرے پاس حلال کھانا کہاں۔ لوگ طرح طرح کی کھانے کی چیزیں میرے پاس بھیج دیتے ہیں مجھے نہیں معلوم ہوتا کہ وہ کیسی ہیں؟ لہٰذا میں ان کو سخت بھوک کی حالت میں بھی صرف اسی وقت کھاتا ہوں جب انسان کے لیے مردار کھانا حلال ہو جاتا ہے۔

ہاں البتہ میں تجھے ایسے شخص کا پتہ بتا سکتا ہوں جہاں سے تجھے حلال کھانا میسر آ سکتا ہے۔ تو فلاں گاؤں میں فلاں شخص کے پاس چلا جا اور اس کو کہنا کہ مجھے حلال کھانا کھلائے۔ وہ آدمی وہاں سے اس گاؤں کی طرف چل پڑا جس کے بارے میں حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

نے بتایا تھا۔

بالآخر وہ آدمی اس گاؤں میں اس شخص کے پاس جا پہنچا جس کا نام اسے حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا تھا۔

اس نے دیکھا کہ وہ ایک نوجوان آدمی تھا جو اپنے بیلوں کو زمین میں ہل چلانے کے لیے ہانک کر لے جا رہا تھا۔ اس کے پاس تھوڑا سا چارا اور پانی بھی تھا جو اس نے اپنے دونوں کندھوں پر لٹکایا ہوا تھا اور ہاتھ میں چمڑے کا بنا ہوا چابک پکڑ رکھا تھا۔ وہ بڑی نرمی اور پیار سے ان کو چارا اور پانی بھی دیتا جا رہا تھا۔

وہ (خراسانی) شخص اس کے قریب گیا اسے سلام کیا اور اپنی آمد کا مقصد بیان کیا۔ اس نے کہا کہ اے میرے بھائی! اگر آپ کچھ دن قبل میرے پاس آتے تو میں ضرور آپ کی مدد کرتا۔ لیکن اس وقت مجھے معذور سمجھیں۔ کیوں کہ کچھ عرصہ پہلے میرے یہ دونوں بیل آپس میں لڑ پڑے تھے اور ان میں سے ایک بیل میرے پڑوس کی زمین میں چلا گیا۔ اس بیل کے کھروں میں اس زمین کی مٹی لگ گئی اور پھر وہ مٹی ساتھ لے کر میری زمین میں واپس آ گیا جس سے اس زمین کی مٹی میری زمین کی مٹی میں مل گئی۔ اور یوں میری زمین کی پیداوار خالص نہ رہی بلکہ مشکوک ہو گئی اس لیے اب میرے پاس کوئی مکمل حلال چیز نہیں ہے۔ جو میں آپ کو پیش کر سکوں۔

کہاں وہ دور اور کہاں آج کا دور کہ لوگ اپنے حلال رزق کو جان بوجھ کر حرام کر لیتے ہیں۔

حکایت نمبر ۵

حضرت وہب بن وردمکی رحمتہ اللہ علیہ اور کھجور فروش

وھب بن مکی رحمتہ اللہ علیہ اپنے کھانے میں مشکوک اور مشتبہ چیزوں کا بہت خیال رکھا کرتے تھے۔ اور کوئی ایسی چیز نہ کھاتے جو مشتبہ یا مشکوک ہوتی۔ صرف حلال کھانا ہی تناول فرماتے۔ ایک دن جب آپ مکہ مکرمہ میں تھے آپ نے "صفا" پہاڑی پر ایک کھجور فروش کو دیکھا جو کھجوریں بیچ رہا تھا۔ آپ کا دل چاہا کہ کھجوریں کھائی جائیں۔ لہٰذا آپ نے اس سے پوچھا کہ یہ کھجوریں کہاں سے آئی ہیں۔ اور آپ نے یہ کہاں سے خریدی ہیں؟

Marfat.com

علاوہ ازیں آپ نے اس سے اور بہت سوال پوچھے۔

بیچارہ کھجور فروش سوالوں کی بھرمار سے تنگ آ گیا اور اکتا کر بولا۔

"میرے بھائی! مجھے کیوں خواہ مخواہ تنگ کرتے ہو۔ کھجوریں لینی ہیں تو لے لو ورنہ اپنی راہ لو۔ آپ نے فرمایا کہ بھائی! ناراض مت ہوں۔ دراصل میں مشتبہ چیزوں کے کھانے سے بہت بچتا ہوں۔ اس لیے تم سے اتنے سوالات پوچھ ڈالے ہیں۔ کھجور فروش نے کہا۔ کمال ہے آپ دیہات سے لائی ہوئی کھجوریں نہیں کھاتے اور شہر کی پکی ہوئی روٹیاں کھا لیتے ہیں جہاں حلال کھانا ڈھونڈنے سے نہیں ملتا۔ اور پھر ان کے بارے میں اتنے سوال بھی نہیں کرتے۔ آپ اس کی یہ بات سن کر رو پڑے۔ اور کہا قسم بخدا! آج کے بعد اس وقت تک کھانا نہیں کھایا کروں گا جب تک اس حالت کو نہ پہنچ جاؤں جب مردار کھانا حلال ہو جاتا ہے۔ اور پھر اس دن کے بعد حضرت وھب رحمتہ اللہ علیہ تین دن تک بھوکے رہتے اور صرف ایک روٹی کھاتے۔ اور جب آپ وہ روٹی کھانے لگتے تو عرض کرتے: "اے پروردگار عالم! تو جانتا ہے کہ میں بھوک سے نڈھال ہو گیا ہوں تو اپنے کرم کے صدقے مجھ پر رحم فرما اس روٹی کے کھا لینے کو معاف فرما۔ اور قیامت کے دن مجھ سے اس روٹی کے بارے میں باز پرس نہ فرمانا۔"

اس کے بعد آپ اس روٹی کو پانی میں بھگو دیتے اور پھر اس سے صرف اتنا ہی کھاتے جس سے جسم و جان کا رشتہ برقرار رہے۔ آپ وہ روٹی بھی کھاتے جاتے اور روتے بھی جاتے۔ ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے جاتے کہ میں تو اسے مردار ہی تصور کر رہا ہوں۔ اور اس کو سخت ضرورت کے وقت ہی کھا رہا ہوں۔

اس کے بعد آپ اپنے شاگردوں کے پاس تشریف لاتے اور انہیں وصیت کرتے کہ میرے بچو! ہمیشہ حلال اور پاکیزہ غذا کھانا۔ کیوں کہ اگر تم سارا دن اور ساری رات ستون کی طرح کھڑے رہ کر بھی عبادت کرتے رہو تو وہ اس وقت تک کوئی نفع نہیں دے گی جب تک تمہاری غذا حلال نہ ہو گی۔

حکایت نمبر ۶

بوڑھا سجستانی اور حلال گندم

سجستان کا ایک بوڑھا شخص ہمیشہ حلال اور پاکیزہ چیزوں کی تلاش میں رہتا تھا۔ ایک مرتبہ

111623

Marfat.com

اسے علم ہوا کہ فلاں علاقے میں ایک مجوسی ہے۔ جسے اپنے بزرگوں سے وراثت میں زرعی زمین ملی ہے۔ وہ بوڑھا شخص اس کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا اور بالآخر اسے ڈھونڈ نکالا اور اس سے کہنے لگا کہ آپ کے پاس گندم ہے۔ میں اسے خریدنا چاہتا ہوں۔

اس مجوسی نے پوچھا کہ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں؟

بوڑھے نے جواب دیا۔ بجستان سے۔

مجوسی نے کہا۔ اتنی دور سے آئے ہیں۔ کیا آپ کو وہاں گندم نہیں ملی؟

بوڑھے نے کہا۔ گندم تو بہت ملتی ہے مگر میں حلال گندم خریدنا چاہتا ہوں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے پاس موروثی زرعی زمین ہے اور یقیناً اس کی پیداوار حلال کی ہوگی۔

مجوسی نے کہا۔ واقعی میرے پاس حلال گندم ہے۔ مگر آپ کے پاس جو درہم ہیں ان کے بارے میں مجھے علم نہیں کہ وہ حلال کے ہیں یا حرام کے۔ اس لیے میں آپ کو گندم نہیں بیچ سکتا۔

حکایت نمبر ۷

حرام چیزوں سے نجات

کہا جاتا ہے کہ ایک آدمی نے ایک بار پکا ارادہ کر لیا کہ وہ صرف حلال چیزیں ہی کھائے گا۔ یہ ارادہ کر کے وہ جنگل میں چلا گیا تاکہ شہر میں رہ کر اس کو حرام چیز نہ کھانی پڑ جائے۔

اس نے جنگل میں جا کر رہنا شروع کر دیا۔ جب اسے بھوک لگتی تو جنگلی گھاس پھوس کھا کر بھوک مٹا لیتا۔ حتیٰ کہ اس کی انتڑیاں بھی سبز ہو گئیں۔

ایک دن وہ بیٹھا ہوا تھا کہ اسے اونگھ آ گئی۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا اسے کہہ رہا تھا۔ "اب تیرا پیٹ حرام سے پاک ہو گیا ہے۔"

حکایت نمبر ۸

مشکوک دینار

پرانے وقتوں کی بات ہے کہ کھمس بن حسین نامی ایک نیک شخص اپنے دوستوں کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک دینار تھا جو حلال کمائی کا تھا۔ وہ دینار اس کے ہاتھ سے زمین پر

Marfat.com

گر گیا۔ اس نے اسے تلاش کیا مگر وہ نہ ملا۔ اس کے دوستوں نے اس سے پوچھا کیا تلاش کر رہے ہو۔ اس نے بتایا میرے پاس ایک دینار تھا جو ابھی میرے ہاتھ میں سے نیچے گر گیا ہے اور مل نہیں رہا۔ اس کے دوستوں نے بھی اس کے ساتھ مل کر دینار تلاش کرنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ان میں سے ایک دوست کو وہ دینار مل گیا۔ اس نے کہا۔ یہ ہے آپ کا دینار۔

کھمس بن حسین نے اس کو ایک نظر دیکھا اور کہا۔ میں اسے پہچان نہیں سکا معلوم نہیں یہ وہی دینار ہے یا کوئی اور ہے۔ اس کے سب دوستوں نے اسے کہا کہ یقیناً یہ وہی دینار ہے کیونکہ ہم میں سے کسی کے پاس بھی دینار نہیں ہے۔ کھمس نے کہا۔ ہو سکتا ہے کہ ہم سے پہلے کچھ لوگ یہاں بیٹھے ہوں اور جس طرح میرا دینار گم ہوا ہے اسی طرح ان میں سے کسی کا دینار گم ہو گیا ہو اور یہ وہی دینار ہو۔

اس کے دوستوں نے بہت اصرار کیا کہ یہ دینار تمہارا ہی ہے مگر اپنے تقویٰ اور پرہیز گاری کی وجہ سے اس نے وہ دینار نہ لیا اور اسے وہیں چھوڑ دیا اور کہنے لگا۔ اسے یہیں رہنے دو۔ مجھے اب اس کی کوئی ضرورت نہیں۔

حکایت نمبر ۹

ایک چھوٹی سی غلطی

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جن دنوں میں بیت المقدس میں تھا ان دنوں کا واقعہ ہے کہ ایک رات جب ہم لوگ عشاء کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئے اور لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے تو کچھ رات بیتنے کے بعد آسمان سے دو فرشتے اترے اور مسجد کی محراب کے پاس آ کر ٹھہر گئے۔

ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ مجھے یہاں سے کسی انسان کی خوشبو آ رہی ہے۔

دوسرے نے کہا کہ ہاں یہ ابراہیم بن ادھم ہیں۔

پہلے نے پوچھا۔ ابراہیم بن ادھم بلخ کے رہنے والے؟

دوسرے نے کہا۔ ہاں وہی۔

پہلے نے کہا۔ افسوس! انہوں نے رب کی رضا حاصل کرنے کے لیے بڑی مشقتیں

Marfat.com

برداشت کیں۔ مصیبتوں اور مشکلوں کے باوجود بہت صبر سے کام لیا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مرتبہ ولایت عطا کر دیا۔ لیکن صرف ایک چھوٹی سی غلطی کی وجہ سے انہوں نے وہ مرتبہ کھو دیا۔

دوسرے نے پوچھا۔ اُن سے کیا غلطی سرزد ہوئی ہے؟

پہلے فرشتے نے کہا۔ جب وہ بصرہ میں تھے تو ایک بار انہوں نے ایک کھجور فروش سے کھجوریں خریدیں۔ کھجوریں لے کر جب وہ واپس پلٹنے لگے تو دیکھا کہ زمین پر کھجور کا ایک دانہ گرا پڑا تھا۔ انہوں نے سمجھا کہ شاید یہ ان کے ہاتھ سے گرا ہے۔ لہٰذا انہوں نے اسے اٹھایا' صاف کیا اور کھا لیا۔ دراصل کھجور کا وہ دانہ ان کے ہاتھ سے نہیں گرا تھا بلکہ کھجور فروش کے ٹوکرے سے گرا تھا۔ جونہی وہ کھجور ان کے پیٹ میں پہنچی ان سے مرتبۂ ولایت واپس لے لیا گیا۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسجد کے دروازے کی اوٹ سے جب ان کی یہ باتیں سنیں تو روتے ہوئے مسجد سے باہر نکلے اور اس پریشانی اور بے چینی کے عالم میں بیت المقدس سے بصرہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہاں جا کر ایک کھجور فروش سے کھجوریں خریدیں اور پھر اس کھجور فروش کے پاس گئے جس سے پہلے کھجوریں خریدی تھیں۔ اسے کھجور واپس کی اور ساتھ ہی سارا واقعہ بھی بیان کیا اور آخر میں اس سے معافی بھی مانگی کہ غلطی سے تمہاری ایک کھجور کھا لی تھی لہٰذا مجھے معاف کر دینا۔

اس کھجور فروش نے کھلے دل سے معاف کر دیا اور پھر رو پڑا کہ حضرت کو ایک کھجور کی وجہ سے اتنی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔

مختصر یہ کہ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بصرہ سے پھر بیت المقدس روانہ ہو گئے اور بیت المقدس پہنچ کر رات کے وقت اس مسجد میں جا کر بیٹھ گئے۔

جب رات کافی بیت گئی تو آپ نے دیکھا کہ دو فرشتے آسمان سے اترے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ مجھے یہاں سے انسان کی خوشبو آ رہی ہے۔ دوسرے فرشتے نے کہا۔ ہاں یہاں ابراہیم بن ادھم موجود ہیں جو ولایت کے مرتبہ سے گر گئے تھے۔ لیکن اب اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل و کرم کے صدقے پھر وہی مقام و مرتبہ عطا فرما دیا۔

☆☆☆

Marfat.com

باب نمبر ۲

ریاضت ومجاہدۂ نفس

حکایت نمبرا

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور مجاہدۂ نفس

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے لوگوں نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر جو فضل وانعام فرمایا ہے اس کے بارے میں کچھ بیان فرمائیں۔

آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اتنا احسان اور فضل فرمایا ہے جسے میں بیان نہیں کر سکتا۔ ہاں البتہ میں نے اپنے نفس کے ساتھ جو سلوک کیا اس کے بارے میں آپ کو ایک بات بتاتا ہوں۔

ایک رات میں نیند سے بیدار ہوا اور نوافل ادا کرنے کا ارادہ کیا۔ میرے نفس نے تھوڑی سی سستی دکھائی اور جتنی دیر میں ''سبحان اللہ'' کہا جا سکتا ہے اتنی دیر تک میرے نفس نے سستی کا مظاہرہ کیا لیکن پھر نماز کے لیے تیار ہو گیا۔ میں سوچنے لگا کہ اس سستی کی وجہ کیا ہے؟

اس دوران مجھے یاد آیا کہ اس دن خلاف معمول میں نے پانی زیادہ پی لیا تھا۔ لہٰذا میں نے اسی وقت یہ نذر مانی کہ پورا سال پانی نہیں پیوں گا اور پھر میں نے پورا سال ایک قطرہ پانی بھی نہ پیا۔

پورا سال پانی نہ پینے کی وجہ سے میرے معدے کی حرارت بہت بڑھ گئی۔ لہٰذا میں نے پانی کا ایک چلو بھرا اور اس میں مٹھی بھر مٹی ملا دی۔ جس سے وہ پانی کیچڑ بن گیا۔ میں نے وہ کیچڑ اپنے منہ میں ڈال دی، جس سے میرا حلق تر ہو گیا۔

اس وقت میں نے اپنے نفس سے کہا کہ رب کی عبادت اور اس کی اطاعت پر دوام اختیار کر۔ وگرنہ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تجھے کھانا اور پانی دینا بند کر دوں گا۔

Marfat.com

حکایت نمبر ۲

غیبی امداد

کسی بزرگ کا واقعہ ہے جو وہ خود بیان فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ میں سفر پر جارہا تھا کہ راستے میں ایک خوفناک سا جنگل آ گیا۔ میں اکیلا ہی تھا۔ رات کا وقت تھا۔ جب میں چلتے چلتے تھک گیا تو ایک جگہ پر بیٹھ گیا۔ میں نے روزہ رکھا ہوا تھا اور گرمیوں کا موسم تھا۔ جب رات خوب تاریک ہو گئی تو میں نے نماز پڑھنا شروع کر دی۔ میں نے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ سورہ بقرہ اور دوسری رکعت میں سورہ آل عمران کی تلاوت کی۔ جب نماز ادا کر چکا تو میرے نفس نے میری منت سماجت شروع کر دی کہ بندۂ خدا تو کیوں مجھ سے اتنی مشقت لے رہا ہے۔ اتنی دور سے چل کر آیا ہے روزہ رکھا ہوا ہے اوپر سے گرمیوں کا موسم ہے۔ سخت بھوک لگ رہی ہے اور پھر اتنی لمبی نماز۔ اس پر مستزاد یہ کہ نہ تیرے پاس کھانا ہے اور نہ ہی پانی۔ میرے حال پر کچھ تو رحم کر۔

میں نے اپنے نفس کو جواب دیا کہ ذرا صبر اور حوصلے سے کام لے۔ کام ختم ہو گیا لے اب لیٹ جا اور آرام کر۔

یہ کہہ کر میں بیٹھا ہی تھا کہ مجھے ایک آدمی اپنی طرف آتا ہوا دکھائی دیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک ٹوکری بھی تھی۔ میں سوچنے لگا کہ اس وقت یہ آدمی کون ہو سکتا ہے۔ بہر حال وہ آدمی میرے پاس آ کر رک گیا۔ مجھے سلام کیا اور ٹوکری میرے پاس رکھ دی۔ اس ٹوکری میں روٹیاں اور کھجوریں تھیں۔ ساتھ ہی ایک کوزے (پانی کا برتن) میں پانی تھا۔

میں نے پوچھا۔ یہ سب کیا ہے؟

کہنے لگا۔ گھبرائیے نہیں۔ یہ سب آپ ہی کے لیے ہے۔

ہوا یوں کہ میں اپنے گھر میں آرام سے سویا ہوا تھا۔ میں نے خواب دیکھا کہ مجھ سے کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ اٹھو اور گھر میں کھانے کے لیے جو کچھ ہے اسے ساتھ لو اور فلاں مقام پر پہنچ جاؤ۔ وہاں اللہ کا ایک ولی آرام فرما ہے جا کر اس کا روزہ افطار کراؤ۔ میرے گھر میں اس کھانے کے سوا اور کچھ نہیں تھا لہٰذا میں نے اسے ساتھ لیا اور گھر سے نکل پڑا اور اب آپ کے سامنے ہوں۔

میں نے اس سے پوچھا کہ آپ کتنا سفر طے کر کے آئے ہیں۔

Marfat.com

اس نے کہا۔ کم از کم دو فرسخ۔

حکایت نمبر ۳

گوشت کی خواہش

حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ مسلسل روزے سے رہا کرتے تھے اور افطاری میں معمول مبارک یہ تھا کہ آپ نہ تو پھل استعمال کرتے نہ ہی سالن۔ حلویات اور کھٹی میٹھی اشیاء سے بھی پرہیز کرتے تھے۔ ہر روز صرف دو روٹیوں کے ساتھ افطار کیا کرتے تھے۔ اگر وہ روٹیاں گرم ہوتیں تو انہیں ہی سالن شمار کر لیتے۔ ایسا کرنے سے آپ پر نقاہت طاری ہو گئی اور اسی وجہ سے آپ بیمار ہو گئے۔ چند دن بیمار رہنے کے بعد جب آپ تندرست ہو گئے تو آپ کا دل چاہا کہ گوشت کھایا جائے۔ گوشت کھانے کی خواہش جب بہت بڑھ گئی تو آپ قصاب کے پاس گئے اور دو فلس ادا کر کے بکری کا ایک پایہ خریدا اور اسے اپنے کپڑوں میں چھپا لیا۔ قصاب یہ منظر دیکھ کر حیران اور متجسس ہوا۔ اپنے تجسس کو دور کرنے کے لیے اس نے ایک مزدور کو کہا کہ ان صاحب کے پیچھے جاؤ اور جو کچھ دیکھو مجھے واپس آ کر اس کے بارے میں بتانا۔ وہ مزدور حضرت مالک بن دینار کے پیچھے پیچھے چلتا رہا اور پھر واپس آ کر اس نے قصاب کو بتایا۔

حضرت مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ یہاں سے سیدھا پہاڑ کی طرف گئے۔ وہاں جا کر انہوں نے وہ پایہ نکالا اور کئی بار اسے سونگھا اور اپنے نفس کو مخاطب کر کے کہا۔

اے نفسِ مطمئنہ! میں تجھ سے بڑی مشقتیں لیتا ہوں اور زندگی کی تعیشات سے دور رکھتا ہوں۔

اے نفسِ مطمئنہ! میں کسی دشمنی کی بناء پر تجھے مشقتوں میں مبتلا نہیں رکھتا اور نہ ہی کسی مجبوری کی بناء پر زندگی کی لذتوں سے محروم رکھتا ہوں بلکہ مجھے تیری محبت ایسا کرنے پر اکساتی ہے۔ کیونکہ میں ساری دنیا سے زیادہ تجھ سے پیار کرتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ تو دوزخ کی آگ سے بچ جائے۔ لہٰذا صبر سے کام لے۔

اے میرے نفس! عنقریب تو دنیا کی مصیبتوں سے چھٹکارا پا لے گا اور پھر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رب کی قربتوں میں تجھے رہنا نصیب ہو جائے گا۔

یہ کہہ کر آپ رو پڑے اور کافی دیر تک روتے رہے۔ ساتھ ہی آپ یہ اشعار بھی پڑھتے

Marfat.com

جاتے تھے۔

۱	صبرت من اللذات حتیٰ تولت	والزمت صبرھا فاستمرت
۲	و کانت علی الایام نفسی عزیزۃ	فلما رأت عزمی علی الذل ذلت
۳	فقلت لھا یا نفسی! کو نی کریمۃ	فقد کانت الدنیا لنا ثم ولت
۴	سا صبر نفسی ان فی الصبر راحۃ	وراضی لدنیا ناوان ھی قلت
۵	فکم غمرۃ جاءت باامواج غمرۃ	تجر عتھا بالصبر حتی تجلت

۱۔میں نے دنیا کی تمام لذتوں سے صبر کیا حتیٰ کہ وہ مجھ سے منہ موڑ گئیں اور میں نے مسلسل ان سے روگردانی کئے رکھی حتیٰ کہ میرا نفس اس کا عادی ہو گیا۔

۲۔حالانکہ مجھے میرا نفس ساری دنیا سے بڑھ کر پیارا تھا لیکن جب اس نے بھی میرے عزم واستقلال کو دیکھا تو وہ بھی اس بے کیف زندگی کا خوگر ہو گیا۔

۳۔یہ دنیا یقیناً ہمارے لیے ہی تھی مگر جب میں نے اپنے نفس کو سمجھایا کہ تو کریم ہو جا تو اس نے دنیا چھوڑ دی۔

۴۔میں اپنے نفس کو صبر پہ آمادہ رکھوں گا کیونکہ صبر میں سکون ہے۔اے میرے نفس! اپنے جہان میں ہی خوش رہ۔اگر چہ یہ چھوٹا ہی کیوں نہ ہو۔

۵۔کئی بار مجھ پر مصیبتوں کے بادل موسلا دھار برسے۔مگر میں نے صبر کر کے ان کو برداشت کیا حتیٰ کہ وہ خود ہی چھٹ گئے۔

حکایت نمبر ۴

جنتی حور اور حضرت سرّی سقطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے استاذ محترم حضرت سرّی سقطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔اس دن آپ بڑے پریشان دکھائی دے رہے تھے۔میں نے محسوس کیا کہ آپ کسی گہری سوچ میں گم ہیں۔میں نے آپ سے پریشانی کی وجہ پوچھی۔تو آپ نے میری بات کو درخور اعتناء نہ سمجھا لیکن جب میرا اصرار بہت بڑھ گیا تو فرمانے لگے۔گزشتہ رات میرے ساتھ بڑا عجیب وغریب واقعہ پیش آیا۔جس کی وجہ سے

Marfat.com

میں بڑا پریشان ہوں۔ ہوا یوں کہ ایک لمبے عرصے سے میرا نفس نئے کوزے میں ٹھنڈا پانی پینے کی خواہش کر رہا تھا۔ گزشتہ روز اس کی یہ شدید خواہش میری زبان پر آ گئی۔ لہٰذا میری بیٹی نے کسی کو بازار بھیجا اور وہاں سے نیا کوزہ منگوایا۔ پہلے اسے خوب اچھی طرح دھویا اور پھر پانی سے بھر کر ٹھنڈا ہونے کے لیے رکھ دیا۔ میں جب اوراد و وظائف سے فارغ ہوا تو مجھے سخت نیند آ گئی۔ میں سو گیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ جنت کی ایک حور میرے گھر میں داخل ہوئی۔ اس نے اتنا خوبصورت تاج اور اتنا عمدہ لباس پہن رکھا تھا کہ آج تک کسی نے نہ دیکھا ہوگا اور وہ خود اتنی خوبصورت تھی کہ اس کے حسن نے مجھے حیران کر دیا۔ مجھ سے رہا نہ گیا تو میں نے اس سے پوچھ ہی لیا کہ تم کس کی حور ہو؟

اس نے اپنا چہرہ پھیر لیا اور بڑی بے رخی سے جواب دیا۔ میں اس شخص کی ہرگز نہیں ہوں جو نئے کوزے میں ٹھنڈا پانی پیتا ہے۔

اتنا کہہ کر اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور کوزے کو اٹھا کر زمین پر پھینک دیا۔ کوزہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔ دیکھا تو کوزہ واقعی ٹوٹا پڑا تھا اور سارا پانی زمین پر بہہ گیا تھا۔

حکایت نمبر ۵

بھنا ہوا گوشت

حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ سات سال تک آپ کا نفس بھنا ہوا گوشت کھانے کی خواہش کرتا رہا مگر آپ نے نہ کھایا۔ ایک دن آپ کے نفس نے آپ کو مجبور کر دیا۔ لہٰذا آپ نے نصف درہم لیا اور بازار تشریف لے گئے اور (کھانا بیچنے والے) سے کہا کہ یہ لو نصف درہم اور مجھے بھنا ہوا گوشت اور روٹیاں دے دو۔ آپ نے گوشت اور روٹیاں لیں، انہیں اپنے کپڑوں میں چھپایا اور واپس گھر کی طرف چل دیے۔ واپسی پر راستے میں آپ نے ایک غریب بچہ کو دیکھا جو ننگا پھر رہا تھا۔

آپ نے اس سے پوچھا۔ بیٹا! آپ کس کے لڑکے ہیں؟

بچے نے جواب دیا۔ میں اپنے باپ کا لڑکا ہوں۔

آپ نے پھر پوچھا۔ تمہارے والد کا نام کیا ہے؟

Marfat.com

بچے نے جواب میں اپنے والد کا نام بتایا تو آپ اسے پہچان گئے کہ یہ تو فلاں کا بچہ ہے۔ آپ کو اِس بچے پر ترس آیا۔ فرمانے لگے۔ بیٹا! اس وقت میرے پاس اور تو کچھ نہیں یہ تھوڑا سا کھانا ہے یہ تم لے لو۔

آپ نے وہ کھانا جو اپنے لیے خریدا تھا اور جس کی خاطر سات سال تک اپنے نفس کو ترساتے رہے اس بچے کو دے دیا اور خود خالی ہاتھ گھر واپس تشریف لے گئے۔

حکایت نمبر ۶

خواہش نفس کا وبال

کہا جاتا ہے کہ دو بزرگوں کو اللہ تعالیٰ نے بڑا درجہ عطا کر رکھا تھا۔ وہ دونوں صاحب کرامت تھے۔ ان کی کرامت یہ تھی کہ وہ پانی پر چلا کرتے تھے اور ڈوبتے نہ تھے اور وہ پانی پر بھی اسی طرح آسانی سے نماز ادا کرلیا کرتے تھے جس طرح زمین پر نماز ادا کرتے تھے۔ وہ بزرگ کافی عرصہ تک اس مقام پر فائز رہے۔

ایک دن وہ بزرگ ایک گاؤں میں گئے۔ وہاں ایک آدمی نے ان کی دعوت کا اہتمام کیا اور کھانے میں روٹیوں کے ساتھ انڈے پیش کیے۔ ان میں سے ایک صاحب نے تو خوب سیر ہو کر کھانا تناول فرمایا جبکہ دوسرے نے کھانے کو ہاتھ تک نہ لگایا۔

کھانے سے فارغ ہو کر جب وہ بزرگ وہاں سے باہر نکلے اور اپنے ٹھکانے کی طرف واپس آنے لگے تو راستے میں انہیں پانی عبور کرنا پڑا۔ ان میں سے وہ بزرگ جنہوں نے کھانا کو چکھا تک نہ تھا وہ تو پانی پر اسی طرح چلنے لگے جس طرح وہ پہلے چلا کرتے تھے لیکن دوسرے بزرگ نے جب پانی پر پاؤں رکھا تو پاؤں اوپر ٹکنے کے بجائے پانی میں چلا گیا۔ یہ صورت حال دیکھ کر وہ پریشان ہو گئے۔ اتنے میں دوسرے بزرگ نے ان کا یہ حال دیکھا تو فرمانے لگے۔ بھائی! یہ سب کھانے کا بوجھ ہے جس کی وجہ سے اب پانی پر آپ کا پاؤں ٹک نہیں رہا۔ یہ کہہ کر وہ تو چلے گئے اور دوسرے بزرگ نے وہیں کنارے پر بیٹھ کر اپنی اس محرومی پر رونا شروع کر دیا۔ روتے روتے انہیں رات ہو گئی اور وہ سو گئے۔

انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ان کے استاد محترم وہاں تشریف لائے ہیں۔ اپنے استاد کو

Marfat.com

وہاں پا کر وہ بہت خوش ہوئے اور پھر ان سے سارا واقعہ بیان کیا۔ ان کی بات سن کر ان کے استاد محترم فرمانے لگے کہ بھائی! اب پچھتانے کا کیا فائدہ آپ کو معلوم نہیں تھا کہ جو لوگ خواہشات نفسانی کی پیروی کرتے ہیں وہ عبادت کی لذت اور درجات کی بلندی سے محروم ہو جاتے ہیں۔

حکایت نمبر ۷

بوڑھا قصاب

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت حاتم اصمؒ نے اپنے ایک شاگرد کو ایک دانق (سونے کا سکہ جس کی قیمت درہم کے چھٹے حصے کے برابر ہوتی ہے) دے کر کہا کہ جاؤ بازار سے اونٹ کا گوشت خرید لاؤ۔ شاگرد اپنے استاد کے حکم کی تعمیل میں باہر نکلا اور بازار کی طرف چل دیا۔ راستے میں اس نے دیکھا کہ ایک بوڑھا آدمی اپنی کمر پر اونٹ کا گوشت لاد کر بیچ رہا تھا۔ اس نے اس بوڑھے آدمی کو وہ دانق دیا اور کہا کہ مجھے اس کا گوشت دے دیجئے۔ بوڑھے گوشت فروش نے بچے سے وہ دانق لے لیا اور کہا کہ میرے ساتھ چلو۔ جہاں میں گوشت نیچے اتار کر رکھوں گا وہاں تمہیں گوشت بنا دوں گا۔ یہ کہہ کر اس نے چند گلیوں کا چکر لگایا اور پھر ایک آدمی سے پوچھ کر اس کے دروازے کے سامنے گوشت اتار کر رکھ دیا۔ اس نے سونے کے سکے کا وزن کیا تو وہ ایک دانق سے کچھ زیادہ نکلا۔ اس نے ایک دانق کا گوشت اس کو دے دیا۔ شاگرد نے کہا باقی پیسوں کا بھی گوشت ہی دے دو۔ بوڑھے نے کہا کہ میں نے تو آپ سے ایک دانق کا گوشت فروخت کرنے کی اجازت لی تھی۔ لہٰذا اگر تم مزید پیسوں کا گوشت لینا چاہتے ہو تو پھر میرے ساتھ آؤ۔ کسی اور آدمی سے اجازت لے کر وہاں میں تمہیں باقی پیسوں کا گوشت دے دوں گا۔ وہ بچہ اس کے ساتھ ساتھ چل پڑا۔ اس بوڑھے نے ایک اور آدمی سے اس کے دروازے کے سامنے گوشت بیچنے کی اجازت لی اور بقیہ پیسوں کا گوشت اس لڑکے کو دے دیا۔ لڑکا وہ گوشت لے کر حضرت حاتم اصم کے پاس گیا اور انہیں سارا ماجرا کہہ سنایا۔ حضرت حاتمؒ بڑے حیران ہوئے کہ اس دور میں بھی اتنے ایماندار لوگ موجود ہیں۔

انہوں نے دوسرے دن بھی اس لڑکے کو پیسے دیئے اور کہا کہ جاؤ گوشت خرید لاؤ اور کوشش کرنا کہ وہی بوڑھا تمہیں مل جائے تو اسی سے گوشت خریدنا۔

Marfat.com

لڑکا پیسے لے کر بازار کی طرف چل دیا۔ اس نے دیکھا کہ وہی بوڑھا راستے میں بیٹھا گوشت فروخت کر رہا تھا۔ اس نے اسے پیسے دیئے اور کہا کہ مجھے ان پیسوں کا گوشت دے دیں۔ بوڑھے نے اسے پہچان لیا اور کہا کہ تم روز گوشت ہی کھاتے ہو؟

لڑکے نے جواب دیا کہ میں اپنے لیے گوشت نہیں خرید کر لے جاتا بلکہ اپنے استاد حاتم اصم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے لیے لے جاتا ہوں۔ بوڑھے نے کہا حیرانگی کی بات ہے کہ حاتم اصم جیسا شخص بھی ہر وہ چیز کھاتا ہے جو اس کا نفس چاہتا ہے۔ قسم بخدا! مجھے تیس سال ہو گئے ہیں گوشت بیچتے ہوئے اور میرا نفس ہر روز مجھ سے گوشت کھانے کا مطالبہ کرتا ہے مگر میں نے آج تک اسے گوشت نہیں کھلایا۔

حکایت نمبر ۸

نفس کی شامت

حضرت ابوالقاسم قادی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں کچھ عرصہ قادسیہ میں قیام پذیر رہا۔ ان دنوں ایک عجیب واقعہ رونما ہوا کہ رات کے وقت تمام شہر والوں نے ایک آواز سنی۔ کوئی پکارنے والا یہ پکار رہا تھا:

''اے قادسیہ والو! اللہ کے ایک ولی نے اپنے نفس کو ''بادی سباع'' (جنگلی درندوں کا علاقہ) میں قید کر دیا ہے۔ اس کے پاس جاؤ اور اسے شہر میں لے آؤ ایسا نہ ہو کہ درندے اسے نقصان پہنچا دیں۔''

تمام شہر والے یہ اعلان سن کر مذکورہ علاقے کی طرف چل پڑے۔ میں بھی ان کے ساتھ ہو لیا اور اس جگہ تک جا پہنچا۔ ہم نے وہاں کیا دیکھا کہ حضرت ابوالحسن نوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ایک گڑھے میں آرام فرما رہے ہیں۔ ہم سب لوگوں نے مل کر انہیں اس گڑھے سے باہر نکالا۔ سواری پر سوار کرایا اور شہر میں لے آئے۔ آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے میرے گھر کو شرف بخشا اور چند دن وہاں قیام پذیر رہے اور پھر ایک دن انہوں نے وہاں سے کوچ کرنے کا فیصلہ فرما لیا۔

جب آپ میرے گھر سے جانے لگے تو میں نے آپ سے اس گڑھے میں آرام کرنے کے بارے میں پوچھا کہ اس کا سبب کیا تھا؟

Marfat.com

آپ فرمانے لگے۔ گڑھے میں گھس کر بیٹھنے کا سبب یہ تھا کہ جب میں جنگل بیابان سے ہوتا ہوا اس جگہ پر پہنچا جہاں آپ لوگوں نے مجھے اس دن دیکھا تھا تو میرا نفس خوشی سے جھومنے لگا اور کہنے لگا کہ جلد ہی میں شہر میں داخل ہو جاؤں گا۔ جہاں بہت سے لوگ میرے جاننے پہچاننے والے ہیں۔ وہ لوگ میری مہمان نوازی کریں گے' مجھے طرح طرح کے مزیدار کھانے کھلائیں گے۔

میں نے جب اپنے نفس کی یہ حالت دیکھی تو مجھے سخت افسوس ہوا۔ میں نے اسے مخاطب ہو کر کہا:

"اے نفس امارہ! تو اس بات پر خوش ہو رہا ہے نا کہ تجھے اچھے اچھے کھانے ملیں گے اور آرام و سکون حاصل ہوگا۔ قسم بخدا! میں تجھے شہر میں نہیں لے جاؤں گا۔ تجھے یہاں ہی قید کر دوں گا۔ تیری موت بھی یہاں ہی آئے گی۔ تو کبھی بھی اپنی آنکھوں سے قادسیہ شہر کا نظارہ نہیں کر سکے گا۔ لہٰذا میں نے نذر مان لی کہ نہ تو میں قادسیہ میں داخل ہوں گا اور نہ ہی نفس کی خواہشات کو پورا کروں گا۔"

حکایت نمبر ۹

قناعت والا کھانا

حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک رات مجھے خواب میں یوں محسوس ہوا جیسے کوئی مجھ سے یہ کہہ رہا ہو "اٹھو اور فلاں جگہ پر جاؤ' وہاں اللہ کا ایک ولی تم سے ملنا چاہتا ہے۔"

میں مسلسل تین راتیں یہی خواب دیکھتا رہا۔ پھر جب تیسرا دن طلوع ہوا تو میں نے وہاں جانے کا ارادہ کر لیا۔ میں وہاں پہنچا تو ایک بزرگ کو دیکھا جو مسجد کے دروازے کے نزدیک اذان کہہ رہے تھے۔ میں نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے جواباً کہا۔ وعلیکم السلام اے مالک بن دینار۔

میں نے حیران ہو کر پوچھا۔ آپ کو میرا نام کس نے بتایا ہے' حالانکہ میری اور آپ کی ملاقات زندگی میں پہلی مرتبہ ہو رہی ہے۔

وہ بزرگ فرمانے لگے۔ جس ہستی نے آپ کو میرے پاس بھیجا ہے اس ہستی نے مجھے آپ

Marfat.com

کا نام بتایا ہے۔

اس گفتگو کے بعد ہم مسجد میں داخل ہو گئے۔ہم نے مغرب کی نماز پڑھی۔نماز کے بعد وہ بزرگ مجھے اپنے ساتھ اپنے گھر میں لے گئے۔تھوڑی دیر بعد کھانا لایا گیا جس میں صرف جو کی روٹیاں تھیں۔

میں نے کہا۔جناب عالی! اگر تھوڑا سا نمک مل جاتا تو بہتر تھا۔

انہوں نے اپنی بیٹی سے فرمایا کہ یہ کوزہ لے جاؤ اور نمک لے آؤ۔

اس نے ایسا ہی کیا۔جب ہم کھانے سے فارغ ہو چکے تو میں نے کہا۔"یا اللہ تیرا شکر ہے جس نے ہمیں قناعت والا کھانا عطا کیا۔"

میری یہ بات سن کر بڑھیا کہنے لگی۔اگر آپ قناعت پسند ہوتے تو ہمارا کوزہ کیوں رہن رکھا جاتا۔ہمیں تو نمک چکھے ہوئے سترہ سال ہو گئے ہیں۔

یہ سن کر حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ چیخ اٹھے' اپنے گریبان کو چاک کر دیا' سر میں مٹی ڈالنا شروع کر دی اور روتے ہوئے جنگل کی طرف نکل گئے۔

☆☆☆

Marfat.com

باب نمبر ۳

مجاہدات

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی گئی۔ اے امیر المؤمنین! آپ اپنے آپ کو صبح و شام مشقت میں کیوں ڈالے رکھتے ہیں۔ سارا دن لوگوں کی بھلائی کے کاموں میں لگے رہتے ہیں اور ساری رات اللہ کی اطاعت و بندگی میں گزار دیتے ہیں' نہ ہی آپ دن کے وقت آرام فرماتے ہیں اور نہ ہی رات کے وقت۔

آپ نے جواب دیا۔ اگر میں دن کو آرام کرتا ہوں تو رعایا کے تباہ ہو جانے کا اندیشہ ہے اور اگر رات کو آرام کرتا ہوں تو اپنے آپ کے تباہ ہونے کا خدشہ ہے۔ لہٰذا جو شخص لوگوں کے معاملات بھی سلجھائے رکھے اور اپنے معاملات بھی درست رکھے اسے آرام کرنے کا وقت کہاں؟

حکایت نمبر ۱

جنت یا دوزخ

تابعین میں سے ایک بزرگ ہستی جن کا اسم گرامی حضرت سروق الاجوع تھا' ان کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اتنی لمبی نماز ادا کرتے تھے کہ ان کے پاؤں سوج جایا کرتے تھے اور بعض اوقات تو ان کے گھر والوں کو ان پر ترس آ جاتا اور رونا شروع کر دیتے۔

ایک دن ان کی والدہ محترمہ نے ان سے کہا۔

میرے بیٹے! تو اپنے کمزور جسم کا خیال کیوں نہیں کرتا؟ اس پر اتنی مشقت کیوں ڈھاتا ہے؟ تجھے اس پر ذرا رحم نہیں آتا؟ ذرا دیر کے لیے آرام کر لیا کر۔ کیا اللہ تعالیٰ نے صرف تیرے لیے ہی جہنم کی آگ پیدا کی ہے؟ تیرے علاوہ اور کوئی نہیں جسے اس میں پھینکا جا سکے؟

Marfat.com

انہوں نے عرض کی۔ امی جان! بندے کو ہر حال میں مجاہدہ کرنا چاہئے کیونکہ قیامت کے روز دو ہی باتیں ہونی ہیں۔ یا تو میں بخشا جاؤں گا یا پکڑا جاؤں گا۔ اگر تو میں بخشا گیا تو یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی مہربانی ہوگی اور اگر پکڑا گیا تو یہ اس کا عدل ہوگا۔ لہٰذا میں آرام نہیں کروں گا اور اپنی پوری کوشش کروں گا کہ اپنے نفس کو ملامت کرتا رہوں۔

جب ان کی موت کا وقت قریب آیا تو انہوں نے بڑی گریہ وزاری کرنا شروع کر دی۔ لوگوں نے پوچھا۔ آپ نے تو ساری عمر مجاہدوں اور ریاضتوں میں گزاری' اب آپ کیوں رو رہے ہیں؟

آپ نے فرمایا۔ مجھ سے بڑھ کر اور کسے رونا آئے گا' میں ستر سال تک جس دروازے کو کھٹکھٹاتا رہا' آج اسے کھول دیا جائے گا' پتہ نہیں اب جنت کا دروازہ کھلتا ہے یا دوزخ کا۔ کاش! میری ماں نے جنم نہ دیا ہوتا اور مجھے یہ مشقت نہ دیکھنی پڑتی۔

حکایت نمبر ۲

حضرت وقیع کا چلّہ

حضرت محمد بن جریج رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت وقیع رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے عبادان نامی جگہ پر چالیس دن قیام فرمایا۔ اس دوران آپ نے چالیس بار قرآن ختم کیا۔ چالیس ہزار درہم فقراء و مساکین میں صدقہ کئے' لوگوں کو چھ ہزار احادیث طیبہ پڑھائیں اور چار ہزار رکعت نوافل ادا کئے اور اس دوران بالکل آرام نہ فرمایا۔

حکایت نمبر ۳

دوکان داری

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کپڑے کا کاروبار کیا کرتے تھے۔ آپ کا معمول یہ تھا کہ جب آپ دوکان کھولتے تو دوکان کے پچھلے حصے میں چلے جاتے اور پردہ تان کر نوافل ادا کرنے میں مشغول ہو جاتے۔ چار سو رکعت نوافل ادا فرمانے کے بعد آپ باہر تشریف لاتے اور پھر کپڑے کی خرید و فروخت میں مصروف ہو جاتے۔

Marfat.com

جب آپ کا آخری وقت قریب آیا تو آپ نے قرآن مجید کی تلاوت کرنا شروع کر دی۔ حضرت ابن عطار رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کے پاس موجود تھے۔ عرض کرنے لگے جناب! اب تو تھوڑا سا آرام کر لیجئے۔

آپ نے فرمایا۔ بھائی! یہی تو وقت ہے مجاہدہ اور عبادت کرنے کا کیونکہ اب میرا نامہ اعمال سمیٹا جا رہا ہے۔ اس کے بعد میرے نامۂ اعمال میں کوئی نیکی نہیں لکھی جانی۔ لہٰذا اس وقت مجھے عبادت کی زیادہ ضرورت ہے۔

آپ نے یہ کہا اور آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ کوئی آدمی مجھ سے کہہ رہا تھا کہ خلیفۃ المومنین وفات پا گئے ہیں۔ میں بیدار ہوا اور بغداد چلا آیا۔ یہاں آ کر دیکھا تو مجھے خلیفہ کی وفات کا کوئی اثر شہر میں نظر نہ آیا۔ میں ایک بزرگ کے گھر گیا اور ان سے کہا کہ آج رات میں نے خواب میں سنا کہ خلیفۃ المومنین وصال فرما گئے ہیں مگر یہاں تو ان کی وفات کے کوئی آثار نہیں نظر آ رہے۔

انہوں نے مجھے جواب دیا کہ آپ نے بالکل درست سنا ہے کیونکہ آج ہی حضرت جنید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ہوا ہے اور یقیناً وہ خلیفۃ المومنین ہی تھے۔

حکایت نمبر ۴

زمین کی امان

ایک دفعہ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حج کی نیت سے سفر پر نکلے۔ سفر کے دوران دل میں کہنے لگے کہ ہر سال سینکڑوں لوگ پیدل حج کرنے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کتنی عظیم اور عالی مرتبت ہستی ہے۔ پاؤں کے بل چل کر اس کے گھر کی زیارت کرنا اس کے شان شایان نہیں معلوم ہوتا۔ کیوں نہ میں اپنی آنکھوں اور سر کے بل چل کر اس کے پاک گھر کی زیارت کروں۔

یہ سوچ کر آپ نے ہر قدم پر سجدہ کرنا شروع کر دیا اور پھر اسی طرح سجدہ پہ سجدہ کرتے ہوئے سات سالوں میں مکہ مکرمہ پہنچے۔ وہاں جا کر بھی آپ کا ذوق عبادت کم نہ ہوا اور بارہ سال تک مسجد حرام میں رات کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرتے رہے۔ گویا رات کو نماز عشاء کے

Marfat.com

لیے وضو کرتے اور پھر اسی وضو سے ساری رات عبادت کرتے رہتے یہاں تک کہ فجر کی نماز کا وقت ہو جاتا۔

جب آپ کا وصال مبارک ہوا تو فضا میں یہ آواز گونج اٹھی کہ آج سے زمین کی امان اٹھ گئی۔

اگلے روز تمام لوگوں کو پتہ چلا کہ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وصال فرما گئے ہیں۔

حکایت نمبر ۵

حور کے چہرے کا نور

حضرت ابوسلیمان ورّانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں اپنی عبادت گاہ میں کھڑا ہو کر وظائف مکمل کر رہا تھا' اچانک مجھے نیند آنا شروع ہو گئی۔ میں بیٹھ گیا اور پھر بیٹھے بیٹھے میری آنکھ لگ گئی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت ہی خوبصورت حور ہے جس کے رخساروں سے نورانی کرنیں پھوٹ رہی تھیں۔ میں اس کے حسن و جمال کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اتنے میں اس نے مجھے اپنے پاؤں سے ٹھوکر ماری اور مخاطب ہو کر کہا۔ بڑے افسوس کی بات ہے میں جنت میں تیرے لیے بنی سنوری بیٹھی ہوں اور تو سو رہا ہے۔

میں نے اسی وقت نذر مانی کہ آئندہ کبھی نہیں سوؤں گا۔

میری یہ بات سن کر حور مسکرا دی۔ اس کے مسکرانے کی دیر تھی کہ میرا سارا کمرہ روشنیوں سے جگمگا اٹھا۔ میں نے بڑی حیرانی سے ادھر ادھر نور کی ان کرنوں کو دیکھا تو وہ بھانپ گئی اور مجھ سے کہنے لگی! کیا تم جانتے ہو کہ میرا یہ چہرہ اتنا روشن کیوں ہے؟

میں نے کہا۔ نہیں۔

وہ کہنے لگی۔ تجھے یاد ہو گا کہ ایک مرتبہ تو نے سردیوں کی ایک بڑی ٹھنڈی رات اٹھ کر وضو کیا تھا' وضو کرنے کے بعد تو نے نماز ادا کرنا شروع کر دی اور پھر خوف الٰہی سے تیری آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔ اس وقت مجھے حکم الٰہی ہوا کہ فردوس بریں سے ارض گیتی پر اتر کر تیرے ان آنسوؤں کو اپنے دامن میں سمیٹ لوں۔ لہٰذا میں نے تیرے آنسوؤں کا ایک قطرہ لے کر اپنے چہرے پر مل لیا۔ میرے چہرے کی یہ چمک دمک تیرے انہی آنسوؤں کی وجہ سے ہے۔

تو بچا بچا کے نہ رکھ اسے تیرا آئینہ ہے وہ آئینہ
کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہ آئینہ ساز میں

Marfat.com

حکایت نمبر ٦

حضرت رابعہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہا کا ذوق عبادت

امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک عظیم خاتون جن کا اسم گرامی حضرت رابعہ بصریہ عدویہ تھا' ان کا ایک معمول بیان کیا جاتا ہے۔ آپ کی عادت تھی کہ جب رات ہوتی' سب لوگ سو جاتے تو آپ اپنے آپ سے مخاطب ہو کر کہتیں۔ اے رابعہ! یہ تیری زندگی کی آخری رات ہے۔ ہوسکتا ہے تجھے کل کا سورج دیکھنا نصیب نہ ہو۔ اٹھ' رب کی عبادت کر لے تاکہ کل تجھے ندامت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ ہمت کر' سومت' جاگ کر رب کی عبادت کر۔

یہ کہہ کر آپ اٹھتیں اور صبح تک نوافل ادا کرتی رہتیں۔ جب فجر کی نماز ادا کر چکتیں تو پھر اپنے آپ کو مخاطب کرتیں اور کہتیں۔ اے میرے نفس! گزشتہ رات تو نے بڑی مشقت برداشت کی۔ تجھے مبارک ہو لیکن یہ یاد رکھ کہ یہ دن تیری اس فانی زندگی کا آخری دن ہے۔ یہ کہہ کر پھر رب کی عبادت میں مصروف ہو جاتیں اور جب نیند کا غلبہ ہوتا تو اٹھ کر گھر میں ٹہلنا شروع کر دیتیں۔ ساتھ ہی ساتھ اپنے آپ سے یہ بھی کہتی جاتیں۔ رابعہ! یہ بھی کوئی نیند ہے بھلا چھوڑ اسے' قبر کی خاک پر مزے لے لے کر لمبی مدت کے لیے سو رہنا۔ آج تو تجھے نیند آئی ہی نہیں' رات کو خوب نیند آئے گی اب ہمت کر اور رب کو راضی کر لے۔

اسی طرح کرتے کرتے آپ نے پچاس سال گزار دیئے۔ آپ نہ تو کبھی بستر پر دراز ہوئیں اور نہ ہی کبھی تکیہ پر سر رکھا۔ پھر آپ کا وصال ہو گیا۔

حکایت نمبر ۷

اللہ کا ذکر

حضرت رابعہ بصریہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہا کے وظیفے کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کا وظیفہ ہر رات میں چار سو رکعت ادا کرنا تھا۔ جب صبح کی پوہ پھوٹتی تو مصلے پر بیٹھے بیٹھے لحہ بھر کے لیے انہیں اونگھ آتی پھر وہ اٹھ کر کھڑی ہو جاتیں اور کہتیں۔ اے نفس! تو کب تک غفلت کا شکار رہے گا' تجھے نیند آرہی ہے' تجھے علم نہیں کہ قیامت بالکل قریب ہے۔

آپ کے پاس ایک اوڑھنی اور ایک ہی قمیض تھی جو اون کی بنی ہوئی تھی۔ جب آپ کا

Marfat.com

وصال ہوا تو انہی کپڑوں میں آپ کو دفن کیا گیا۔

چند دنوں بعد ایک عورت نے انہیں خواب میں دیکھا کہ انہوں نے سبز ریشم کا خوبصورت لباس زیب تن کیا ہوا تھا۔

اس عورت نے پوچھا۔ رابعہ! تمہارا وہ اونی لباس کہاں ہے؟ جو تم دنیا میں پہنا کرتی تھی۔

حضرت رابعہ نے فرمایا۔ میرا وہ لباس مجھ سے لے کر لپیٹ کر قیامت کے دن کے لیے رکھ دیا گیا ہے اور اس کے بدلے میں مجھے یہ لباس دیا گیا ہے۔

اس نے پھر پوچھا۔ رابعہ! تو دنیا میں اپنے آپ کو بڑی مشقت میں مبتلا کیے رکھتی تھیں۔ کیا رب تعالیٰ نے تجھے اس کا کوئی صلہ بھی دیا؟

آپ نے فرمایا۔ ہاں! اللہ تعالیٰ نے جو انعام و اکرام مجھ پر فرمایا ہے اس کے مقابلے میں تو وہ محنت و مشقت کچھ بھی نہیں۔

آخر میں اس نے پوچھا کہ مجھے بھی کچھ بتاؤ جس سے میرا رب مجھ کو اپنا قرب عطا فرما دے۔

آپ نے فرمایا۔ صبح و شام کثرت سے اللہ کو یاد کیا کر۔

حکایت نمبر ۸

ایک عجیب منت

صفوان نے ایک بار نذر مانی کہ آئندہ کبھی زمین پر نہیں لیٹوں گا۔ کہا جاتا ہے کہ اس نذر کے بعد وہ چالیس سال تک زندہ رہا۔ اس نے اپنی نذر کا ہمیشہ خیال رکھا اور کبھی زمین پر نہ لیٹا۔ البتہ جب نیند کا غلبہ ہو جاتا تو اپنے گھٹنوں پر سر رکھ کر تھوڑا سا ستا لیتا۔ اس کے بعد اٹھ کھڑا ہوتا اور پھر عبادت میں مصروف ہو جاتا۔

آخر کار وہ بیمار ہو گیا اور جب اس کا مرض شدت پکڑ گیا تو لوگوں نے اسے کہا اب تو بیٹھنے کے قابل نہیں رہا لہٰذا لیٹ جا۔ اس نے لوگوں کو جواب دیا کہ بھلا موت کے وقت بھی کسی نے اپنا وعدہ توڑا ہے، میں ہرگز نہیں لیٹوں گا۔

اس کے بعد اس نے دیوار کے ساتھ ٹیک لگالی اور فوت ہو گیا۔

جس شخص نے اسے غسل دیا اس نے لوگوں کو بتایا کہ صفوان کی پیشانی پر زیادہ سجدوں کی وجہ سے گڑھا پڑ گیا تھا۔

Marfat.com

باب نمبر ۴

خشیت الٰہی

حکایت نمبر ۱

حضرت یحییٰ علیہ السلام کا واقعہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام خوف خدا میں بہت رویا کرتے تھے۔ ایک دفعہ اتنا روئے کہ ان کے رخسار پھٹ گئے۔ ان پر سے گوشت اور چڑا غائب ہو گیا اور بالآخر ان کے دانت واضح طور پر نظر آنے لگے۔

آپ کی والدہ محترمہ نے یہ دیکھا تو ان سے رہا نہ گیا۔ فرمایا۔ بیٹا! مجھ سے تمہاری یہ حالت دیکھی نہیں جاتی۔ اگر میں تمہارے دانتوں کے چھپانے کا بندوبست کروں تو کیسا رہے گا؟

آپ نے عرض کی۔ بہت بہتر جیسے آپ کی مرضی۔

آپ کی والدہ محترمہ نے اُون لے کر اس سے ایک پھاہا سا بنایا اور آپ کے چہرے پر رخساروں کی جگہ رکھ دیا لیکن حضرت یحییٰ علیہ السلام جب رونا شروع کرتے تو وہ پھاہا تر ہو جاتا۔ آپ کی والدہ محترمہ اس گیلے پھاہے کو اتار کر اس کی جگہ نیا پھاہا رکھ دیتیں۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام پھر روتے اور وہ پھاہا پھر آپ کے آنسوؤں سے تر بتر ہو جاتا۔ آپ کی والدہ محترمہ اسے پھر بدل دیتیں۔ کئی بار ایسا ہوا۔

حضرت زکریا علیہ السلام جب اپنے ماننے والوں کو وعظ و نصیحت فرماتے تو لوگوں سے پوچھ لیتے کہ تم میں حضرت یحییٰ علیہ السلام تو نہیں بیٹھے۔ اگر آپ بیٹھے ہوتے تو حضرت زکریا علیہ السلام آپ کی بہت زیادہ رقت قلبی کا لحاظ کرتے ہوئے قیامت اور جہنم کا ذکر نہ کرتے۔

ایک دن ایسا ہوا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام مجمع میں ایک طرف سر ڈھانپ کر چھپ کے بیٹھ گئے تا کہ حضرت زکریا علیہ السلام انہیں دیکھ نہ سکیں۔ حضرت زکریا علیہ السلام آئے اور حسب

Marfat.com

معمول وعظ شروع کرنے سے پہلے لوگوں سے پوچھا کہ تم میں حضرت یحیٰی علیہ السلام تو نہیں بیٹھے۔ چونکہ لوگوں کو آپ کی موجودگی کا علم نہ تھا اس لیے سب نے کہا۔ نہیں۔

لہٰذا آپ نے بڑے رقت آمیز لہجے میں اپنے وعظ کا آغاز کیا اور فرمایا۔ بھائیو! میری باتیں غور سے سنو! اپنے رب سے ڈرتے رہا کرو! ابھی ابھی میرے پاس جبرائیل امین یہ پیغام لے کر آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہنم میں ایک درجہ تیار کر رکھا ہے جس کا نام وادی سکوان ہے۔ اس وادی میں اللہ تعالیٰ نے ایک پہاڑ بنایا ہے جس کو "غضبان" کہا جاتا ہے۔ جہنم کی اس وادی سے صرف وہی بچ سکے گا جو دنیا میں اللہ کے خوف سے بہت رویا کرتا تھا۔

حضرت یحیٰی علیہ السلام نے جب آپ کا یہ وعظ سنا تو ایک دردناک چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ کافی دیر بے ہوش رہنے کے بعد جب آپ کو افاقہ ہوا تو آپ نے پھر رونا شروع کر دیا۔ اپنے کپڑے پھاڑ دیئے اور سر میں خاک ڈالتے ہوئے جنگل کی طرف چلے گئے۔ آپ کی حالت دیکھ کر سب لوگ بھی روتے ہوئے آپ کے پیچھے پیچھے جنگل کی طرف چل دیئے مگر جنگل میں تلاش بسیار کے باوجود آپ کو نہ پا سکے۔ حضرت زکریا علیہ السلام اس حالت سے بہت زیادہ پریشان ہو گئے اور ان کی گمشدگی کے غم کی وجہ سے بے ہوش ہو گئے۔

لوگ آپ کو چارپائی پر ڈال کر آپ کے گھر واپس لائے۔ جب آپ کی زوجہ محترمہ نے یہ صورت حال دیکھی تو لوگوں سے حضرت یحیٰی علیہ السلام کے بارے میں پوچھا۔ لوگوں نے ان کو سب کچھ بتا دیا۔ جس سے ان کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے اور حضرت یحیٰی کی والدہ نے جب یہ بات سنی تو صبر نہ کر سکیں۔ اپنی لاٹھی اٹھائی اور حضرت یحیٰی کی تلاش میں نکل پڑیں۔ آپ کی والدہ تین دن تک مسلسل جنگل میں آپ کو تلاش کرتی رہیں مگر آپ نہ ملے۔ بالآخر آپ کی والدہ نے چند چرواہوں کو دیکھا جو جنگل میں بکریاں چرا رہے تھے۔ انہوں نے ان چرواہوں سے آپ کے بارے میں پوچھا۔ چرواہوں نے کہا اور تو ہمیں کچھ معلوم نہیں۔ البتہ گزشتہ رات ہم نے اس پہاڑ سے کسی آدمی کی آواز سنی تھی جو یہ کہہ رہا تھا۔

ہائے افسوس! جہنم میں وادی سکوان بھی ہے۔

ہائے افسوس! وہاں غضبان پہاڑ بھی ہے۔

ہائے افسوس! جہنم کی آگ کتنی سخت گرم ہے۔

Marfat.com

آپ کی والدہ پہاڑ کی طرف گئیں تو دیکھا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام وہاں غمزدہ اور پریشان حالت میں بیٹھے ہوئے ہیں اور وہی کچھ کہے جا رہے ہیں۔ جو چرواہوں نے بتایا تھا۔ انہوں نے آپ کو اٹھایا' سینے سے لگایا اور پھر ساتھ لے کر واپس گھر کی طرف لوٹ آئیں۔ گھر آ کر آپ کی والدہ نے جو کی روٹی اور گوشت آپ کے سامنے رکھا اور کہا۔ بیٹا! اللہ تعالیٰ نے ماؤں کے اولاد پر جس حق کی قسم اٹھائی ہے میں تجھے اسی کا واسطہ دے کر کہتی ہوں کہ میری بات مان جا' یہ کھانا کھا لے اور کم از کم آج کی رات ہی آرام کر لے۔ یہ بوسیدہ کپڑے بھی اتار دے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام ماں کی مامتا کے سامنے مجبور ہو گئے اور رو پڑے۔ لیکن پھر کھانا تناول کرنا شروع کر دیا اور کھانے کے بعد سو گئے۔ جب سحری کا وقت ہوا تو حضرت جبرائیل آپ کے پاس آئے اور آپ کے پاؤں کو ہلا کر آپ کو بیدار کر دیا۔ کہنے لگے۔ جناب یحییٰ! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ شاید آپ کو میرے گھر سے بڑھ کر کوئی اور اچھا گھر مل گیا ہے جس کی وجہ سے آپ آرام سے سو رہے ہیں۔

مجھے میری عزت و جلال کی قسم! اگر آپ میری جنت کو صرف ایک بار دیکھ لیتے تو ساری عمر اس کے شوق میں ہی روتے رہتے اور اگر آپ میری تیار کی ہوئی آگ کو دیکھ لیتے تو اس کے خوف سے آپ کی ہڈیاں پگھل جاتیں۔

یہ سن کر حضرت یحییٰ علیہ السلام اپنے بستر سے اٹھے اور شدت غم سے روتے ہوئے باہر نکل گئے۔ اس کے بعد ان کی والدہ نے ان کی میت ہی دیکھی۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو کسی بدبخت ظالم نے قتل کر دیا تھا۔

حکایت نمبر ۲

نوجوان کی آہ وزاری

منصور بن عمار کہتے ہیں رات کا وقت تھا میں ایک گلی میں سے گذر رہا تھا کہ اچانک ایک درد بھری آواز میرے کانوں سے ٹکرائی اس آواز میں اتنا کرب تھا کہ میرے پاؤں خود بخود رک گئے اور میں اس آواز کو غور سے سننے لگا۔

وہ آواز ایک گھر سے آ رہی تھی۔ اللہ کا کوئی گنہگار بندہ ان الفاظ میں اپنے رب سے

Marfat.com

مناجات کر رہا تھا۔

یا اللہ! تو ہی میرا مولا ہے' تو ہی میرا آقا ہے' تیرے اس مسکین بندے نے تیری مخالفت کی بناء پر سیاہ کاریاں اور بدکاریاں نہیں کیں بلکہ میری خواہشات اور شہوات نے مجھے اندھا کر دیا تھا اور شیطان نے مجھے غلط راہ پڑ ڈال دیا تھا۔ جس کی وجہ سے میں گناہ اور مصیبت کے سمندر میں غرق ہو گیا اب مجھے کون تیرے غضب سے عذاب سے بچائے گا۔

میں نے گھر سے باہر کھڑے کھڑے بلند آواز سے یہ آیت کریمہ پڑھی۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ (التحریم:٦)

"اے ایمان والو! اپنے آپ کو گھر والوں کو (جہنم کی) آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں سخت گیر فرشتے اس کے نگران ہیں جو اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کچھ کرتے ہیں جس کے کرنے کا ان کو حکم دیا جائے۔"

جب اس نے میری آواز کو سنا تو مزید غمگین ہو گیا اور شدت کرب سے چیخنے لگا اتنے میں میں آگے بڑھ گیا۔ اور جہاں مجھے جانا تھا چلا گیا اگلے دن صبح صبح میں اسی گھر کے دروازے کے سامنے سے گذرنے لگا تو دیکھا کہ اس گھر میں ایک جنازہ پڑا ہے اور لوگ میت کے کفن دفن کا انتظام کر رہے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ مرنے والا کون تھا۔ انہوں نے کہا یہ ایک نوجوان تھا جو ساری رات خدا کے خوف کی وجہ سے روتا رہا اور پھر سحری کے وقت فوت ہو گیا۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ○

حکایت نمبر ۳

اور کمر ٹوٹ گئی

حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ آپ کی کمر جوانی میں بھی جھک گئی تھی۔ ایک دفعہ لوگوں نے آپ سے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ نے انہیں کوئی جواب نہ دیا۔

Marfat.com

آپ کا ایک شاگرد بڑے عرصے سے اس موقع کی تلاش میں تھا کہ آپ سے اس کا سبب پوچھے۔ ایک دن اسے موقع مل ہی گیا اس نے آپ سے پوچھ ہی لیا پوچھا کہ آپ کی کمر جوانی میں ہی کیوں جھک گئی تھی؟

آپ نے اسے کوئی جواب نہ دیا اس نے بار بار اصرار کیا تو آپ فرمانے لگے پیارے بیٹے! میرے استاد محترم تھے جو کبار علماء کرام میں سے تھے میں نے ان سے کچھ علوم وفنون سیکھے تھے جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو میں بھی وہاں موجود تھا مجھے فرمانے لگے۔

سفیان! تجھے معلوم ہے کہ میرے ساتھ کیا ہوا ہے میں پچاس سال تک مخلوق خدا کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کرنے اور گناہوں سے بچنے کی تلقین کرتا رہا۔

آج جب کہ میری زندگی کا چراغ گل ہونے کو ہے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے دروازے سے پرے ہٹا دیا اور کہا ہے کہ تو میری خدمت کرنے کے قابل نہیں ہے۔ اس وقت مجھے کہا جا رہا ہے کہ مجھ سے اور دور رہ تو اس دروازے میں داخل ہونے کا اہل نہیں ہے۔ میں نے جب ان کی یہ بات سنی تو اس کی شدت کی وجہ سے میری کمر ٹوٹ گئی کمر ٹوٹنے کی آواز اتنی اونچی تھی کہ وہاں پر موجود سب لوگوں نے سن لی میں اللہ کے خوف سے روتا رہا۔ اسی ڈر کی وجہ سے گاہے بگاہے میرے پیشاب میں خون آنے لگا اور میں بیمار ہو گیا جب سخت بیمار ہوا تو ایک نصرانی حکیم کے پاس گیا پہلے تو اسے میری بیماری کا کوئی علم نہ ہو سکا پھر اس نے زیادہ توجہ سے میرے چہرے کا جائزہ لیا میری نبض دیکھی اور کچھ دیر سوچ کر کہنے لگا میرا خیال ہے اس وقت مسلمانوں میں اس نوجوان جیسا کوئی نہ ہوگا کیوں کہ خوف الٰہی سے اس کا جگر پھٹ چکا ہے۔

حکایت نمبر ۴

آنسوؤں کا پانی

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر روتے رہتے اور غمگین رہتے۔ ایک دن کسی نے آپ سے پوچھا کہ آپ کیوں اتنے پریشان رہتے ہیں اور اتنا روتے کیوں ہیں؟

آپ نے فرمایا مجھے یہ ڈر رہتا ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ مجھے جہنم کی آگ کے سپرد نہ کر دے وہ بے پرواہ ہستی ہے میں آگ میں جلتا رہوں گا اس کا تو کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ اسی غم میں ایک روز

Marfat.com

آپ بیمار ہو گئے ایک بزرگ ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے انہوں نے دیکھا کہ گھر کا سارا صحن پانی سے تر تھا انہوں نے آپ کی لونڈی سے پوچھا یہ پانی تو نے انڈیلا ہے یا یہاں پانی کا کوئی برتن ٹوٹ گیا ہے؟

لونڈی نے جواب دیا نہ ہی میں نے یہاں پانی انڈیلا ہے اور نہ ہی یہاں پانی کا کوئی برتن ٹوٹا ہے۔ بلکہ ہوا یوں کہ آج جب میں نے کھانا تیار کرنے کے لیے آگ جلائی تو حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے اس کو دیکھا اور پھر رونا شروع کر دیا یہ سارا پانی ان کے آنسوؤں کا ہے۔

حکایت نمبر ۵

خون کے آنسو

حضرت فتح موصلی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ایک زاہد و عابد اور متقی و پرہیزگار آدمی تھے آپ ہر رات ایک فلس (قدیم زمانے کا سکہ) خرچ کیا کرتے تھے ایک روز آپ اپنے مصلی پر بیٹھے خوف خدا میں رو رہے تھے آپ کا ایک عزیز شاگرد آپ کے پاس آیا اس نے دیکھا کہ آپ نے چہرے پر ہاتھ رکھے ہوئے ہیں اور آپ کی انگلیوں میں سے سرخ سرخ آنسو ٹپک رہے ہیں۔

اس نے کہا! استاد محترم خدا کا واسطہ دے کر آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ خون کے آنسو کب سے رو رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر تو نے خدا کا واسطہ نہ دیا ہوتا تو تجھے کبھی نہ بتاتا اب تو نے خدا کا واسطہ دیا ہے تو بتاتا ہوں کہ میں ساٹھ سال سے خون کے آنسو رو رہا ہوں۔ اس وقت میں ابھی بچہ ہی تھا جب میری آنکھوں سے آنسوؤں کے ساتھ ساتھ خون بھی نکل آتا تھا جب آپ کا وصال ہوا تو ایک آدمی نے آپ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اے شیخ محترم! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیسا سلوک فرمایا؟

آپ نے جواب دیا! میرے رب نے میرے ساتھ اپنے شایان شان سلوک فرمایا ہے اس نے مجھے عرش کے سائے میں کھڑا کر کے پوچھا اے میرے بندے! تو اتنا زیادہ کیوں رویا کرتا تھا؟

میں نے عرض کی یا اللہ! محض تیرے خوف سے اور اپنی بہت زیادہ خطاؤں کی شرمندگی سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا! بندے چالیس سال سے ہر روز تیرا نامہ اعمال میرے سامنے پیش کیا جاتا رہا ہے لیکن اس میں کوئی گناہ نہیں ہوتا تھا۔

Marfat.com

حکایت نمبر ٦

فکرِ آخرت

حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ایک بار قبرستان کے پاس سے گذرے تو دیکھا کہ لوگ ایک مردے کو دفنا رہے ہیں۔ آپ بھی ان کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے آپ نے اس مردے کی قبر میں جھانک کر دیکھا اور رونا شروع کر دیا اور اتنا روئے کہ آپ غش کھا کر گر پڑے لوگوں نے مردے کو دفنایا اور اسی چارپائی پر ڈال کر آپ کو آپ کے گھر لے آئے۔

جب آپ کو کچھ افاقہ ہوا اور آپ ہوش میں آ گئے تو لوگوں سے کہنے لگے مجھے خدشہ ہے کہ لوگ مجھے پاگل کہنا شروع کر دیں گے اور گلی کے بچے میرے پیچھے لگ کر شور مچانا شروع کر دیں گے ورنہ میں پھٹے پرانے کپڑے پہنتا سر میں خاک ڈالتا اور گلی گلی کوچہ کوچہ گھوم کر لوگوں سے کہتا کہ لوگو! جہنم کی آگ سے بچو یہ جو لوگ میری حالت کو دیکھ لیتے وہ پھر اللہ کی نافرمانی نہ کرتے۔

جب آپ کے وصال کا وقت قریب آ گیا تو آپ نے اپنے شاگردوں کو وصیت فرمائی عزیزو جو کچھ میں نے تمہیں سکھایا ہے اس کا حق ادا کرنا اور میری وصیت کو یاد رکھنا جب میں مر جاؤں تو میری پیشانی پر لکھوا دینا "یہ مالک بن دینار" اپنے آقا کا بھاگا ہوا غلام ہے اور مجھے چارپائی پر ڈال کر قبرستان کی طرف مت لے جانا بلکہ میری گردن میں رسی ڈالنا میرے ہاتھ پاؤں باندھنا اور جس طرح بھاگے ہوئے غلام کو منہ کے بل گھسیٹ کر اس کے آقا کے پاس لے جایا جاتا ہے اسی طرح لے جانا اور جب قیامت کے روز مجھے قبر سے اٹھایا جائے تو تین چیزوں کا دھیان رکھنا ایک تو یہ کہ اس دن میرا چہرہ سفید ہوتا ہے یا کالا' دوسرا یہ کہ جب اعمال نامے تقسیم کیے جا رہے ہوں گے تو دیکھنا کہ مجھے دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ ملتا ہے یا بائیں ہاتھ میں' اور تیسرا یہ کہ جب میں میزان عدل کے پاس کھڑا ہوں گا تو دیکھنا کہ میری نیکیوں کا پلڑا جھکا ہوا ہے یا برائیوں کا۔

یہ کہہ کر آپ نے زار و قطار رونا شروع کر دیا۔ کافی دیر روتے رہے پھر کہنے لگے کاش! مجھے میری ماں نے نہ جنا ہوتا تاکہ مجھے قیامت کی ہولناکیوں اور ہلاکتوں کی خبر ہی نہ ہوتی اور نہ ہی مجھے ان کا سامنا کرنا پڑتا۔ جب رات کا وقت ہوا تو آپ کی حالت غیر ہونے لگی اس وقت غیب سے آواز آئی کہ مالک بن دینار قیامت کی ہولناکیوں اور ہلاکتوں سے امن پا گیا۔

Marfat.com

آپ کے ایک شاگرد نے یہ آواز سنی تو دوڑ کر آپ کے پاس گیا دیکھا تو آپ پر نزع کی کیفیت طاری تھی اور آپ نے اپنی شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی ہوئی تھی اور کلمہ طیبہ کا ورد کر رہے تھے۔ آپ نے آخری بار "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کہا اور وصال فرما گئے۔

رحمتہ اللہ تعالٰی علیہ الف الف مرۃ

خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

حکایت نمبر ۷

زندگی کا حساب

پاکان امت میں سے ایک شخص جس کا نام زید بن صمت تھا ایک دن اپنے دوستوں سے کہنے لگا یارو! آج میں نے اپنی عمر کا حساب لگایا ہے میری عمر تقریباً ساٹھ سال بنتی ہے ان سالوں کے دن بنائے جائیں تو وہ اکیس ہزار چھ سو بنتے ہیں میں سوچتا ہوں کہ اگر ہر روز میں نے ایک گناہ بھی کیا ہو تو بھی قیامت والے دن میرے لیے بڑی مشکل بن جائے گی اور مجھ سے تو کسی ایک گناہ کا جواب بھی نہ دیا جا سکے گا۔ یہ کہا اور پھر سر سے پگڑی اتار کر زور زور سے رونا شروع کر دیا حتیٰ کہ بے ہوش ہو گیا۔ جب اسے افاقہ ہوا تو پھر رونا شروع کر دیا اور اتنی شدید گریہ وزاری کی کہ اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَo

حکایت نمبر ۸

وضو کا پانی یا............

حضرت عطاء سلمی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے خشیت الٰہی کی وجہ سے چالیس سال تک نہ تو کبھی آسمان کی طرف دیکھا اور نہ ہی چالیس سال تک انہیں کسی نے مسکراتے دیکھا اور خوف خدا میں جب رونا شروع کرتے تو پھر تین دن اور تین رات تک مسلسل روتے رہتے۔ اسی طرح جب کبھی آسمان پر بادل نمودار ہوتے اور بجلی کڑکتی تو آپ کے دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی۔ بدن کانپنا شروع ہو جاتا اور بے چینی سے کبھی بیٹھ جاتے اور کبھی اٹھ کھڑے ہوتے۔ ساتھ ہی روتے ہوئے کہا

Marfat.com

کرتے۔ شاید میری لغزشوں اور گناہوں کی وجہ سے اب زمین والوں کو کسی مصیبت میں مبتلا کیا جانے والا ہے۔ جب میں مر جاؤں گا تو لوگوں کو بھی سکون حاصل ہو جائے گا۔

آپ ہر رات اپنے نفس کو کوسا کرتے اور فرماتے۔ اے نفس! اپنی حد میں رہ' یاد رکھ! قبر میں بھی جانا ہے' آگ پر سے بھی گزرنا ہے' دشمن تیرے اردگرد موجود ہے جو تجھے دائیں بائیں کھینچے گا۔ اس وقت قاضی اللہ کی ذات ہو گی اور جیل جہنم ہو گی' جیل کا داروغہ مالک (جہنم کے داروغے کا نام) ہوگا۔ نہ تو قاضی ناانصافی کی طرف مائل ہوگا اور نہ ہی داروغہ رشوت قبول کرے گا اور نہ ہی جیل ٹوٹے گی کہ تو وہاں سے بھاگ سکے۔ قیامت والے دن تیرے لیے ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔ مجھے کوئی علم نہیں کہ فرشتے مجھے کہاں لے جائیں گے۔ آیا عزت و اکرام اور راحت و سکون والی جنت میں جائیں گے یا حسرت و ندامت اور تنگی و بے سکونی والی جہنم میں۔

آپ یہ کہتے جاتے اور روتے جاتے۔ اسی دوران ایک آدمی آپ کو ملنے آیا۔ اس نے دیکھا کہ آپ مسجد کے ایک کونے میں بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ کے اردگرد پانی کھڑا ہے۔ اس نے آپ سے ملاقات کی اور پھر واپس چلا گیا۔ گھر جا کر اس نے بڑھیا سے کہا کہ جس شخص کو میں ملنے گیا تھا وہ جہاں نماز ادا کرتا ہے وہیں وضو بھی کر لیتا ہے۔ ذرا سا ادھر ادھر نہیں ہلتا۔ بڑھیا نے جواب دیا۔ بیٹا! وہ پانی جو تم اس کے اردگرد دیکھ کر آئے ہو وہ اس کے وضو کا پانی نہیں تھا' اس کے آنسوؤں کا پانی تھا۔

جب حضرت عطاء سلمی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فوت ہو گئے تو صالح مرّی نے انہیں خواب میں دیکھا اور پوچھا ذرا بتائیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک فرمایا۔

عطاء سلمی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ابدی عزت عطا کی ہے اور اپنی بہت سی نعمتوں سے نوازا ہے۔

صالح مرّی نے کہا۔ آپ دنیا میں تو بڑے مغموم اور پریشان رہا کرتے تھے اور ہر وقت روتے رہتے تھے۔ بتائیے اب کیا حال ہے؟

آپ نے جواب دیا۔ اب تو اللہ کے فضل سے میں بہت خوش ہوں اور مسکراتا ہوں۔ میرے رب نے مجھے بلایا اور فرمایا۔ نیک بندے! تو اتنی گریہ وزاری کیوں کیا کرتا تھا؟ میں نے عرض کیا۔ یا اللہ! صرف اور صرف تیرے خوف اور ڈر کی وجہ سے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ میرے بندے! کیا تجھے علم نہ تھا کہ میں بڑا غفور اور مہربان ہوں؟

حکایت نمبر ۹

راستے کا کانٹا

منصور بن زکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو رونے لگے اور اس طرح بین کرنے لگے جس طرح کوئی ماں اپنے بچے کے مرنے پر بین کرتی ہے۔ لوگوں نے کہا۔ یا حضرت! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ آپ نے تو بڑی زاہدانہ اور پرہیزگاری کی زندگی بسر کی ہے اور اسی ۸۰ سال تک اپنے رب کی عبادت و بندگی کی ہے۔

آپ نے فرمایا۔ میں اپنے گناہوں پر اور ان کی نحوست پر جس کی وجہ سے میں رب کی رحمت سے دور ہوں، رو رہا ہوں۔ آپ روتے رہے۔ پھر کچھ دیر بعد اپنے بیٹے سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے۔ میرے بیٹے! میرا چہرہ قبلہ کی طرف پھیر دو اور دیکھنا جب میری پیشانی پر پسینے کے قطرے نمودار ہونے لگیں اور میری آنکھوں سے آنسو رواں ہو جائیں تو میری مدد کرنا اور کلمہ شریف پڑھنا۔ شاید مجھے کچھ افاقہ ہو جائے اور ہاں! جب مجھے دفنا چکو اور میری تربت پر مٹی ڈال چکو تو جلدی سے چلے مت جانا بلکہ میری قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پڑھنا۔ ہو سکتا ہے منکر نکیر کے سوالوں کا جواب دینے میں میرے لیے کچھ آسانی ہو جائے۔ اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا اور کہنا۔ یا اللہ! یہ تیرا بندہ ہے۔ اس نے جو گناہ کیے ہیں سو کیے ہیں اگر تو اسے عذاب دے تو یہ اس کا مستحق ہے اور اگر تو اسے معاف کر دے تو یہ تیرے شایان شان ہے پھر مجھے الوداع کہنا اور لوٹ آنا۔

آپ کے سعادت مند بیٹے نے آپ کی وصیت پر حرف بحرف عمل کیا۔ پھر اس نے دوسری رات خواب میں آپ کو دیکھا تو پوچھا۔ ابا جان! کیا حال ہے؟

آپ نے فرمایا۔ بیٹا! معاملہ تیرے وہم و گمان سے بھی بڑھ کر مشکل اور سخت تھا۔ جب میں حساب کے لیے رب کی بارگاہ میں کھڑا ہوا تو رب تعالیٰ نے فرمایا۔ میرے بندے! بتا میرے پاس کیا لے کر آیا ہے؟

میں نے عرض کی۔ یا اللہ! ساٹھ حج لایا ہوں۔

Marfat.com

ندا آئی۔ میں نے ان میں سے ایک بھی قبول نہیں کیا۔

یہ سن کر مجھ پر لرزہ طاری ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے پھر پوچھا۔ بتاؤ اور کیا لائے ہو؟

میں نے عرض کی: ایک ہزار درہم کا صدقہ و خیرات۔

ندا آئی: ان میں سے ایک درہم بھی قبول نہیں کیا۔

میں نے کہا: پھر تو میں ہلاک ہو گیا۔ اب تو میرے لیے تباہی و بربادی اور ذلت و رسوائی ہے۔

ندا آئی: کیا تجھے یاد ہے کہ ایک دن تو اپنے گھر سے باہر کہیں جا رہا تھا تو راستے میں تو نے ایک کانٹا دیکھا تھا۔ پھر لوگوں کو اذیت سے بچانے کی نیت سے تو نے وہ کانٹا راستے سے دور کر دیا تھا۔ میں نے تیرا وہی عمل قبول کیا ہے اور اسی کی وجہ سے تجھے بخش رہا ہوں۔

ذالک الفوز العظیم O

☆☆☆

Marfat.com

باب نمبر ۵

زبان کی حفاظت اور گندی باتوں کو چھوڑنا

حکایت نمبر ۱

محاسبۂ نفس

حسان بن ابی سنان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں آیا ہے کہ ایک دن وہ اپنے احباب کے ساتھ کہیں جا رہے تھے۔ راستے میں ایک نئے مکان پر نظر پڑی تو احباب سے پوچھنے لگے کہ یہ نیا مکان کس نے بنوایا ہے؟ میں تو آج اسے پہلی بار دیکھ رہا ہوں۔

آپ نے یہ پوچھ تو لیا مگر پھر پریشان ہو گئے اور شرمندگی سے اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہنے لگے: تو کون ہوتا ہے یہ پوچھنے والا؟ جس چیز کے بارے میں جاننے کی تجھے ضرورت نہیں ہے اس کے بارے میں پوچھتا کیوں ہے؟

پھر دل میں عہد کیا کہ مجھے اس بات کے کفارہ کے طور پر سال بھر کے روزے رکھنا چاہئیں۔ لہٰذا آپ نے پورے سال کے روزے رکھے۔

حکایت نمبر ۲

احساس

مالک بن ضیغم کہتے ہیں کہ میرے والد محترم کی یہ عادت تھی کہ وہ ساری رات بیدار رہتے اور دن میں بھی صرف عصر کی نماز کے بعد غروب آفتاب تک سوتے۔

ایک مرتبہ ریاح القیسی عصر کی نماز کے بعد میرے والد سے ملنے کے لیے تشریف لائے۔ مجھ سے پوچھنے لگے: آپ کے والد سو رہے ہیں؟

Marfat.com

میں نے کہا: جی ہاں۔

کہنے لگے: یہ کوئی وقت تو نہیں سونے کا۔

یہ کہہ کر واپس لوٹ گئے۔

مجھے اچانک خیال آیا کہ ہوسکتا ہے کہ انہیں کوئی ضروری کام ہو۔ لہٰذا میں نے کسی کو ان کے پیچھے بھیجا کہ جاؤ اور انہیں بلا لاؤ' میں والد محترم کو بیدار کرتا ہوں۔ قاصد گیا لیکن واپس آنے میں بڑی دیر لگا دی حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا۔ پھر اچانک روتا ہوا واپس آ گیا۔ میں نے پوچھا: اتنی دیر کیوں لگا دی اور انہیں بھی ساتھ لے کر نہیں آیا؟

قاصد کہنے لگا: بات یہ ہے کہ جب وہ یہاں سے واپس پلٹے تو گھر جانے کے بجائے سیدھا قبرستان کی طرف چلے گئے۔ میں بھی ان کے پیچھے پیچھے چلتا رہا۔ وہاں پہنچ کر میں نے دیکھا کہ وہ زاروقطار رو رہے ہیں اور اپنے آپ کو ملامت کر رہے ہیں۔ میں نے سنا تو وہ کہہ رہے تھے: ہر آدمی اپنے معاملات کا خود مالک ہوتا ہے۔ میں نے انہیں یہ کیوں کہا کہ یہ کوئی وقت ہے سونے کا؟

پھر انہوں نے نذر مانی کہ پورا سال نہ دن کو سوئیں گے اور نہ ہی رات کو تاکہ نفس قابو میں آ جائے اور پھر اس قسم کی بات کی طرف توجہ نہ دے۔

میں نے انہیں بار بار کہا اور بڑا اصرار کیا کہ آپ واپس آئیں مگر وہ نہیں آئے۔

حکایت نمبر ۳

قوت برداشت

عامر بن شراجیل جو اہل عراق کے امام تھے۔ ان کے بارے میں ہے کہ ایک دن ایک بے وقوف آیا اور زور زور سے انہیں گالیاں دینے لگا۔ عامر بن شراجیل نے اس پاگل کو دیکھ لیا اور اس کی گالیاں بھی سن لیں۔ جب وہ پاگل گالیاں وغیرہ نکال چکا تو کہنے لگے۔ جو کچھ اس پاگل نے کہا ہے اگر تو یہ سب سچ ہے تو خود بخود اسے میری طرف سے معاف ہو گیا اور اگر جھوٹ ہے تو میں خود اسے معاف کرتا ہوں۔

یہ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور نماز ادا کرنا شروع کر دی۔

Marfat.com

حکایت نمبر ۴

بارک اللہ فیک

حضرت عبداللہ بن عوف رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی عادت تھی کہ جب آپ کو اپنے کسی بچے یا غلام کی کسی حرکت پر بہت زیادہ غصہ آتا تو فقط "بارک اللہ علیک" فرماتے اور خاموش ہو جاتے۔ خواہ آپ کو جتنا بھی غصہ آیا ہوتا اس سے زیادہ کچھ نہ کہتے۔

آپ کے پاس ایک اونٹ تھا جس پر اکثر حج کو جاتے۔ وہ اونٹ آپ کو بہت عزیز تھا۔ حتیٰ کہ آپ اس کو چارا بھی خود ڈالا کرتے تھے اور اس پر کسی دوسرے کو سوار بھی نہ ہونے دیتے تھے۔ ایک دن یوں ہوا کہ آپ کا غلام اونٹ کو پانی پلانے لے گیا اور راستے میں کسی وجہ سے غصے میں آ کر اس نے اونٹ کی آنکھ پر کوڑا دے مارا جس سے اس کی آنکھ زخمی ہو گئی۔ جب وہ واپس آیا اور گھر والوں کو اس بات کا پتہ چلا تو کہنے لگے کہ آج تو حضرت کو خوب غصہ آئے گا اور غلام کو خوب کھری کھری سنائیں گے۔ لیکن جب آپ نے اونٹ کی حالت دیکھی اور آپ کو پتہ چلا کہ اونٹ کی آنکھ خراب ہو گئی ہے تو غلام کو بلا کر کہا: "بارک اللہ فیک" جا میں نے تجھے آزاد کیا۔ لوگو! گواہ رہنا کہ میں نے اسے آزاد کر دیا ہے۔ یہ کہا اور اٹھ کر نماز ادا کرنے لگ گئے۔

تمام لوگ کہنے لگے: لگتا ہے ان کے فرشتوں نے ان کا نامۂ اعمال میں بیس سال سے صرف یہی کلمہ لکھا ہوگا۔ جبکہ آپ کا حال یہ تھا کہ جب آپ کے وصال کا وقت قریب آیا تو اسی کلمہ کی وجہ سے آپ روتے رہے۔

حکایت نمبر ۵

تین کلمات

حضرت ربیع بن خثیم کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے تیس سال میں صرف تین کلمات اپنی زبان سے ادا کئے۔ ایک اس وقت جب عصر کی نماز ادا کر چکے تو اپنے مصاحبوں میں سے کسی سے کہنے لگے: "امک فی الاحیاء"

یہ کہہ کر نادم ہوئے کہ ایسا کیوں کہا اور رونے لگے۔ روتے روتے کہا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز مجھ سے ضرور اس کے بارے میں سوال کرے گا۔

Marfat.com

تیسری بار اس وقت کلام کیا جب سید الشہداء حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا گیا اور آپ کے اہل و عیال کو پابند سلاسل کر کے لے جایا گیا۔ اس واقعہ کی خبر ان کی ماں نے انہیں دی کہ یہ واقعہ رونما ہوا ہے۔ یہ سنتے جاتے اور روتے جاتے پھر جب ساری سرگزشت سن چکے تو آسمان کی جانب منہ کر کے کہنے لگے:

اے پروردگار عالم! تو ہی آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کرنے والا ہے تو ہی ظاہر و باطن کو جاننے والا ہے اور اپنے بندوں کے جھگڑوں میں ان کے مابین فیصلہ فرمانے والا ہے۔

اتنا کہنے کے بعد نماز ادا کرنے لگ گئے اور پھر جب تک زندہ رہے اس کے علاوہ کوئی بات نہ کی۔

حکایت نمبر ۶

ایک دعوت

ایک دفعہ چند درویش کسی ضیافت پر جمع ہوئے۔ انہوں نے حضرت ابراہیم بن ادھم کو بھی بلا لیا۔ آپ تشریف لے آئے۔ اس وقت وہ آپ کے علاوہ کسی اور کا بھی انتظار کر رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد کہنے لگے کہ فلاں درویش ابھی تک نہیں پہنچا۔ ان میں سے ایک نے یہ سن کر کہا کہ وہ بڑا بھاری بھرکم سا ہے۔ حضرت ابراہیم بن ادھم نے یہ سنا تو فوراً اٹھے اور واپس تشریف لے آئے اور پھر تین دن تک نہ کچھ کھایا اور نہ کچھ پیا۔ فرمانے لگے: کھانے کی حرص کی وجہ سے میں ایسی محفل میں چلا گیا تھا جس میں مسلمانوں کی غیبت کی جا رہی تھی۔ اس کے بعد آپ نے نذر مانی کہ میں زندگی بھر کسی ضیافت میں نہیں جاؤں گا۔

حکایت نمبر ۷

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور غلام

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے غلام کو تادیب کرنے کے لیے اس کے کان کو مروڑا۔ درد کی وجہ سے غلام کے منہ سے آہ نکل گئی۔ آپ نے اس کا کان چھوڑ دیا اور تھوڑی دیر کے لیے سر جھکا کر بیٹھ گئے۔ پھر سر اٹھایا اور فرمایا: اے غلام!

Marfat.com

تیری اس آہ نے میرے دل کو چیر کر رکھ دیا ہے۔

آگے آ اور میرے کان کو پکڑ اور اسے اسی طرح مروڑ جس طرح میں نے تیرا کان مروڑا ہے۔ غلام یہ جرأت کیسے کرتا لہٰذا اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ نے اس کو مجبور کیا اور فرمایا کہ میرا حکم ماننا تجھ پر لازم ہے لہٰذا جیسے میں کہتا ہوں ویسے کر۔

غلام نے مجبور ہو کر حضرت امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کان پکڑا اور نرمی سے مروڑ دیا۔ آپ نے فرمایا: زور سے کان مروڑ اور زور لگا۔ آخرکار غلام کہنے لگے: میرے مالک! جس طرح آپ کو قیامت کے دن قصاص کے لیے جانے کا خوف ہے اسی طرح میں بھی اس دن کے قصاص سے ڈرتا ہوں۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے بعد بڑی دیر تک روتے رہے اور پھر فرمانے لگے: میرے جو حقوق تیرے ذمے ہیں میں وہ سب تجھے معاف کرتا ہوں اور تجھ سے راضی ہوں۔ پھر آسمان کی طرف متوجہ ہو کر عرض کی: اے پروردگار! تو بھی مجھ سے راضی ہو جا اور ہم دونوں کو اپنے کرم کے صدقے معاف فرما دے۔

حکایت نمبر ۸

ستاروں کے جھرمٹ میں چودھویں کا چاند

حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک دفعہ کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ آپ کے ساتھ تقریباً چار سو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا جم غفیر بھی تھا۔ آپ اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمامہ مبارک سر پر سجائے اور گلے میں اپنے والد مکرم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار لٹکائے ہوئے تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اس نورانی قافلہ میں آپ یوں سج رہے تھے جیسے ستاروں کے جھرمٹ میں چودھویں کا چاند۔

راستے میں ایک اعرابی آپ سے ملا اور کہنے لگے کہ کیا آپ ہی حضرت ابی طالب کے پوتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں میں ہی ان کا پوتا ہوں۔ اعرابی کہنے لگے: کہ آپ کا والد علی بڑا سفاک اور فتنہ پرداز شخص تھا۔ یہ سن کر صحابہ کرام کو بہت غصہ آیا اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر اور حضرت عبداللہ بن عمرو وغیرہما نے تو اس اعرابی کو ادب سکھانے کا ارادہ بھی کر لیا لیکن حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ صورت حال دیکھی تو مسکرا دیئے۔ فرمانے لگے: اسے چھوڑ دو۔

اور پھر اعرابی سے مخاطب ہو کر فرمایا:

Marfat.com

اے اعرابی! بات کیا ہے؟ اصل بات بتا۔ تو بے آب و گیاہ علاقے میں رہتا ہے اگر تجھے بھوک نے ستا رکھا ہے تو ہمیں بتا ہم تجھے کھانا مہیا کرتے ہیں' اگر صحرا کی خشکی تجھے پریشان کیے ہوئے ہے تو ہم اس کا بندوبست کر دیتے ہیں' اگر تجھ پر قرض کا بوجھ ہے تو ہم اسے ختم کرنے کے لیے تیار ہیں اور اگر تیری ماں یا بیوی تجھ سے لڑتی جھگڑتی ہے تو ہم ان کے ساتھ تیری صلح کروا دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ اگر تجھے کوئی کام ہے تو بتا ہم تیری ہر طرح سے مدد کرنے کو تیار ہیں۔

اعرابی آپ کی گفتگو سن کر حیران رہ گیا اور کہنے لگا: آپ تو کتنے کریم ہیں' میں ہی غلطی پر تھا۔ یہ کہہ کر آپ کی قدم بوسی کی' بے ادبی کی معذرت چاہی اور چلا گیا۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے کہ ہمارے قدم بڑے مضبوط ہیں' یہ آندھیاں ہمیں ڈگمگا نہیں سکتیں۔

حکایت نمبر ۹

اہل بیت کی عظمت

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو پانچ بار زہر دیا گیا لیکن اس زہر نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کوئی اثر نہ کیا۔ بالآخر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھٹی بار جب زہر پلایا گیا تو اس نے سخت نقصان پہنچایا اور زہر کے اثر سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور اسی سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا۔

جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وقت وصال قریب آیا اور نزع کی کیفیت طاری ہونے لگی تو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو آپ کے پاس موجود تھے' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگے: میرے بھائی! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زہر کس نے دیا ہے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ہاں' مجھے علم ہے۔

حضرت حسین نے کہا: تو پھر مجھے بتا دیجئے' تاکہ اگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو جائے تو میں اس سے قصاص لے سکوں۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اس قسم کی تفتیش و تحقیق کی باتیں میرے شایان شان نہیں ہیں بالخصوص حالت نزع میں۔ کیونکہ میں اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے ہوں۔ اللہ کی عزت و جلال کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ نے روز قیامت مجھے بخش دیا تو میں اس وقت تک جنت

Marfat.com

میں داخل نہیں ہوں گا جب تک مجھے زہر پلانے والے کی بخشش نہ ہو جائے گی۔

حکایت نمبر ۱۰

ولی اللہ کی شان

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ایک بار کسی ویرانے سے گزر رہے تھے۔ آپ نے ایک شاہ سوار کو سامنے سے آتے ہوئے دیکھا۔ شاہ سوار جب قریب آیا تو اس نے آپ سے پوچھا: جناب! یہاں سے آبادی کس طرف ہے؟ آپ نے قبرستان کی طرف اشارہ کر کے کہا: وہ رہی آبادی۔ شاہ سوار کو اس بات پر غصہ آ گیا۔ کہنے لگے: آپ مجھ سے مذاق کرتے ہیں۔ یہ کہہ کر اپنے کوڑے سے حضرت ابراہیم بن ادھم کو پیٹنا شروع کر دیا اور اتنا مارا کہ آپ کے بدن سے لہو بہنا شروع ہو گیا۔ پھر وہ آگے بڑھ گیا۔ جب آبادی میں گیا تو دیکھا کہ سب شہر والے شہر سے باہر چلے آ رہے ہیں۔ اس نے حیران ہو کر ان سے پوچھا: تم لوگ کہاں جا رہے ہو؟ لوگوں نے کہا: ہمیں حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں علم ہوا ہے کہ وہ یہاں سے گزرے ہیں۔ ہم ان کی زیارت کرنے جا رہے ہیں۔ شاہ سوار نے لوگوں سے ان کا حلیہ معلوم کیا۔ لوگوں نے بتایا کہ وہ فلاں حلیے کے ہیں۔ یہ سن کر شاہ سوار بڑا پریشان ہوا اور لوگوں سے کہنے لگا کہ اس حلیے کا شخص میں نے راستے میں دیکھا مگر غلط فہمی سے میں نے ان کو پیٹ ڈالا۔ یہ کہہ کر وہ گھوڑسوار بھی ان لوگوں کے ساتھ واپس ہو لیا۔ اپنے کئے پر بڑا شرمندہ اور پریشان تھا اللہ کے بندے کو بلا وجہ تکلیف دینے کی وجہ سے اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

لوگ وہاں گئے تو دیکھا کہ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ پانی کے ساتھ اپنے بدن اور کپڑوں پر لگا ہوا خون دھو رہے تھے۔

وہ شاہ سوار اپنے گھوڑے سے اترا' آپ کے قدموں میں گر پڑا اور معافیاں مانگنے لگا۔ کہنے لگا: جناب! میں آپ کو پہچان نہیں سکا' اس لیے مجھ سے غلطی ہو گئی۔ آپ مجھے معاف فرما دیں۔

آپ نے فرمایا: میں نے تجھے اسی وقت معاف کر دیا تھا۔ میرے دل نے مجھ سے کہا تھا کہ یہ بات مروّت کے سراسر خلاف ہے کہ قیامت کے دن مجھے تو تیری وجہ سے ثواب ملے اور تجھے میری وجہ سے عذاب میں جکڑ لیا جائے اور یہ بات میں پسند نہیں کرتا کہ میری وجہ سے کسی کو تکلیف دی جائے۔

Marfat.com

باب نمبر ۶

توبہ کے اسباب اور توبہ کرنے والوں کا بیان

حکایت نمبر ۱

وزارت سے ولایت تک

حضرت سرّی سقطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ایک مشہور بزرگ' اللہ کے ولی اور نیک لوگوں کے امام تھے۔

بغداد شریف میں ایک روز آپ لوگوں کو وعظ و نصیحت فرما رہے تھے۔ اسی دوران خلیفہ کا مشہور وزیر احمد بن یزید الکاتب عربی گھوڑے پر سوار بڑی شان و شوکت کے ساتھ وہاں سے گزرا۔ اس کے گھوڑے کی زین اور لگام سونے کی اور اس پر مختلف قیمتی ہیرے جواہرات جڑے ہوئے تھے اور اس کے اردگرد ترکی اور رومی غلام ہاتھ باندھے چل رہے تھے۔ جب وہ حضرت سرّی سقطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی محفل کے قریب آیا تو اپنے گھوڑے سے نیچے اتر گیا اور وعظ سننے کی خاطر تھوڑی دیر کے لیے محفل میں بیٹھ گیا۔

اس وقت حضرت سرّی سقطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرما رہے تھے:

انسان اپنی طاقت کے لحاظ سے اٹھارہ ہزار جہانوں سے کم ہے مگر اللہ کی نافرمانی اور اس کے ساتھ سرکشی میں سب سے زیادہ ہے۔ تعجب ہے' کہاں تو ایک طرف اتنا کمزور اور کہاں دوسری طرف اتنا حد سے بڑھا ہوا۔

آپ کی یہ بات احمد بن یزید الکاتب کے دل میں کمان سے نکلے ہوئے تیر کی طرح پیوست ہوگئی اور وہ رونے لگا۔ وہ اتنے زور سے رویا کہ بے ہوش ہوتے ہوتے بچا۔ پھر وہ اٹھا اور اپنے

Marfat.com

گھر کی طرف لوٹ آیا۔ گھر جا کر نہ تو اس نے کوئی چیز کھائی اور نہ ہی کوئی بات چیت کی۔

دوسرے دن وہ پھر حضرت سرّی سقطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی محفل میں آیا لیکن آج اس کا انداز بدلا ہوا تھا۔ وہ تھوڑی دیر وہاں بیٹھ کر واپس اپنے گھر چلا گیا۔ تیسرے دن وہ پیدل چل کر آپ کی محفل میں حاضر ہوا۔ وہاں بیٹھ گیا۔ اس نے کپڑے آج بھی عمدہ ہی زیب تن کیے ہوئے تھے۔ جب محفل کا اختتام ہوا اور لوگ وہاں سے چلے آئے تو وہ آگے بڑھا اور حضرت سرّی سقطی کے قریب ہو کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب آپ اس کی طرف متوجہ ہوئے تو کہنے لگے: اے امام المسلمین! آپ کا وعظ میرے دل میں گھر کر گیا ہے۔ اس کی وجہ سے دنیا اور اہل دنیا سے میں متنفر ہو گیا ہوں۔ میرے دل میں خوف خدا پیدا ہو گیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تمام لوگوں کو چھوڑ کر گوشہ نشین ہو جاؤں۔ دنیا کو چھوڑ دوں اور اہل دنیا سے دور ہو جاؤں۔ آپ مجھے کچھ وصیت و نصیحت فرمائیں۔ آپ نے اسے کچھ نصیحتیں فرمائیں اور تھوڑی دیر آپ کے پاس بیٹھ کر وہ اٹھا اور صحرا کی طرف نکل گیا۔ کچھ دن گزرے تو ایک بڑھیا روتی ہوئی آپ کے پاس آئی اور اس کے بارے میں پوچھنے لگی۔ کہنے لگی:

اے امام المسلمین! میرا ایک نوجوان خوبصورت بیٹا تھا۔ ایک دن وہ آپ کی محفل میں وعظ سننے کے لیے آیا۔ جب وہ گھر سے چلا تھا تو ہشاش بشاش اور ہنستا مسکراتا ہوا تھا لیکن جب وہ واپس آیا تو غمزدہ اور دکھی تھا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور چہرے سے گہرا غم ٹپک رہا تھا۔ اس نے نہ کوئی بات کی اور نہ ہی کچھ کھایا پیا اور پھر کہیں چلا گیا۔ کتنے دن گزر چکے ہیں اس کا کچھ اتہ پتہ معلوم نہیں ہو رہا۔ پتہ نہیں میرا بیٹا کس حال میں ہے؟ یہ کہہ کر وہ بوڑھی عورت رونے لگی۔ اسے روتا دیکھ کر آپ بھی رونے لگے۔ کچھ دیر گزرنے کے بعد حضرت سرّی سقطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔ صبر کرو، ہمت سے کام لو اگر تو وہ مجھے ملنے کے لیے آیا تو میں ضرور تمہیں اس کی اطلاع دوں گا۔

چند دن گزرنے کے بعد رات کے وقت آپ کے دروازے پر دستک ہوئی۔ آپ نے پوچھا: کون ہے؟

آواز آئی: احمد بن یزید ہوں۔

یہ سن کر آپ نے فوراً ایک خادم کو بھیجا کہ اس کی بوڑھی ماں کو اس کی آمد کی اطلاع کر دے۔

Marfat.com

آپ نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ احمد بن یزید بڑی درویشانہ حالت میں سامنے کھڑا تھا۔ اس کا چہرہ زرد پڑ چکا تھا۔ موٹاپا ختم ہو چکا تھا۔ اب تو اس کا بدن ہڈیوں کا پنجر نظر آ رہا تھا۔ کمزوری کی وجہ سے اس کی کمر بھی جھک گئی تھی۔ تن پر نرم و نازک لباس فاخرہ کے بجائے صرف ایک پرانی سی کھردری چادر تھی جس سے اس نے اپنا بدن ڈھانپ رکھا تھا۔ ہاتھ میں کاسہ بھی پکڑ رکھا تھا۔

آپ نے فرمایا: اندر آ جاؤ۔

احمد بن یزید اندر آ گیا اور سلام کر کے آپ کے پاس بیٹھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد کہنے لگا: اے امام المسلمین! اللہ تعالیٰ آپ کو جزاء خیر عطا فرمائے اور اپنی دائمی نعمتوں سے آپ کو نوازے۔ آپ نے مجھے دنیا کی تاریکیوں سے نکال کر صراط مستقیم پر گامزن کر دیا ہے۔ میں اس احسان کا بدلہ آپ کو نہیں دے سکتا۔ ہاں یہ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو میری طرف سے بہتر جزاء عطا فرمائے۔

ابھی وہ اتنا ہی کہہ پایا تھا کہ اس کی بوڑھی ماں' اس کی خوبصورت بیوی اور اس کا چھوٹا بچہ روتے ہوئے آ گئے۔ اس کی ماں کہنے لگی:

اے نور چشم! تو کہاں چلا گیا تھا' میرا نہ سہی ان بچوں کا تو خیال کر' ان پر مہربانی کر' ان کے بہتے آنسوؤں کو دیکھ' کچھ تو ترس کر۔

اس کی یہ باتیں سن کر سب رونے لگے اور بڑی آہ و زاری کرنے لگے۔ لیکن احمد بن یزید نے کسی کی بات کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ اس کے گھر والے روتے پیٹتے واپس گھر چلے گئے۔

ان کے جانے کے بعد اس نے شیخ سے کہا: میرے محترم و مکرم! آپ نے کیوں انہیں میرے آنے کی خبر کر دی تھی۔

آپ نے فرمایا: تمہاری والدہ میرے پاس آئی تھیں۔ جب میں نے ان کی آہ و زاری دیکھی تو مجھ سے رہا نہ گیا اور میں نے ان سے وعدہ کر لیا کہ جب بھی تم میرے پاس آؤ گے میں انہیں مطلع کروں گا۔

اس کے گھر والوں نے بہت کوشش کی کہ وہ پھر اپنی سابقہ زندگی میں لوٹ آئے۔ لیکن جلد ہی وہ مایوس ہو گئے۔ ایک دن اس کی بیوی کہنے لگی کہ دیکھو میں نوجوان عورت ہوں' میرا ہی کچھ خیال کرو' میں خاوند کے بغیر کیسے رہ سکوں گی۔

Marfat.com

احمد بن یزید نے کہا: ٹھیک ہے پھر تم میری طرف سے آزاد ہو جو چاہو کرو۔

اس کی بیوی نے یہ سن کر کہا: اچھا پھر اپنا یہ بچہ بھی ساتھ ہی لیتے جاؤ۔

اس نے کہا: بڑی خوشی سے۔

اس نے اپنے بچہ کو بلایا اس کے بدن سے اس کا ریشمی لباس اتار کر پھینک دیا اور اپنی چادر کا ایک ٹکڑا اپھاڑ کو اس کو پہنا دیا۔ جب اس کی ماں اور بیوی نے یہ صورتحال دیکھی تو رونے پیٹنے لگیں۔ اس سے بھی اس کا دل دنیا کی محبت کی طرف واپس نہ آیا۔ اس نے بڑے عزم و استقلال کے ساتھ اپنے بچے سے مخاطب ہو کر کہا: میرے بیٹے اگر تم میرے ساتھ رہنا چاہتے ہو تو پھر اس لباس میں رہنا ہوگا جو میں نے تمہیں پہنایا ہے۔ اب تمہاری مرضی جہاں چاہے رہو۔ اس کے بیٹے نے جواب دیا کہ میں آپ کے ساتھ ہی رہنا چاہتا ہوں اور اس زندگی کو اختیار کرتا ہوں جو آپ نے پسند کی ہے۔ احمد بن یزید نے اپنے لخت جگر کو ساتھ لیا اور گھر سے نکل گیا۔

تقریباً دو سال گزر جانے کے بعد ایک رات پھر حضرت سرّی سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دروازے پر دستک ہوئی۔ آپ نے دروازہ کھولا تو کوئی شخص احمد بن یزید کا یہ پیغام لے کر آیا تھا کہ مہربانی فرما کر میرے پاس تشریف لائیں، میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں کیونکہ میرا وقت وصال قریب آ گیا ہے۔

آپ فوراً اس آدمی کے ساتھ جانے کے لیے تیار ہو گئے۔ وہ شخص آپ کو مقبرہ شونیری میں لے گیا۔ آپ نے وہاں جا کر دیکھا کہ قبروں کے درمیان ایک ٹوٹا پھوٹا سا گھر تھا جس میں احمد بن یزید سخت بیماری کی حالت میں زمین پر لیٹا ہوا تھا اور زبان سے کہہ رہا تھا۔ **لمثل هذا فليعمل العاملون**۔ کہ (عاملوں کو اسی طرح کرنا چاہئے) حضرت سرّی سقطی اندر داخل ہوئے اور پھر صبح تک وہیں رہے۔ جب صبح روشن ہوئی تو احمد بن یزید کا وصال ہو گیا۔ آپ نے گھر واپس جانے کا ارادہ کیا تا کہ اس کے کفن دفن کا انتظام کروایا جا سکے۔ جب آپ شہر میں داخل ہونے لگے تو دیکھا کہ لوگوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ شہر سے باہر چلے آ رہے ہیں۔ آپ نے ان سے وجہ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا کہ گزشتہ رات کسی نے ندا دی ہے کہ جو بھی اللہ کے ولی کے جنازے میں شریک ہونا چاہتا ہے وہ مقبرہ شونیری میں چلا جائے۔

جب آپ اس کے کفن دفن کا انتظام کر چکے اور واپس مقبرہ شونیری آئے تو دیکھا کہ پورا

Marfat.com

قبرستان لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ وہاں تل دھرنے کی بھی کوئی جگہ نہ تھی۔ لہٰذا عوام کے ہجوم کی وجہ سے بڑی مشکل کے ساتھ احمد بن یزید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو عصر کی نماز کے وقت دفنایا گیا۔

حکایت نمبر ۲

اور قسمت بدل گئی

اللہ کا ایک نیک بندہ ایک شہر میں رہائش پذیر تھا۔ ایک دن اچانک اس کے گھر کی دیوار گر گئی۔ اسے بڑی پریشانی ہوئی۔ وہ اس کو دوبارہ بنوانے کے لیے کسی مزدور کی تلاش میں گھر سے نکلا اور ایک چوراہے پر چلا گیا۔ وہاں جا کر اس نے مختلف مزدوروں کو ادھر ادھر بیٹھے ہوئے دیکھا جو کام ملنے کا انتظار کر رہے تھے۔ ان مزدوروں میں سے ایک نوجوان مزدور ان سب سے الگ تھلگ کھڑا تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں تھیلا اور دوسرے ہاتھ میں تیشہ تھا۔

وہ شخص کہتا ہے کہ میں اس مزدور کے پاس گیا اور اس سے کہا: کیا تم مزدوری کرو گے؟

اس نے کہا: ہاں۔

میں نے کہا: گارے مٹی کا کام کرنا ہوگا۔

اس نے کہا: ٹھیک ہے لیکن میری تین شرطیں ہیں۔ اگر آپ کو منظور ہیں تو میں کام کرنے کے لیے تیار ہوں۔ پہلی شرط تو یہ ہے کہ تم میری مزدوری پوری ادا کرو گے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ میری طاقت اور صحت کے مطابق مجھ سے کام لو گے اور میری تیسری شرط یہ ہے کہ نماز کے وقت مجھے نماز ادا کرنے دو گے۔

میں نے اس کی تینوں شرطیں قبول کر لیں اور اسے ساتھ لے کر گھر آ گیا۔

میں نے اسے کام بتایا اور پھر اپنے کسی ضروری کام سے باہر چلا گیا۔ جب میں شام کے وقت واپس گھر آیا تو دیکھا کہ اس نے تو عام مزدوروں سے دوگنا زیادہ کام کیا تھا۔ میں نے بخوشی اسے اس کی اجرت ادا کی۔ اس نے مزدوری لی اور اپنے گھر چلا گیا۔

اگلے روز میں پھر اس نوجوان کی تلاش میں اسی چوراہے پر چلا گیا لیکن وہ مجھے کہیں نظر نہ آیا۔ میں نے دوسرے مزدوروں سے پوچھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ ہفتے میں صرف ایک دن مزدوری کرتا ہے۔ یہ سن کر میں بھانپ گیا کہ یہ کوئی بڑا آدمی ہے۔ عام مزدور نہیں۔ میں نے ان

Marfat.com

سے اس کے ٹھکانے کا پتہ معلوم کیا۔ ایک مزدور نے بتایا کہ وہ فلاں جگہ رہتا ہے۔ میں اس کے بتائے ہوئے پتہ کے مطابق جب اس جگہ پہنچا تو دیکھا کہ وہ نوجوان زمین پر لیٹا ہوا تھا۔ اسے سخت بخار تھا۔ میں نے اس سے کہا: میرے بھائی تو اجنبی ہے' تنہا ہے اور پھر بیمار بھی ہے۔ اگر پسند کرو تو میرے ساتھ میرے گھر چلے چلو اور مجھے کچھ خدمت کا موقع دو۔ اس نے انکار کر دیا لیکن جب میں نے بہت زیادہ اصرار کیا تو مان گیا لیکن ساتھ ہی ایک شرط بھی مجھ پر عائد کر دی کہ میں اسے کھانے کو کچھ نہیں دوں گا۔ میں نے کہا ٹھیک ہے' مجھے تیری یہ شرط بھی منظور ہے۔

میں اسے لے کر گھر آیا۔ وہ تین دن میرے ہاں قیام پذیر رہا لیکن اس نے نہ تو کسی چیز کی خواہش ظاہر کی اور نہ ہی کوئی چیز کھائی۔ جب چوتھا دن ہوا تو اس کے بخار میں شدت آ گئی۔ اس نے مجھے اپنے پاس بلایا اور کہنے لگا: میرے بھائی میرا آخری وقت قریب آ گیا ہے لہٰذا جب میری زندگی کی شمع بجھ جائے تو میری وصیت کے مطابق عمل کرنا۔

میری وصیت یہ ہے۔ میرے جسم سے جب میری روح پرواز کر جائے تو میرے گلے میں رسی ڈالنا اور پھر گھسیٹتے ہوئے باہر لے جانا' باہر لے جا کر اپنے گھر کے اردگرد چکر لگوانا اور کہنا کہ لوگو! دیکھو رب کی نافرمانی کرنے والوں کا یہ حشر ہوتا ہے۔ شاید اس طرح میرا رب مجھے معاف فرما دے۔ جب تم مجھے غسل دے چکو تو پھر مجھے میرے انہی کپڑوں میں کفن دینا۔ مجھے دفنانے کے بعد بغداد میں خلیفہ ہارون الرشید کے پاس جانا' میرا قرآن مجید اور یہ انگوٹھی انہیں دے دینا اور انہیں کہنا: اللہ سے ڈرو' یہ نہ ہو کہ غفلت اور نشے کی حالت میں ہی موت آ جائے اور پھر ندامت اٹھانا پڑے۔ یاد رکھنا اس کے بعد ندامت سے کچھ فائدہ حاصل نہ ہو گا۔

اس نوجوان نے مجھے یہ نصیحتیں کیں اور پھر دنیا کو خیرباد کہہ گیا۔ میں اس کے وصال کے بعد کافی دیر تک روتا رہا اور غمزدہ رہا۔ پھر میں نے اس کی وصیت کے مطابق ایک رسی لی اور اس کی گردن میں ڈالنے لگا تاکہ اس کے کہنے پر عمل کر سکوں۔ اچانک کمرے کے ایک کونے سے آواز آئی: اس کے گلے میں رسی مت ڈالنا' اللہ کے ولیوں کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کیا جاتا۔ یہ آواز سن کر میرے بدن پر کپکپی طاری ہو گئی۔ میں نے اس کے پاؤں کو بوسہ دیا اور پھر اس کے کفن دفن کا انتظام کرنے چلا گیا۔ اس کی تدفین سے فارغ ہونے کے بعد میں نے اس کا قرآن مجید اور انگوٹھی لی اور خلیفہ کے پاس چلا گیا۔

Marfat.com

وہاں جا کر میں نے اس نوجوان کا سارا واقعہ لکھا اور محل کے داروغے سے اس سلسلہ میں بات کرنا چاہی تو انہوں نے مجھے ڈانٹ دیا اور پکڑ کر بٹھا لیا حتیٰ کہ خلیفہ ہارون الرشید نے مجھے طلب کر لیا۔ مجھ سے کہنے لگے: کیا میں اتنا ظالم ہوں کہ تو بذات خود میرے پاس نہیں آ سکتا تھا اور رقعہ لکھ کر بھیجنا چاہا۔ میں نے عرض کی: اے خلیفہ! اللہ تعالیٰ آپ کا اقبال بلند کرے۔ میں کسی ظلم کی فریاد لے کر نہیں آیا بلکہ میں تو ایک پیغام لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔

خلیفہ نے کہا: بتاؤ کیا پیغام ہے؟

میں نے وہ قرآن اور انگوٹھی نکالی اور خلیفہ کے سامنے رکھ دی۔

خلیفہ نے کہا: یہ چیزیں تجھے کس نے دی ہیں؟

میں نے کہا: ایک گارا بنانے والے نے دی ہیں۔

خلیفہ نے تین بار ان الفاظ کو دہرایا۔ گارا بنانے والا' گارا بنانے والا' گارا بنانے والا اور پھر رو پڑا۔ کافی دیر رونے کے بعد مجھ سے پوچھا: بتاؤ وہ گارا بنانے والا اب کہاں ہے؟

میں نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کا اقبال بلند کرے' وہ تو اب فوت ہو چکا ہے۔

جب خلیفہ نے یہ سنا تو بے ہوش ہو کر گر پڑے اور عصر تک بے ہوش رہے۔ میں اس دوران حیران و پریشان وہیں رکا رہا۔ پھر جب خلیفہ کو افاقہ ہوا تو مجھ سے پوچھنے لگے کہ اس کی وفات کے وقت تو وہیں تھا؟ میں نے کہا: جی ہاں' میں وہیں تھا بلکہ وہ میرے گھر میں ہی تھا۔ خلیفہ نے پوچھا: اس نے تجھے کوئی وصیت بھی کی تھی؟

میں نے کہا: جی ہاں اور پھر اس کی وصیت بتا دی اور وہ باتیں بھی بتائیں جو اس نے مجھے خلیفہ کو کہنے کے لیے وصیت کی تھیں۔

جب خلیفہ نے یہ باتیں سنیں تو بہت زیادہ غمگین ہو گیا۔ اپنا عمامہ سر سے اتار پھینکا' اپنا دامن چاک کر ڈالا اور کہنے لگا: اے مجھے نصیحت کرنے والے' اے میرے زاہد و پارسا' اے میرے شفیق اور اس قسم کے اور بہت سے کلمات اس نے کہے۔ ساتھ ساتھ خلیفہ مسلسل روتا بھی جا رہا تھا۔

یہ سب کچھ دیکھ کر میری حیرانگی اور پریشانی میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا کہ خلیفہ ایک عام سے مزدور کے لیے اتنا غمزدہ کیوں ہے؟ جب رات ہو گئی تو خلیفہ نے مجھے کہا کہ چلو ہم اس کی قبر پر جانا چاہتے ہیں۔ میں چل پڑا۔ خلیفہ بھی میرے پیچھے پیچھے چادر میں منہ لپیٹ کر چل پڑا۔ ہم قبرستان

Marfat.com

میں پہنچے تو میں نے ایک قبر کی طرف اشارہ کر کے کہا: عالی جاہ! یہ اس کی قبر ہے۔
خلیفہ اس کی قبر کے ساتھ لپٹ لپٹ کر رونے لگا۔ پھر جب کچھ افاقہ ہوا تو اس قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر خلیفہ نے کہا: یہ میرا بیٹا تھا' میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور میرے جگر کا ٹکڑا تھا۔
ایک دن یہ محفل رقص و سرور میں محو تھا کہ مکتب میں کسی بچے نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی: "کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا اہل ایمان کے لیے کہ جھک جائیں ان کے دل یادِ الٰہی کے لیے۔" (الحدید)
اس نے یہ آیت کریمہ سن لی اور پھر اللہ تعالیٰ کے خوف سے کانپنے لگا۔ اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی رواں ہو گئی۔
زبان سے بار بار کہنے لگا: کیوں نہیں' کیوں نہیں۔
پھر وہ یہ کہتا ہوا محل کے دروازے سے باہر نکل گیا۔
اس کے بعد اس کی کوئی خبر نہ ملی۔ آج تم نے بتایا ہے کہ یہ اس کی قبر ہے۔

حکایت نمبر ۳

حضرت ابراہیم بن ادھم کی توبہ

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بلخ کے حاکم تھے۔ ان کی توبہ کا واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ ایک دن آپ جنگل میں شکار کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ کے پیچھے پیچھے فرّاء بھی آ رہا تھا۔ فرّاء نے بڑی فصیح عربی زبان میں آپ سے کہا: اے ابراہیم! کیا تو اسی کام کے لیے پیدا کیا گیا ہے اور کیا تجھے انہی کاموں کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے؟
اس کی یہ باتیں حضرت ابراہیم کے دل میں پیوست ہو کر رہ گئیں۔ اس وقت غش کھا کر گھوڑے سے گر پڑے۔ گھوڑا بھاگتا ہوا محل کے دروازے پر جا پہنچا۔ محل کے سپاہیوں اور دوسرے لوگوں نے جب بادشاہ کے گھوڑے کو خالی پیٹھ دیکھا تو ایک کہرام مچ گیا کہ بادشاہ قتل کر دیئے گئے۔ پورے محل میں ایک شور برپا ہو گیا۔
ادھر جب حضرت ابراہیم کو ہوش آیا تو آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور جنگل میں نامعلوم منزل کی طرف چل دیئے۔ راستے میں آپ نے ایک چرواہا دیکھا جو بکریوں کو ہانکتا ہوا واپس لا رہا تھا۔ آپ نے اس چرواہے سے کہا کہ کیا تم میرے لباس سے اپنا لباس بدلنا پسند کرو گے۔ اس نے کہا:

Marfat.com

اے بادشاہ! اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز فرمائے۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ میں تو آپ کا ادنیٰ غلام ہوں۔ یہ بکریاں بھی آپ ہی کی ہیں، میں کیسے آپ کے ساتھ لباس بدل سکتا ہوں۔

آپ نے فرمایا: میں تجھے آزاد کرتا ہوں اور یہ بکریاں بھی تجھے ہبہ کرتا ہوں۔ شاید اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں مجھے دوزخ کی آگ سے آزاد کر دے اور میرے گناہوں کو معاف کر دے۔ اتنا کہہ کر آپ نے اس چرواہے کو اپنا لباس دے دیا۔ آپ نے اس وقت عمدہ قباء اور مرصع عمامہ پہنا ہوا تھا۔ آپ نے اس کے بدلے میں چرواہے کا اون کا بنا ہوا لباس لیا اور اس کو پہن لیا۔ لباس بدلنے کے بعد آپ نے اسے فرمایا کہ میرے بارے میں کسی کو بھی مت بتانا۔

چرواہے نے حیران ہو کر پوچھا: بادشاہ سلامت! آخر ماجرا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: میں شکار کرنے آیا تھا مگر خود شکار ہو گیا ہوں۔ آپ نے یہ کہا اور جنگل کی وسعتوں میں گم ہو گئے جبکہ ادھر محل والے اپنی آہ و فغاں اور رونے دھونے میں لگے رہے۔

حکایت نمبر ۴

مچھلی کی اطاعت

ایک روز حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سمندر کے کنارے بیٹھے اپنا کرتہ سی رہے تھے۔ کسی نے ان سے کہا: آپ نے خواہ مخواہ بادشاہی چھوڑی، تاج و تخت کو ترک کر دیا اور یہ محنت و مشقت برداشت کر لی۔

آپ نے فرمایا: وہ بادشاہی نہیں تھی وہ تو وبال تھا، گردن کا پھندہ تھا جو میں نے اتار پھینکا ہے۔ بادشاہی اور حکمرانی تو وہ ہے جو میرے رب نے اب مجھے عطا فرمائی ہے۔ لو تم بھی دیکھو کہ میرے رب نے مجھے کیسی حکمرانی عطا فرمائی ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے اپنی سوئی پانی میں پھینک دی اور کہا میری سوئی لا کر دو۔ فوراً ایک مچھلی نے پانی سے سر باہر نکالا۔ اس نے اپنے منہ میں وہ سوئی پکڑی ہوئی تھی جسے آپ نے پانی میں پھینکا تھا۔ پھر آپ نے اس شخص کو فرمایا: پہلے میرا حکم صرف بنی آدم پر چلتا تھا لیکن اب سمندر کی مچھلیاں بھی میرا کہا مانتی ہیں۔ پس جو بھی اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری کرتا ہے، دنیا کی ہر مخلوق اس کی فرمانبرداری کرنے لگ جاتی ہے۔

Marfat.com

حکایت نمبر ۵

شہزادے کو نصیحت

ایک روز منصور بن عمار بصرہ کی گلیوں میں سے گزر رہے تھے۔اس نے ایک جگہ ایک بلند و بالا محل نما عمارت دیکھی؛ جس کی دیواریں نقش ونگار سے مزین تھیں اور اس کے اندر خدام وحشم کا ایک ہجوم تھا جو ادھر ادھر بھاگ دوڑ کر مختلف کاموں کو سرانجام دینے میں مصروف تھا۔اس میں بے شمار خیمے بھی لگے ہوئے تھے اور اس محل کے دروازے پر بالکل اسی ترتیب کے ساتھ دربان بیٹھے تھے جس طرح بادشاہ کے محل کے باہر بیٹھے ہوتے ہیں۔

اس محل نما عمارت کے منقش دیوان خانے میں سونے چاندی کا جڑاؤ تخت رکھا ہوا تھا۔ منصور نے ایک انتہائی خوبصورت نوجوان کو اس پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔اس کے اردگرد نوکر اور خادم ہاتھ باندھے قطار میں کھڑے کسی اشارہ کے منتظر تھے۔

منصور کہتے ہیں کہ میں نے اس محل نما خوبصورت عمارت میں داخل ہونا چاہا تو دربانوں نے مجھے ڈانٹ دیا اور اندر داخل ہونے سے منع کر دیا۔ میں نے سوچا کہ اس وقت یہ نوجوان دنیا کا بادشاہ بنا بیٹھا ہے لیکن اسے بھی موت تو آنی ہی ہے۔جب موت آئے گی تو اس کی بناوٹی بادشاہی کا خاتمہ ہو جائے گا۔ جو کچھ اس کے پاس کل تک تھا وہ اگلے دن تک نہیں رہے گا۔لہٰذا مجھے ڈرنا نہیں چاہئے اور اس کے پاس جا کر حق بات کی تبلیغ کرنی چاہئے اور پند و نصائح کرنا چاہئے شاید اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

میں موقع کی تلاش میں رہا۔جونہی دربان ذرا مشغول ہوئے میں آنکھ بچا کر اندر داخل ہو گیا۔میں نے دیکھا کہ اس نوجوان نے کسی عورت کو پکارا۔اے نسواں! اس کے بلانے پر ایک کنیز حاضر ہو گئی۔

مجھے یوں لگا جیسے اچانک دن چڑھ آیا ہو۔اس کے ساتھ اور بھی بہت سی کنیزیں حاضر ہو گئیں۔ان کے ہاتھوں میں خوشبودار مشروب سے بھرے ہوئے برتن تھے۔اس مشروب کے ساتھ اس کے ہم نشینوں کی خدمت کی گئی۔مشروب سے لطف اندوز ہونے کے بعد اس کے تمام احباب یکے بعد دیگرے اس کو سلام کر کے رخصت ہونے لگے۔جب وہ دروازے تک پہنچے تو

Marfat.com

انہوں نے مجھے دیکھ لیا اور مجھے ڈانٹنا شروع کر دیا۔ میں نے ان سے خوف زدہ ہونے کے بجائے پوچھا کہ یہ نوجوان کون ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ بادشاہ کا بیٹا ہے۔ میں نے یہ سن کر اس کی طرف دوڑ لگا دی اور اس کے سامنے جا کر رک گیا۔ جب بادشاہ کے بیٹے نے اچانک مجھ جیسے فقیر کو بالکل اپنے سامنے کھڑے پایا تو سخت غصے میں آ گیا اور کہنے لگا: ارے پاگل! تو کون ہے؟ تجھے کس نے اندر داخل ہونے دیا؟ اور تو میری اجازت کے بغیر یہاں کیسے آیا؟

میں نے کہا: شہزادہ سلامت! ذرا رکئے' میری لاعلمی کو اپنے حلم سے اور میری خطا کو اپنے کرم سے درگزر کیجئے۔ میں ایک طبیب ہوں۔ میرے اتنا کہنے سے اس کا غصہ ٹھنڈا پڑ گیا اور کہنے لگا ٹھیک ہے۔ ذرا ہمیں بھی بتایئے کہ آپ کیسے طبیب ہیں؟

میں نے کہا: میں گناہوں کے درد اور نافرمانیوں کے زخموں کا علاج کرتا ہوں۔

اس نے کہا: اپنا علاج بیان کرو۔

میں نے کہا: اے شہزادے! تو اپنے گھر میں آرام سے تخت پر تکیہ لگائے بیٹھا ہے اور لہو و لعب میں مصروف ہے' تیرے کارندے باہر لوگوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ رہے ہیں۔ کیا تجھے اللہ سے خوف نہیں آتا' اس کے دردناک عذاب کا تجھے کوئی ڈر نہیں؟ تجھے اس دن کا کوئی لحاظ نہیں جس دن سب بادشاہوں اور حکمرانوں کو ان کی بادشاہیوں اور حکمرانیوں سے معزول کر دیا جائے گا اور تمام سرکش ظالموں کے ہاتھ باندھ دیئے جائیں گے' یاد کر اس اندھیری رات کو جو قیامت والے دن کے بعد آنے والی ہے اور جہنم کی وہ آگ جو غصے کی وجہ سے پھٹنے کے قریب ہے اور غیظ و غضب سے چنگھاڑ رہی ہے۔ سب لوگ اس کے خوف سے حواس باختہ ہو جاتے ہیں۔ عقل مند آدمی کو دنیا کی فانی نعمتوں' چھن جانے والی حکومتوں اور عورتوں کے خوبصورت بدنوں سے دھوکا نہیں کھانا چاہئے جو مرنے کے بعد صرف تین دن میں ہی خون' پیپ اور بدبودار لوتھڑوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں بلکہ عقل مند آدمی تو جنت کی ان عورتوں (حوروں) کا طالب ہوتا ہے جن کا خمیر کستوری اور کافور اور عنبر سے اٹھایا گیا ہے۔ جو اتنی حسین و جمیل ہیں کہ آج تک کسی نے ان جیسی حسین و جمیل عورت نہ دیکھی ہے اور نہ ہی سنی ہے۔ آج تک نہ کسی نے ان کی آواز سنی ہے اور نہ ہی کوئی ان کے قریب پھٹکا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انہی کے متعلق فرمایا ہے:

Marfat.com

"جنت میں نیچی نگاہوں والی حوریں ہوں گی جن کو نہ کسی انسان نے چھوا ہوگا ان سے پہلے اور نہ کسی جن نے...... یہ تو گویا یاقوت اور مرجان ہیں۔"

لہٰذا دانا وہی ہے جو ان جیسی نعمتوں کی خواہش رکھے اور اس جیسے عذاب سے بچے۔

میری یہ باتیں سن کر بادشاہ کے بیٹے نے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور کہنے لگا: اے طبیب! تو نے تو کسی اسلحے کے بغیر ہی مجھے قتل کر ڈالا ہے۔ مجھے بتاؤ کیا ہمارا رب اپنے بھگوڑے نافرمان بندوں کو قبول کر لیتا ہے۔ کیا وہ مجھ جیسے گناہ گار کی توبہ قبول فرمائے گا۔

میں نے کہا: کیوں نہیں؟ وہ بڑا غفور و رحیم اور کریم ہے۔ میرا یہ کہنا تھا کہ وہ اچانک اٹھا' اپنی قیمتی قبا کو چاک کر دیا اور محل کے دروازے سے باہر نکل گیا۔ جب نسوان نامی اس خوبصورت لونڈی نے اسے یوں جاتے ہوئے دیکھا تو اسے پکار کر کہنے لگی: میرے آقا! میں بھی تو کئی سالوں تک آپ کے گناہوں میں آپ کے ساتھ شریک رہی ہوں۔ آج جب اللہ نے آپ کو ہدایت عطا فرما دی ہے تو مجھے چھوڑ کر آپ اکیلے کیسے جا سکتے ہیں؟ میں بھی آپ کے ساتھ جاؤں گی۔ یہ سن کر وہ نوجوان واپس پلٹ آیا۔ اس کنیز نے فوراً اپنا لباس اتارا' زیورات سے چھٹکارا حاصل کیا اور پرانے کپڑے پہن لیے۔ وہ دونوں رات ڈھلنے تک وہیں رہے۔ جب رات ڈھل گئی تو دونوں اس محل سے باہر نکل آئے اور پھر اس شہر سے ہزاروں میل دور کہیں چلے گئے۔

منصور بن عمار کہتے ہیں کہ کافی عرصے بعد میں ایک بار پھر اس محل کے سامنے سے گزرا تو دیکھا کہ اس کی حالت بالکل ہی بدل چکی تھی۔ خدام و حشم سے پُرہجوم رہنے والی وہ عمارت آج ویران ہو چکی تھی اور اس کے حسین نقش و نگار ماند پڑ چکے تھے۔ وہی پُرشکوہ عمارت آج کھنڈر بنی نظر آ رہی تھی۔ میں وہاں کچھ دیر کے لیے ٹھہر گیا' اس کی ویرانی دیکھ کر میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ پھر میں آگے بڑھ گیا۔ پھر چند سالوں بعد جب میں حج کے لیے بیت اللہ شریف گیا تو دیکھا کہ وہی نوجوان وہاں طواف کعبہ میں مصروف تھا۔ پہلے تو میں اسے نہ پہچان سکا کیونکہ اب تو اس کی ہیئت ہی بدل گئی تھی لیکن جب اس نے اپنا تعارف کروایا تو میں نے اسے فوراً پہچان لیا۔ اس نے مجھے سلام کیا اور کہا: اے امام المسلمین! آپ نے مجھے نہیں پہچانا۔ میں وہی بادشاہ کا بیٹا ہوں جس نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی تھی۔ میں نے پوچھا: نسوان کہاں ہے؟

اس نے کہا: وہ بھی میرے ساتھ ہی ہے۔ میں نے کہا: میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں۔ میری

Marfat.com

خواہش پر وہ اٹھا اور مجھے ساتھ لے کر اس کے پاس گیا۔ اندر جا کر اس نے نسوان سے کہا: ہمارے استاد تشریف لائے ہیں۔

اس نے کہا: مجھے تو منصور بن عمار کے علاوہ اپنے کسی استاد کے بارے میں علم نہیں ہے۔

اس نے کہا: وہی تو تشریف لائے ہیں۔

نسوان نے یہ سنا تو فوراً میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ دنیا میں میری بس یہی خواہش رہ گئی تھی کہ آپ سے ملاقات ہو جائے۔ پھر کہنے لگی: میرے قابل صد احترام استاد! کیا اللہ تعالیٰ مجھ جیسی گناہگار کو بھی قبول فرمائے گا اور جنت میں داخل فرما کر اپنا دیدار عطا کر دے گا۔

میں نے کہا: ہاں۔

یہ سن کر اس نے زور سے چیخ ماری اور زمین پر گر گئی۔ ہمارے دیکھتے دیکھتے ہی اس کی روح پرواز کر گئی۔ شہزادہ اس کی وفات سے غم زدہ ہو گیا اور رو کر کہنے لگا۔ دیار غیر میں میری تنہائیوں کو دور کرنے کا یہی تو ایک سہارا تھا۔ آج مجھے اپنے والدین' اپنی سلطنت اور اپنے لوگوں کی کمی محسوس ہوئی ہے۔ آج میرا معاون و مددگار اور میرا سہارا ختم ہو گیا ہے۔ پھر نسوان کو دفن کر دیا گیا۔ جب اس کو قبر میں رکھ کر قبر پر مٹی ڈالی جا رہی تھی تو اچانک شہزادہ بھی منہ کے بل گرا اور اسی قبر پر گر کر فوت ہو گیا۔ لوگوں نے اس قبر کے پہلو میں ایک اور قبر بنا کر شہزادے کو دفن کر دیا۔ مسلمان کئی روز تک ان کی قبروں پر آ کر فاتحہ خوانی کرتے رہے اور منصور بن عمار کے وعظ و نصیحت سے مستفید ہوتے رہے جو کئی روز تک ان کی قبر پر لوگوں کو وعظ کرتے رہے تھے۔

حکایت نمبر ۶

بچھو اور گناہ گار

حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ایک روز نیل کے ساحل کی طرف تشریف لے گئے۔ اس وقت آپ کسی گہری سوچ میں مگن تھے۔ اچانک آپ نے ایک بہت بڑے بچھو کو تیزی کے ساتھ ساحل کی طرف جاتے دیکھا۔ آپ اس کی طرف متوجہ ہو گئے اور اس کے پیچھے پیچھے پانی کے کنارے جا پہنچے۔ آپ نے دیکھا کہ دریا میں سے ایک مینڈک نکلا' بچھو اس کی پیٹھ پر سوار ہوا اور وہ مینڈک اسے لے کر دریا میں تیرنے لگا اور دریا پار کر گیا۔ حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ علیہ بھی ان کے پیچھے پیچھے دریا کے پار چلے گئے۔آپ جب دوسرے کنارے پر پہنچے تو بچھو مینڈک کی پیٹھ سے اتر کر ایک طرف کو چلنے لگا۔تھوڑی دیر چلنے کے بعد وہ ایک درخت کے نیچے جا پہنچا۔آپ نے دیکھا کہ وہاں ایک نوجوان زمین پر مدہوش پڑا ہوا تھا اور اس کے سینے پر ایک اژدھا اسے ڈسنے کے لیے اپنا پھن پھیلائے جھوم رہا تھا۔وہی بچھو تیزی کے ساتھ آیا اور اس اژدھے کو ڈنگ مار دیا اور واپس چلا گیا۔اس کے ڈنگ سے وہ اژدھا وہیں مر گیا۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سوچا کہ یہ نوجوان کوئی عام آدمی نہیں ہے بلکہ اللہ کا کوئی خاص بندہ ہے۔لہٰذا اس کی قدم بوسی کرنی چاہئے۔آپ اس کی قدم بوسی کے لیے اس کے قریب ہوئے تو اس کے پاس سے شراب کی بڑی سخت بدبو آئی۔آپ حیران ہو گئے کیونکہ وہ تو ایک شرابی کبابی گناہگار آدمی تھا۔اتنے میں انہیں الہام ہوا کہ اے ذوالنون! حیران کیوں ہوتا ہے' یہ بھی ہمارا ہی بندہ ہے۔اگر اللہ تعالیٰ صرف نیکوکاروں کی ہی حفاظت فرمائے تو گناہ گاروں کی حفاظت کون کرے گا۔آپ اس بات سے وجد میں آگئے اور کافی دیر تک وجد کی کیفیت میں یہ شعر پڑھتے رہے۔

ترجمہ: اے خوش نصیب سونے والے جس کی خود رب دوجہاں ہر طرف سے حفاظت فرما رہا ہے اور تو تاریکی میں گناہوں میں متحرک رہتا ہے۔اس بادشاہ کی طرف سے آنکھیں کیونکر غافل ہو جاتیں جو تجھے ہر طرح کی نعمتوں کے فوائد عطا فرما رہا ہے۔

جب سورج غروب ہونے لگا اور ساحل پر ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی تو اس نوجوان کے بدن میں حرکت پیدا ہوئی۔اس کا نشہ اترا تو اسے کچھ ہوش آگئی۔تھوڑی دیر بعد اس نے آنکھیں کھول دیں لیکن اپنے سامنے حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھ کر شرمندہ ہو گیا اور خجالت سے پوچھنے لگا: اے قبلہ عالم! آپ یہاں کیسے؟ آپ نے فرمایا: اسے چھوڑو اپنے بارے میں بتاؤ' تم کون ہو؟ اس نے کہا: آپ دیکھ ہی رہے ہیں میں شرابی کبابی آدمی ہوں۔آپ نے فرمایا: ادھر دیکھو۔اس نے جب مرے ہوئے اژدھے کو دیکھا تو اس کے بدن پر لرزہ طاری ہو گیا اور وہ خوف سے کانپنے لگا۔آپ نے اسے ابتداء سے لے کر انتہا تک سارا واقعہ سنایا تو وہ رو پڑا اور اپنے منہ پر مٹی ملنے لگا۔کہنے لگا: اگر وہ ذات اپنے گناہگاروں کے ساتھ ایسا سلوک کرتی ہے تو نیکوکاروں کو کتنا نوازتی ہوگی۔

Marfat.com

یہ کہہ کر جنگل کی طرف چلا گیا اور سخت مجاہدوں میں مصروف ہو گیا۔ آخر کار ایک وقت ایسا آیا کہ اس کا شمار اللہ کے مقبول بندوں میں ہونے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر اتنا کرم فرمایا کہ اگر وہ دور سے بھی کسی بیمار کو دم کر دیتا تو اللہ تعالیٰ اسے شفا عطا فرما دیتا۔

اللہ کا فرمان بالکل سچا ہے۔ ''اگر تم لوٹ کر آؤ گے تو ہم بھی لوٹ آئیں گے۔''

حکایت نمبر ۷

بصرہ کی فاحشہ

بصرہ شہر میں ایک انتہائی حسین وجمیل عورت رہا کرتی تھی۔ لوگ اسے شعوانہ کے نام سے جانتے تھے۔ ظاہری حسن و جمال کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے اسے خوب صورت آواز سے بھی نواز رکھا تھا۔ اپنی خوبصورت آواز کی وجہ سے وہ گائیکہ اور نوحہ گر مشہور تھی۔ بصرہ شہر میں خوشی اور غمی کی کوئی مجلس اس کے بغیر مکمل تصور نہیں کی جاتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اس کے پاس بہت سا مال و دولت جمع ہو گیا تھا۔ بصرہ شہر میں فسق و فجور کے حوالے سے اس کی مثال دی جاتی تھی......... اس کا رہن سہن امیرانہ تھا۔ وہ بیش قیمت لباس زیب تن کرتی اور گراں بہا زیورات سے بنی سنوری رہتی تھی۔

ایک دن وہ اپنی رومی اور ترکی کنیزوں کے ساتھ کہیں جا رہی تھی۔ راستے میں اس کا گزر حضرت صالح المری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گھر سے ہوا۔ حضرت صالح المری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں میں تھے۔ آپ متدین عالم دین اور زاہد و عابد تھے۔ آپ اپنے گھر میں لوگوں کو وعظ و ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ آپ کے وعظ کی تاثیر سے لوگوں پر رقت طاری ہو جاتی اور وہ بڑی زور زور سے آہ و بکا شروع کر دیتے اور اللہ کے خوف سے ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں لگ جاتیں۔ جب شعوانہ نامی وہ عورت وہاں سے گزرنے لگی تو اس نے اس گھر سے آہ و فغاں کی آوازیں سنیں۔ آوازیں سن کر اسے بہت غصہ آیا۔ وہ اپنی کنیزوں سے کہنے لگی: تعجب کی بات ہے کہ یہاں ماتم ہو رہا ہے اور مجھے اس کی خبر تک نہیں دی گئی۔ اس نے فوراً اپنی ایک خادمہ کو گھر کے حالات معلوم کرنے کے لیے اندر بھیج دیا۔ وہ لونڈی اندر گئی اور اندر کے حالات دیکھ کر اس پر خدا کا خوف طاری ہو گیا اور وہ وہیں بیٹھ گئی۔ واپس نہ آئی۔ شعوانہ نے کافی انتظار کے بعد

Marfat.com

دوسری اور پھر تیسری لونڈی کو اندر بھیجا مگر وہ بھی واپس نہ لوٹیں۔ پھر اس نے چوتھی خادمہ کو اندر بھیجا جو تھوڑی دیر کے بعد واپس لوٹ آئی اور اسے بتایا کہ گھر میں کسی کے مرنے پر ماتم نہیں ہو رہا بلکہ اپنے گناہوں پر ماتم ہو رہا ہے۔ لوگ اپنے گناہوں کی وجہ سے اللہ کے خوف سے رو رہے ہیں۔

— شعوانہ نے یہ سنا تو ہنس دی اور ان کا مذاق اڑانے کی نیت سے گھر کے اندر داخل ہو گئی۔ قدرت الٰہیہ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ لہٰذا جونہی وہ اندر داخل ہوئی اللہ تعالیٰ نے اس کے دل کو بدل دیا اور اس پر اپنی رحمت بھری نظر ڈالی۔ لہٰذا جب اس نے حضرت صالح المرّی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا تو دل میں کہنے لگی۔ میری تو ساری عمر ضائع ہو گئی میں نے بدکاری میں انمول زندگی اکارت کر دی۔ اب اللہ تعالیٰ کے غضب سے کیسے بچ پاؤں گی۔ اگرچہ وہ بڑا حلیم ہے مگر وہ حیاوالا بھی تو ہے۔ وہ میرے گناہوں سے کیسے درگزر فرمائے گا۔ انہی خیالات سے پریشان ہو کر اس نے حضرت صالح المری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا: اے امام المسلمین! کیا اللہ تعالیٰ نافرمانوں اور سرکشوں کے گناہ بھی معاف فرما دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! یہ وعظ و نصیحت اور وعدے وعیدیں سب انہی کے لیے تو ہیں تاکہ وہ سیدھے راستے پر آ جائیں۔ اس سے بھی اس کی تسلی نہ ہوئی تو پھر کہنے لگی: مگر میرے گناہ تو آسمان کے ستاروں اور سمندر کی جھاگ سے بھی زیادہ ہیں۔

آپ نے فرمایا: کوئی بات نہیں۔ اگر تیرے گناہ شعوانہ سے بھی زیادہ ہوں تو بھی اللہ تعالیٰ معاف فرما دیں گے۔ یہ سن کر وہ چیخ پڑی اور رونا شروع کر دیا۔ اتنا روئی کہ اس پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد جب اسے ہوش آیا تو کہنے لگی: یا حضرت! میں ہی شعوانہ ہوں جس کے گناہوں کی مثالیں دی جاتی ہیں۔ پھر اس نے اپنا قیمتی لباس اور گراں قدر زیورات اتار دیئے اور پرانا سا لباس پہن لیا۔ اس نے گناہوں سے کمایا ہوا سارا مال صدقہ کر دیا اور اپنے گھر میں مقید ہو کر بیٹھ گئی۔ ساتھ ہی اس نے اپنے تمام غلام اور خادمائیں بھی آزاد کر دیں۔

اس کے بعد وہ شب و روز اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہتی اور اپنے گناہوں پر روتی رہتی اور ان کی معافی مانگتی رہتی۔ رو رو کر رب کی بارگاہ میں التجائیں کرتی۔ اے توبہ کرنے والوں کو چاہنے والے اور گناہ گاروں کو معاف فرمانے والے! مجھ پر رحم فرما۔ میں کمزور ہوں تیرے عذاب کی سختیوں کو برداشت نہیں کر سکتی۔ تو مجھے اپنے عذاب سے بچا لے اور مجھے اپنی زیارت سے مشرف فرما۔

Marfat.com

کہا جاتا ہے کہ پھر اس نے اسی حالت میں چالیس سال کی زندگی بسر کی اور اللہ کو پیاری ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ اس کے حال پر رحم فرمائے۔ آمین۔

حکایت نمبر ۸

حضرت بشر حافی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا انعام

حضرت بشر حافی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ یہ بہت بڑے شرابی تھے۔ خود بھی شراب پیتے اور دوسروں کو بھی پلاتے۔ ان کے بارہ شراب خانے تھے۔ جن میں ہر وقت جام گردش میں رہتے تھے۔ ایک روز شراب کے نشے میں مدہوش جا رہے تھے کہ اچانک زمین پر گرے ہوئے ایک کاغذ کے ایک ٹکڑے پر آپ کی نظر پڑی۔ آپ نے اسے غور سے دیکھا تو اس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوا تھا۔

انہوں نے اپنے دل میں سوچا کہ اس کاغذ پر تو اس ہستی کا نام نامی لکھا ہوا ہے جو میرا خالق بھی ہے اور رازق بھی۔ میرا آقا بھی ہے اور مولا بھی۔ اگر میں اسے یہیں پڑا رہنے دوں اور چلا جاؤں تو یہ ایک اور گناہ ہوگا۔ لہٰذا انہوں نے اس کاغذ کو اٹھایا' صاف کیا اور چوم کر آنکھوں سے لگا لیا۔ جیب سے خوشبو نکالی اور اس کاغذ پر لگا کر اسے ایک اونچی جگہ پر رکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس عمل کو پسند فرما لیا۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا ان سے کہہ رہا ہے: اٹھو اور فلاں جگہ پر جاؤ۔ وہاں پر بشر حافی سے جا کر ملو اور اس سے کہو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تو نے میرے نام سے گندگی ہٹا کر اس پر خوشبو لگائی ہے لہٰذا ہم نے تمہارے گناہوں کی گندگی ہٹا کر تمہیں پاک کر دیا ہے۔ اس وقت حضرت بشر حافی نشے کی حالت میں تھے۔ جب انہیں بتایا گیا کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے ملنے آئے ہیں تو پریشان ہو گئے اور سوچنے لگے کہ شاید مجھے گناہوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے عذاب کی خبر دینے آئے ہیں۔ پھر ہمت کر کے ڈرتے ہوئے حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے آ ہی گئے۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں دیکھا تو آگے بڑھ کر ان کی پیشانی کا بوسہ لیا اور فرمایا: ہمارا رب بڑا غنی' بڑا کریم' بڑا باخبر اور اپنے بندوں پر رحم فرمانے والا ہے۔ ان کے گناہوں پر پردے ڈالنے اور انہیں

Marfat.com

بخشنے والا ہے۔ وہ رب تجھے فرماتا ہے کہ جس طرح تو نے میرے نام پر سے مٹی جھاڑ کر اسے صاف کیا تھا اسی طرح ہم نے تیرے گناہوں کو جھاڑ کر تجھے صاف کر دیا ہے۔ تو نے ہمارے نام کی تعظیم کی تھی لہٰذا ہم نے تجھے عظیم بنا دیا ہے۔ جب بشر حافی نے یہ بات سنی تو ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ اپنے نفس کو ملامت کرنے لگے اور پھر اسی لمحے اپنے رب کی بارگاہ میں سچے دل سے توبہ کی۔ اس کے بعد کی زندگی میں آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے چالیس بار حج کی سعادت حاصل کی اور چالیس بار ہی جنگوں میں شرکت کی اور پھر چالیس سال تک اولیاء اللہ کی زیارت میں لگے رہے۔ آپ پاؤں میں جوتے نہیں پہنا کرتے تھے اور ننگے پاؤں رہا کرتے تھے اس لیے آپ کا نام "حافی" (ننگے پاؤں والا) پڑ گیا۔ ایک روز آپ سے پوچھا گیا کہ آپ پاؤں میں جوتے کیوں نہیں پہنتے تو آپ نے فرمایا کہ رب تعالیٰ کا قرآن میں ارشاد ہے "ہم نے زمین کو بچھونا بنایا ہے" تو میں اللہ کے بنائے ہوئے بچھونے پر جوتوں سمیت کیسے چل سکتا ہوں۔

اور جب آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ہوا تو ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ آپ اور حضرت معروف کرخی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جنت میں سبز گھوڑوں پر ہوا میں اڑتے جا رہے تھے۔

حکایت نمبر ۹

حضرت شقیق اور شتربان

حضرت شقیق رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ دریائے دجلہ کے کنارے نرم ریت پر لوگوں کو وعظ و نصیحت فرمایا کرتے تھے اور فریضہ تبلیغ دین ادا کیا کرتے تھے۔ ایک روز آپ نے ابھی وعظ شروع کیا ہی تھا کہ عراق سے ایک بہت بڑا قافلہ وہاں پہنچ گیا۔ قافلہ کی منزل مکۃ المکرمہ تھی۔ اس قافلہ میں سے ایک شتربان آپ کی مجلس میں آ بیٹھا۔ تھوڑی دیر آپ کا وعظ سننے کے بعد وہ شتربان اپنی جگہ پر کھڑا ہوا اور کہنے لگا: شیخ محترم! میں شتر [illegible]۔ مجھے اکثر جنگلوں، بیابانوں میں رہنا پڑتا ہے۔ اس قسم کی بابرکت مجالس میں شرکت کا موقع کم کم ملتا ہے۔ لہٰذا آپ مجھے کوئی ایسی نصیحت فرمائیں جس پر میں جنگل میں رہ کر بھی عمل کر سکوں۔

حضرت شقیق رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: میرے بھائی! تین چیزوں کو ذہن میں رکھ لو اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کرنا۔ جو کچھ تو اپنے لیے کرتا ہے وہی اپنے مالک کے لیے بھی کرنا۔

Marfat.com

اپنے لیے مانگنا ہو تو صرف اپنے مالک سے ہی مانگنا۔ تیرا مالک تجھ سے جو بھی سلوک کرے اس پر راضی رہنا۔

شتربان نے آپ کی یہ باتیں سنیں تو اونٹ کی مہار اپنے ایک دوست کو تھما کر ایک طرف کو روانہ ہو گیا۔ چند دنوں کے بعد وہی شتربان دجلہ کے پانی پر چلتا ہوا وہاں سے گزرا۔ اس وقت حضرت شقیق وعظ فرما رہے تھے۔ حضرت شقیق نے اسے دیکھا تو پوچھا: کیا تو وہی شتربان ہے جس نے چند روز پہلے مجھ سے نصیحت کرنے کو کہا تھا۔ شتربان نے جواب دیا: ہاں! میں تو وہی ہوں لیکن کیا آپ وہی عالم ہیں جو لوگوں کو تو باتیں بتاتے ہیں مگر خود ان پر عمل نہیں کرتے۔ آپ نے مجھے صرف تین باتیں بتائی تھیں' میں نے ان میں سے فقط دو پر عمل کیا ہے تو میں پانی پر چلنے کے قابل ہو گیا ہوں۔ میرا خیال ہے اگر میں ان تینوں باتوں پر عمل پیرا ہو جاؤں تو ہوا میں بھی اڑنے لگوں گا۔ آپ کی بتائی ہوئی دو باتوں پر تو میں نے عمل کر لیا مگر تیسری بات پر عمل کرنا میرے بس کی بات نہیں ہے۔

حکایت نمبر ۱۰

مردہ بولنے لگا

ایک نیک آدمی نے یہ واقعہ بیان کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ایک بار نصف رات گزر جانے کے بعد میں جنگل کی طرف نکل کھڑا ہوا۔ راستے میں میں نے دیکھا کہ چار آدمی ایک جنازہ اٹھائے جا رہے ہیں۔ میں سمجھا شاید انہوں نے اسے قتل کیا ہے اور اب لاش ٹھکانے لگانے کے لیے کہیں لے جا رہے ہیں۔ جب وہ میرے نزدیک آئے تو میں نے ہمت کر کے ان سے پوچھا: اللہ کا جو حق تم پر ہے اس کو سامنے رکھتے ہوئے میرے سوال کا جواب دو۔ کیا تم نے خود اسے قتل کیا ہے یا کسی اور نے اور اب تم اسے ٹھکانے لگانے کے لیے کہاں لے جا رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: میرے بھائی! ہم نے نہ تو اسے قتل کیا ہے اور نہ ہی یہ مقتول ہے بلکہ ہم تو مزدور ہیں۔ اس کی ماں نے ہمیں مزدوری دینی ہے۔ وہ اس کی قبر کے پاس ہمارا انتظار کر رہی ہے۔ آؤ تم بھی ہمارے ساتھ آ جاؤ۔ میں تجسس کی وجہ سے ان کے ساتھ ہو لیا۔ ہم قبرستان میں پہنچے تو دیکھا کہ واقعی ایک تازہ کھدی ہوئی قبر کے پاس ایک خاتون کھڑی تھیں۔ میں اس کے قریب گیا اور پوچھا: اماں

Marfat.com

جان! آپ نے اپنے بیٹے کے جنازے کو دن کے وقت کیوں یہاں نہیں لایا تا کہ اور لوگ بھی اس کے کفن دفن میں شریک ہو جاتے؟ انہوں نے کہا: یہ جنازہ میرے لخت جگر کا ہے۔ یہ جنازہ کسی اور کا نہیں ہے بلکہ میرے اپنے بیٹے کا ہے۔ میرا یہ بیٹا بڑا شرابی اور گناہگار تھا۔ ہر وقت شراب کے نشے اور گناہ کی دلدل میں غرق رہتا تھا۔ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے مجھے بلا کر تین چیزوں کی وصیت کی۔ ایک تو یہ کہ جب میں مر جاؤں تو میری گردن میں رسی ڈال کر گھر کے ارد گرد گھسیٹنا اور لوگوں کو کہنا کہ گناہگاروں اور نافرمانوں کی یہی سزا ہوا کرتی ہے۔ دوسری یہ کہ مجھے رات کے وقت دفن کرنا کیونکہ دن کے وقت جو بھی میرے جنازے کو دیکھے گا مجھے لعن طعن کرے گا اور تیسری یہ کہ جب مجھے قبر میں رکھنے لگے تو میرے ساتھ اپنا ایک سفید بال بھی رکھ دینا کیونکہ اللہ تعالیٰ سفید بالوں کا حیاء فرماتا ہے۔ ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ مجھے اس کی وجہ سے عذاب سے بچا لے۔

جب میرا بیٹا فوت ہوا تو میں نے اس کی پہلی وصیت کے مطابق اس کے گلے میں رسی ڈالی اور جب اسے گھسیٹنے لگی تو ہاتف غیبی سے آواز آئی: اے بڑھیا! اسے یوں مت گھسیٹو۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے گناہوں پر شرمندگی کی وجہ سے معاف فرما دیا ہے۔ وہ نیک آدمی بتاتا ہے کہ جب میں نے اس بوڑھی عورت کی یہ بات سنی تو میں اس جنازہ کے پاس گیا۔ اس پر نماز جنازہ پڑھی اور پھر اسے قبر میں دفن کر دیا۔ ساتھ ہی میں نے اس کی بوڑھی ماں کے سر کا ایک سفید بال بھی اس کے ساتھ قبر میں رکھ دیا۔ اس کام سے فارغ ہو کر جب ہم اس کی قبر کو بند کرنے لگے تو اس کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور اس نے اپنا ہاتھ کفن سے باہر نکال کر بلند کیا اور آنکھیں کھول دیں۔ میں یہ دیکھ کر گھبرا گیا لیکن اس نے ہمیں مخاطب کر کے مسکراتے ہوئے کہا: اے شیخ! ہمارا رب بڑا غفور اور بڑا رحیم ہے۔ وہ احسان کرنے والوں کو بھی بخش دیتا ہے اور گناہگاروں کو بھی معاف فرما دیتا ہے۔ اس نے اتنا کہا اور پھر ہمیشہ کے لئے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ ہم سب نے مل کر اس کی قبر کو بند کر دیا اور اس پر مٹی درست کر کے واپس آ گئے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ o

Marfat.com

باب نمبر ۷

کراماتِ اولیاء

حکایت نمبر ۱

سونے کی دیواریں

حضرت جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں مسجد میں بیٹھا ذکر الٰہی میں مشغول تھا کہ دو نوجوان مسجد میں داخل ہوئے اور نماز ادا کرنے لگے جب وہ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو میرے پاس آئے اور مجھ سے مخاطب ہو کر کہا! اے بھائی خدا تم پر رحم فرمائے یہ تو بتاؤ کیا اولیاء اللہ سے کرامتوں کا ظہور ہوتا ہے؟ میں نے کہا نہیں کرامات تو صرف انبیاء سے ظاہر ہوتی ہیں۔ انہوں نے کہا۔ نہیں کرامات تو اولیاء اللہ سے صادر ہوتی ہیں۔ میں نے کہا نہیں میری بات سن کر انہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور ناراض ہو کر چلے گئے۔ میں وہیں مسجد میں بیٹھا سوچتا رہا کہ یہ کون تھے اور مجھ سے یہ سوال کیوں پوچھ رہے تھے؟

اگلے روز وہ دونوں نوجوان پھر مسجد میں آئے اور نماز ادا کرنے میں مشغول ہو گئے جب انہوں نے نماز ادا کر لی تو میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اولیاء اللہ سے کرامات کا ظہور ہوتا ہے۔ میں نے چاہا کہ انہیں کہوں کہ ہاں اولیاء اللہ سے کرامات کا ظہور ہوتا ہے مگر میری زبان سے اچانک یہ نکل گیا کہ نہیں بلکہ کرامات کا ظہور تو انبیاء سے ہوتا ہے انہوں نے کہا: واہ بھئی کیا بات ہے آپ کیا کہہ رہے ہیں اللہ کے ایسے بندے بھی اس دنیا میں موجود ہیں کہ اگر وہ ان دیواروں کو کہیں کہ وہ سونے کی بن جائیں ان ستونوں کو زبرجد کا بن جانے کا حکم دیں یا اس زمین کو کہیں کہ کستوری کی ہو جا تو یہ سب ہو جائیں ابھی انہوں نے اپنی بات ختم بھی نہ کی تھی کہ میں نے دیکھا کہ دیواریں واقعتہ سونے کی ستون زبرجد کے اور مٹی کستوری بن چکی تھی میں حیران و پریشان ان کو تکنے لگا۔ اسی اثنا میں ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ انہیں کیا ہو گیا ہے۔ ہم نے تو

Marfat.com

بس یونہی بات ہی کی تھی اس کے اس طرح کہنے سے وہ تمام چیزیں پھر اپنی اصلی حالت میں آ گئیں میں ابھی اپنی حیرانگی پر صحیح طریقے سے قابو بھی نہ پا سکا تھا کہ وہ دونوں نوجوان چلے گئے۔

حکایت نمبر ۲

بھٹکا ہوا مسافر

ایک معزز شخص نے اپنا ایک یادگار واقعہ سناتے ہوئے بتایا کہ ایک دفعہ میں قافلہ کے ساتھ سفر کر رہا تھا ہمارا قافلہ اس وقت جنگل بیابان میں سے گزر رہا تھا میں قافلہ کی طرف سے غافل ہو گیا اور راستہ بھول کر کہیں اور جا نکلا جب میں اصل راستے سے بھٹک کر کافی دور نکل گیا تو مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ چنانچہ میں نے اپنی سواری روکی اور پریشانی کے عالم میں راستہ تلاش کرنے لگا اسی تگ و دو میں مجھے تین دن گزر گئے مگر راستہ نہ ملا اب تو بھوک اور پیاس کی شدت اور قافلہ سے بچھڑ جانے کے غم سے میں نڈھال ہو گیا۔ پھر آہستہ آہستہ میں اپنی زندگی سے مایوس ہونے لگا کیونکہ وہاں مجھے تین دنوں میں نہ کوئی بندہ بشر ملا اور نہ ہی کسی کے ملنے کے آثار پیدا ہوئے میں اس پریشانی کے عالم میں مارا مارا پھر رہا تھا کہ اچانک ایک جگہ مجھے کسی انسان کے پاؤں کے نشانات مل گئے مجھے زندگی کی ایک موہوم سی امید نظر آنے لگی میں نے بلا سوچے سمجھے ان قوموں قدموں کے نشانات کے پیچھے پیچھے چلنا شروع کر دیا قدموں کے وہ نشانات مجھے کافی دور ریت کے ایک ٹیلے کے پاس لے گئے جس پر خیمہ سا لگا ہوا تھا۔ میں جھجکے بنا اس میں داخل ہو گیا اس خیمہ میں ایک اعرابی موجود تھا میں نے اطمینان کا سانس لیا اور ایک کونے میں اپنے اوسان بحال کرنے کے لئے بیٹھ گیا۔ اتنے میں سورج غروب ہونے لگا۔ سورج کے غروب ہو جانے کے بعد ایک انتہائی خوبصورت اور حسین نوجوان جس نے انتہائی اچھا لباس زیب تن کیا ہوا تھا وہاں آیا۔ جب وہ نوجوان ٹیلہ پر چڑھا تو اس نے وہاں زمین پر پاؤں مارا پاؤں مارنے کی دیر تھی کہ وہاں سے پانی کا چشمہ ابل پڑا۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے پانی کو بس اسی کے اشارے کا انتظار تھا بہر حال انہوں نے اس پانی سے وضو کیا پانی پیا اور خیمے میں آ گئے میں بھی پیاس کی شدت سے بیتاب تھا پانی دیکھا تو صبر جاتا رہا لہٰذا میں نے بھی اس چشمے پر جا کر خوب جی بھر کر پانی پیا۔ میں جوں جوں پانی پیتا جاتا تھا میری پیاس، بھوک اور تھکن خود بخود ختم ہوتی جا رہی تھی شاید یہ پانی کی تاثیر تھی یا میرا گمان

Marfat.com

بہر حال میں پانی پی کر فارغ ہوا تو بالکل سکون تھا اس کے بعد میں نے اطمینان سے وضو کیا اور ان کے ساتھ مل کر نماز مغرب ادا کی۔ جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے اس نوجوان سے عرض کی خدا کے لئے میری مدد فرمایئے میں اپنے قافلہ سے بچھڑ گیا ہوں اس جنگل بیابان میں کوئی میری رہنمائی کرنے والا نہیں ہے آپ ہی مہربانی فرمایئے انہوں نے کہا ٹھیک ہے میرے پیچھے پیچھے چلتے آؤ میں ان کے پیچھے پیچھے چلنا شروع ہو گیا ابھی ہم نے چند قدم طے کئے ہوں گے کہ مجھے قافلے کے اونٹوں کی آواز سنائی دینے لگی اور پھر چند قدم مزید چلنے کے بعد قافلے کی شمعیں (روشنیاں) بھی دکھائی دینے لگیں وہاں پہنچ کر نوجوان نے پیچھے مڑ کر میری طرف دیکھا اور کہا: کیا آپ اسی قافلے کے ساتھ تھے۔ میں نے کہا جی ہاں۔ بالکل میں اسی قافلے کے ساتھ تھا میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور پوچھا: آپ کو خدا کا واسطہ جاتے وقت آپ مجھے اتنا تو بتاتے جائیں کہ آپ کون ہیں۔ انہوں نے مسکرا کر میری طرف دیکھا اور فرمایا: میں حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد میں سے ہوں اور میرا نام زین العابدین ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن آباءہ

حکایت نمبر ۳

اڑتا ہوا تخت

محمد بن مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ان دنوں جب میں مکہ مکرمہ میں تھا ایک دن میں مکہ شہر سے باہر کہیں جا رہا تھا اچانک میں نے آسمان میں اپنے سر کے اوپر آواز سنی۔ میں نے گھبرا کر اوپر دیکھا تو حضرت احمد بن خلق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سونے کے تخت پر بیٹھے ہوئے پایا اس تخت میں زنجیریں لگی ہوئی تھیں جن کی مدد سے کچھ لوگ اس تخت کو ہوا میں کھینچ کر لے جا رہے تھے۔ میں نے انہیں پہچان لیا اور سلام عرض کیا۔ انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا تو میں نے پوچھا حضرت کہاں تشریف لے جا رہے ہیں انہوں نے فرمایا دوست سے ملنے جا رہا ہوں۔ میں نے فوراً کہا جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس عظیم الشان مرتبے پر فائز فرمایا ہے۔ تو آپ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کیوں نہیں کرتے کہ وہ خود ہی آ کر آپ سے مل لیں آپ نے فرمایا ارے بھائی فضیلت ملاقات کے لئے خود چل کر جانے میں ہے۔

Marfat.com

حکایت نمبر ۴

جنتی مشروب

اللہ کے ایک برگزیدہ بندے کا چشم دید واقعہ ہے وہ فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں اپنے قیام کے دوران ایک رات میں بیت اللہ شریف کے طواف میں مصروف تھا۔ جب سحری کا وقت ہوا تو میں نے ایک شخص کو باب زمزم سے حرم شریف میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا اس نے ایک چادر کے ساتھ اپنے سر اور چہرہ کو ڈھانپ رکھا تھا۔ اس نے اندر آ کر آب زمزم کا ایک ڈول بھرا۔ اس میں سے کچھ پیا اور باقی وہیں رکھ کر چلا گیا میں اس ڈول کے پاس گیا اور اس میں باقی ماندہ آب زمزم کو پینے لگا۔ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے یہ آب زمزم نہیں بلکہ ستو اور شکر ملے ہوئے ہیں۔ مگر اس کا ذائقہ انتہائی پر لطف تھا میں نے ایسا ذائقہ زندگی بھر کبھی نہ چکھا ہوگا۔

جب دوسری رات ہوئی تو اسی وقت پھر وہی آدمی اپنے سر اور چہرے کو ڈھانپے ہوئے آیا اس نے آب زمزم کا ڈول بھر کر نکالا اور اس میں سے کچھ پانی پی کر باقی وہیں رکھ دیا۔ میں اسی موقع کی تلاش میں تھا۔ فوراً وہاں پہنچا اور ڈول میں باقی ماندہ آب زمزم کو منہ لگا دیا اس رات میں نے محسوس کیا جیسے میں آب زمزم نہیں بلکہ میٹھا دودھ پی رہا ہوں جو کہ انتہائی خوش ذائقہ اور مزیدار تھا۔

میں نے ڈول وہیں رکھا اور بھاگ کر اس شخص کا دامن پکڑ لیا اور پوچھا اللہ تعالیٰ آپ کا بھلا کرے جس خدا نے آپ کو اس عظیم مرتبہ پر فائز فرمایا میں اسی کا واسطہ دے کر آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ کون ہیں؟ اس شخص نے کہا میں صرف ایک شرط پر آپ کو یہ بتا سکتا ہوں کہ آپ میری زندگی میں یہ راز کسی کو نہیں بتائیں گے۔ میں نے کہا ٹھیک ہے میں آپ کی شرط پر عمل کروں گا انہوں نے مسکرا کر فرمایا میرے بھائی میں سفیان ثوری ہوں۔

واہ! آب زمزم کے بہانے جنتی مشروب پینے والے۔

حکایت نمبر ۵

کنکریاں اشرفیاں بن گئیں

حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حج کرنے

Marfat.com

کے ارادے سے گھر سے نکلا لیکن راستے میں بیمار ہو گیا۔ جس کی وجہ سے مجھے راستے میں ہی رکنا پڑا۔ ایک روز میرے پاس سے ابدالوں کا ایک بابرکت گروہ گزرا۔ ان میں سے ایک بزرگ مجھے پہچانتے تھے۔ جب انہوں نے مجھے راستے میں یوں ڈیرے جمائے دیکھا تو اپنے سب ہمراہیوں کو لے کر میرے پاس آئے مجھے سلام کہا اور فرمانے لگے۔ ارے بھائی تم کیوں سر راہ ڈیرے لگائے بیٹھے ہو۔ اٹھو اور ہمارے ساتھ چلو۔ ہم تمہیں ساتھ لیتے چلتے ہیں یقیناً تم بھی حج کرنے جا رہے ہو۔ میں نے ان کی بات سن کر کہا۔ یا حضرت آپ جانتے ہیں میں آپ کا ساتھ نہیں دے سکتا۔ کیوں کہ میں ان دنوں سخت بیمار ہوں۔ اچانک میرے جسم کے کسی حصے سے خون بہنا شروع ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے بہت پریشان ہوں۔ انہوں نے فرمایا میرا خیال ہے کہ تمہاری والدہ محترمہ تمہیں ملنا چاہتی ہیں وہ تمہارے بنا بہت اداس ہو گئی ہیں میں نے کہا یا حضرت! میری والدہ تو فوت ہو چکی ہیں۔ ہاں البتہ میری نانی جان زندہ ہیں جو مجھے بہت یاد کرتی ہیں انہوں نے فرمایا بس یہی وجہ ہے۔ انہی کی یاد تمہیں آگے نہیں جانے دے رہی۔ اللہ تعالیٰ تمہیں شفاء عطا فرمائے تو فوراً ان کی ملاقات کے لئے چلے جانا۔ پھر انہوں نے پوچھا یہاں تمہاری تیمارداری کون کرتا ہے؟ میں نے کہا یہاں ایک موذن ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا بھلا کرے وہ میری دیکھ بھال کرتا ہے انہوں نے اس موذن کو بلایا اور پھر ایک مٹھی بھر ریت موذن کی جیب میں ڈال کر اسے کہا یہ شخص تیرے پاس ہماری امانت ہے ان کا ہر طرح سے خیال رکھنا۔ موذن نے جیب میں ہاتھ ڈال کر دیکھا تو اس کی جیب میں سونے کی 140 اشرفیاں تھیں وہ موذن انہیں لے کر گھر چلا گیا چند روز کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا عطا فرما دی۔ جب میں وہاں سے روانہ ہونے لگا تو موذن نے مجھے کہا کہ آپ کے احباب نے مجھے سونے کی چند اشرفیاں عنایت کی تھیں ان میں سے کچھ میں نے آپ کے علاج معالجے میں خرچ کر دی ہیں اور جو باقی بچی ہیں وہ یہ ہیں۔ آپ لے لیں۔ میں نے کہا! میرے بھائی! مجھے ان اشرفیوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس نے کہا اچھا اگر آپ نہیں لیتے تو پھر میں آپ کو سواری کرائے پر لیے دیتا ہوں۔ جس سے آپ کا باقی سفر آسانی سے طے ہو جائے گا۔ میں نے کہا نہیں یہ باقی اشرفیاں تو اپنے پاس رکھ لے ان کو غریبوں اور یتیموں میں بانٹ دینا۔ میں یہ کہہ کر وہاں سے روانہ ہو گیا۔ جب میں تھوڑی دور گیا میرے دل میں گرما گرم روٹی اور گرما گرم کبابوں کے کھانے کی خواہش پیدا ہوئی۔ آہستہ آہستہ یہ خواہش اتنی شدید ہو گئی کہ میرے

Marfat.com

لئے سفر جاری رکھنا ناممکن ہو گیا۔ میں نے سامان وہیں رکھا اور زمین پر بیٹھ گیا۔ میں نے رب کی بارگاہ میں عرض کی! اے پروردگار عالم! تو نے ہی میرے دل میں یہ خواہش پیدا کی ہے اور تو ہی اسے پورا کر سکتا ہے۔ یا تو مہربانی فرما کر یہ خواہش پوری فرما دے اور یا پھر اس کو میرے دل سے ختم کر دے تاکہ میں سفر جاری رکھ سکوں۔ میں نے ابھی یہ دعا ختم ہی کی تھی کہ ایک آدمی آتا دکھائی دیا۔ اس کے پاس گرم گرم روٹیاں اور کباب تھے۔ ساتھ ہی اس نے پانی کا کوزہ بھی اٹھایا ہوا تھا۔ اس نے آکر وہ کباب اور روٹیاں اور پانی کا کوزہ میرے سامنے رکھا اور واپس چلا گیا۔ میں نے وہ کباب اور روٹیاں کھالیں اور پھر اپنے سفر پر روانہ ہو گیا۔ راستے میں اچانک چاروں طرف سے کالے بادل گھر آئے اور پھر گرج چمک کے ساتھ موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ پورا ایک دن اور ایک رات بارش ہوتی رہی لیکن اللہ کے فضل و احسان اور اس کے حکم سے میرے اوپر بارش کا ایک قطرہ بھی نہ گرا اور میں صحیح سلامت اپنے گھر پہنچ گیا میرا سامان بھی خشک تھا اور میرا بدن بھی۔ حالانکہ میں نے صرف اون کا ایک کرتہ پہن رکھا تھا۔

فالحمد للہ رب العالمین

حکایت نمبر ۶

سونے کا درخت

ایک بار حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا ایک واقعہ حضرت ابراہیم بن شیبان رحمۃ اللہ علیہ کو سناتے ہوئے کہا کہ اتفاقاً ایک مرتبہ مجھے بارہ روز تک جنگل میں بھوکا پیاسا رہنا پڑا۔ ان بارہ دنوں میں نہ تو میں نے کوئی چیز کھائی اور نہ ہی کچھ پیا۔ لیکن اس کے باوجود مجھے بالکل بھوک پیاس محسوس نہ ہوئی۔ اس حالت میں بارہ دن گزر گئے تو اچانک میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی قوت عطا فرمادی ہے۔ جس کی وجہ سے میں نے بارہ دن تک کچھ بھی کھائے پیئے بغیر گذار دیئے ہیں اور مجھے کچھ بھی نہیں ہوا۔ ابھی میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ میرے کان میں ایک آواز آئی۔ میں اس آواز کی طرف متوجہ ہوا تو ایک بزرگ آدمی کو دیکھا جو زمین پر تشریف فرما تھے اور ان کے پاؤں موجود نہیں تھے۔ وہ مجھ سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے اے ابراہیم! کیا ہوا ہے تو نے بارہ دن سے کچھ کھایا پیا نہیں بس اسی پر اترانے لگے ہو اور اللہ تعالیٰ پر

Marfat.com

اس بات کا احسان جتلا رہے ہو کہ تم نے اتنے دنوں سے کچھ کھایا پیا نہیں مجھے دیکھو اس کمزوری اور معذوری کے باوجود میں نے اسی دنوں سے کچھ نہیں کھایا پیا۔ حالانکہ مجھے اپنے رب کی رحمت پر اتنا بھروسہ ہے کہ اگر میں اس کی بارگاہ میں دعا کروں تو یہ درخت سونے کا بن جائے۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب اس بزرگ نے یہ بات کہی تو میں نے دیکھا کہ جس درخت کی طرف انہوں نے اشارہ کیا تھا اس کی اصلیت بدلنے لگی اور تھوڑی ہی دیر میں وہی درخت سونے کا بن گیا۔

حکایت نمبر ۷

ہم کیا کریں؟

ایک دفعہ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہیں جانے کا ارادہ فرمایا۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے ایک اونٹ کرایہ پر لے لیا۔ آپ کے ساتھ ایک دوسرے آدمی نے بھی وہی اونٹ کرایہ پر لیا ہوا تھا۔ اب دونوں کو اسی اونٹ پر سفر کرنا تھا۔ لہٰذا دونوں اپنا اپنا سامان اس اونٹ پر لدوانے لگے۔ حضرت بایزید بسطامیؒ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں اونٹ پر سامان رکھوا رہا تھا تو وہ آدمی کہنے لگا کہ اونٹ پر سامان زیادہ ہو گیا اور یہ ہماری طرف سے اس اونٹ پر زیادتی ہے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے دل میں سوچا کہ یہ آدمی اس طرح کہنے سے گناہ گار ہو رہا ہے۔ یہ اچھی بات نہیں ہے کہ کوئی میری وجہ سے گناہ گار ہوتا رہے آپ نے اس شخص کو فرمایا۔ میرے بھائی ذرا اونٹ کی طرف دیکھو تو سہی میرے سامان کا بوجھ اونٹ پر نہیں ہے اس شخص نے دیکھا تو اسے معلوم ہوا کہ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا سامان اونٹ کی پیٹھ سے کوئی ہاتھ بھر اونچا ہوا میں معلق تھا۔

یہ دیکھ کر وہ آدمی حیران رہ گیا اور شور مچانے لگا حضرت بایزید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔ عجیب بات ہے: اگر ہم اپنے آپ کو تم سے چھپا رکھیں تو تم لوگ ہمیں برا بھلا کہتے ہو اور اگر اپنا آپ ظاہر کر دیں تو پھر تم لوگ شور مچانا شروع کر دیتے ہو۔ بھلا تم ہی بتاؤ ہم کیا کریں۔

Marfat.com

حکایت نمبر ۸

پھل اور کپڑے

سعید بن لیث رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن مسجد حرام میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ میری نظر مقام ابراہیم پر دعا مانگتے ہوئے ایک شخص پر پڑی اس نے بوسیدہ سا لباس پہنا ہوا تھا اور اپنے رب سے دعا مانگ رہا تھا۔

میں اس کے قریب گیا تو میں نے سنا کہ وہ اپنے رب سے عرض کناں تھا اے الہٰ العالمین! مجھے کپڑوں اور کھانے کی ضرورت ہے تو میری یہ ضرورت پوری فرما دے۔ میں نے اسی وقت ہوا میں سے اس کی طرف کوئی چیز آتی ہوئی محسوس کی۔ وہ ایک تھیلا تھا جس میں پھل اور کپڑے تھے۔ میں اس شخص کے پاس گیا اور کہا کہ یہ جو کچھ آیا ہے اس میں میرا بھی حصہ ہے۔ اس نے کہا وہ کیسے؟ میں نے کہا آپ دعا مانگ رہے تھے تو میں آمین کہہ رہا تھا۔ اس نے کہا! اگر آپ پرہیزگار آدمی نہ ہوتے تو یہاں کھڑے نہ رہ سکتے۔ جب کوئی بندہ اپنے رب سے راز و نیاز کی باتیں کر رہا ہو تو چوری چھپے اس میں دخل نہیں دینا چاہیے۔ بہر حال اب آؤ اور کھانا شروع کرو۔ میں آگے بڑھا اور پھل کھانے لگا وہ پھل کھجور تھی۔ حالانکہ یہ کھجور کا موسم نہ تھا۔ میں نے جب وہ کھجور منہ میں رکھ کر چبائی اس میں گٹھلی نہ تھی اور جونہی وہ کھجور میرے حلق میں گئی تو بالکل شہد جیسی میٹھی محسوس ہوئی۔ میں نے اور اس شخص نے مل کر وہ کھجوریں پیٹ بھر کر کھائیں۔ جب ہم خوب سیر ہو چکے تو تھیلے کو ٹٹول کر دیکھا تو اس میں پہلے جتنی کھجوریں موجود تھیں۔ کھجوریں کھانے کے بعد اس شخص نے کپڑے پکڑے اور مجھے دیتے ہوئے کہا کہ یہ لو انہیں پہن لینا میں نے کہا: نہیں مجھے ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے اس نے وہ کپڑے لیے اور انہیں پہن لیا۔ کپڑے پہننے کے بعد وہ مسجد سے باہر چلا گیا۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ شخص کون تھا تو لوگوں نے مجھے بتایا کہ یہ حضرت امام جعفر الصادق رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تھے اس وقت مجھے بڑا افسوس ہوا کہ کپڑے کیوں نہ لیے مجھے وہ کپڑے لے لینے چاہیے تھے۔ تاکہ جب میں مر جاتا تو ان کا کفن مجھے پہنا دیا جاتا کاش میں وہ کپڑے لے لیتا اور ان سے اپنا کفن تیار کروا لیتا۔

Marfat.com

حکایت نمبر ۹

عجیب بکری

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ امت مسلمہ کے جلیل القدر افراد میں سے ہیں آپ کا مقام و مرتبہ اس بات سے ہی واضح ہو جاتا ہے کہ ایک روز آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے فرمایا ایک گاؤں میں ایک آدمی رہتا ہے جس کا نام اویس ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور میری رسالت پر ایمان رکھتا ہے۔ اس کی ماں بہت ضعیف ہے وہ ہر وقت اس کی خدمت میں مصروف رہتا ہے۔ اسی وجہ سے وہ میری زیارت کے لئے نہیں آ سکا اے عمر اور علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) تم دونوں میرے وصال کے بعد میدان عرفات میں اس سے ملو گے۔ جب تمہاری اس سے ملاقات ہو تو میری طرف سے اسے سلام کہنا اور انہیں میری امت کے حق میں دعا کرنے کے لئے کہنا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے یہ بات سنی تو بہت متعجب ہوئے اور عرض کی! یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اس کو یہ درجہ کیسے حاصل ہوا کہ وہ آپ کی امث کے حق میں دعا کرے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اس کا مرتبہ تو اس سے بھی بلند ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کی شفاعت سے بنی کلاب کی بکریوں کے بالوں کے برابر میری امت کے لوگوں کی مغفرت فرمائیں گے۔

انہیں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ایک بار تین دن اور تین رات تک انہوں نے کچھ نہ کھایا۔ جب آپ کو بھوک نے بہت زیادہ ستایا تو آپ قریب ہی واقع پہاڑ کی طرف چلے گئے تاکہ لوگوں کی نظروں سے چھپ کر کچھ کھا کر پیٹ کی آگ کو ٹھنڈا کر لیں۔ آپ اس پہاڑ کی طرف جا رہے تھے کہ راستے میں ایک دینار پڑا ہوا دیکھا۔ لیکن آپ نے اسے اٹھایا نہیں (حالانکہ اس وقت آپ کو اس کی اشد ضرورت تھی) جب آپ پہاڑ پر پہنچ گئے تو دیکھا کہ ایک بکری اپنے منہ میں ایک تازہ روٹی اٹھائے آپ کی طرف چلی آ رہی ہے اس بکری نے قریب آ کر وہ روٹی آپ کے سامنے رکھ دی لیکن آپ نے اس کو لینے سے انکار کر دیا کہ ہو سکتا ہے یہ بکری کسی سے چھین کر لائی ہو۔

Marfat.com

اس وقت بکری نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے بولنا شروع کر دیا اور کہا اے اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ روٹی لے لیجئے۔ یہ وہ رزق ہے جو میرے اور آپ کے رب نے آپ کے لئے بھیجا ہے۔ جب آپ نے اس کی یہ بات سنی تو ہاتھ بڑھا کر وہ روٹی اٹھالی۔ جب روٹی اٹھا کر آپ نے بکری کی طرف دیکھا تو وہ وہاں موجود نہ تھی۔

☆☆☆

Marfat.com

باب نمبر ۸

قبولیت دعا

حکایت نمبر ۱

چور کا ہاتھ

حضرت ابوبکر کنانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ خاصان امت محمدیہ میں سے تھے۔ ایک روز آپ حجرہ مبارکہ میں نوافل ادا فرما رہے تھے۔ اتنے میں ایک چور چوری کی نیت سے اس حجرہ میں داخل ہوا اور قیمتی سامان تلاش کرنے لگا۔ اسے اور تو کچھ نہ ملا بس ایک چادر نظر آئی جو حضرت کے کندھوں پر تھی۔ آپ نماز میں مشغول تھے لہٰذا چور نے آپ کے کندھوں پر سے وہ چادر اتاری اور چلتا بنا۔ چور وہ چادر لے کر ایک دلال کے پاس گیا اور اسے کہا کہ میری یہ چادر بکوا دو۔ یہ کہہ کر جونہی اس نے وہ چادر اس دلال کے حوالے کرنا چاہی اس کا ہاتھ سن ہو گیا۔ اس میں سے حرکت بالکل ختم ہو گئی۔ اس نے اپنا بڑھایا ہوا ہاتھ واپس کھینچنا چاہا مگر ناکام رہا۔ بازار والے سب یہ واقعہ دیکھ رہے تھے وہ سب حیران و پریشان اس کے اردگرد جمع ہونا شروع ہو گئے تھوڑی ہی دیر میں اس کے اردگرد اچھا خاصہ مجمع اکٹھا ہو گیا۔ چور بڑا پریشان ہوا اس کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ ان لوگوں کو تمام واقعہ کہہ سنائے۔ لہٰذا اس نے شروع سے لے آخر تک سارا قصہ لوگوں کو بتا دیا۔ سب لوگوں نے اسے یہی کہا کہ جاؤ حضرت کے پاس' ان کی چادر واپس کرو اور ان سے معافی مانگو تب ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ بھی تمہیں معاف کر دیں۔

چور ڈرتا ڈرتا واپس گیا تو آپ اسی جگہ نماز ادا کر رہے تھے چور نے چادر آپ کے کندھوں پر ڈالی اور ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا۔ جب آپ نے نماز ختم کر لی تو آگے بڑھ کر اس نے عرض کی جناب عالی! مجھے معاف کر دیں۔ مجھ سے خطا ہو گئی ہے۔ آپ نے پوچھا! تو کس چیز کی معافی مانگ رہا ہے اور تجھ سے کیا خطا ہوئی ہے؟ اس نے چادر چرانے کا اور واپس لانے کا سارا قصہ کہہ

Marfat.com

سنایا۔آپ نے فرمایا واللہ! مجھے اس بات کا ذرا بھی علم نہیں ہوا۔

پھر آپ نے ہاتھ بلند کر کے دعا مانگی: اے پروردگار! میری چادر مجھے واپس مل گئی تو اس کا ہاتھ اسے واپس دے دے۔آپ کی دعا فوراً قبول ہوئی اور اس چور کا ہاتھ درست ہو گیا۔

حکایت نمبر ۲

ایران سے بصرہ

ایک خاتون حضرت حبیب عجمی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی عرض کرنے لگی جناب عالی! میرے پاس ایک نوکر تھا جو میرے کاروباری معاملات میں میری معاونت کرتا تھا۔ چند روز ہوئے وہ کہیں لاپتہ ہو گیا ہے۔اس کے چلے جانے سے میں بہت پریشان ہوں۔آپ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے وہ غلام واپس عطا کر دے۔آپ نے اس سے فرمایا: کیا تمہارے پاس کچھ پیسے ہیں۔اس نے دو درہم نکال کر آپ کو پیش کئے۔آپ نے وہ پیسے لے کر اپنے ہاتھ مبارک پر رکھے اور کچھ پڑھ کر وہ پیسے دو فقیروں کو دے دیئے۔

تھوڑی دیر ہی گزری ہو گی کہ اس خاتون کا نوکر آتا ہوا دکھائی دیا۔جب وہ قریب آیا تو اس کے ہاتھ میں دو سیر گوشت بھی تھا۔جب اس عورت نے پوچھا کہ تو کہاں چلا گیا تھا تو اس نے کہا کہ مجھے ایک چور پکڑ کر ایران لے گیا تھا۔وہاں اس نے مجھے گوشت لینے کے لئے بازار بھیجا۔ جب میں نے گوشت خرید لیا اور واپس آنے لگا تو اچانک آندھی آئی اور مجھے ساتھ اڑا کر یہاں لے آئی۔ذرا غور کیجئے ان دنوں بصرہ سے ایران ایک مہینہ کی مدت کے فاصلے پر تھا۔

حکایت نمبر ۳

حضرت بایزید بسطامی کا دیدار

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بصرہ شہر میں کافی عرصے سے بارش نہیں ہو رہی تھی۔لوگ تین دن تک مسلسل نماز استسقاء کے لئے شہر سے باہر نکلتے رہے مگر پھر بھی بارش نہ ہوئی۔ایک آدمی بیان کرتا ہے۔آخری دن میں نے ایک شخص کو صف سے باہر نکلتے دیکھا۔میں اس کے قریب ہوا تو میں نے سنا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کر رہا تھا کہ اے میرے مولا! میرے سر میں جو کچھ

Marfat.com

چیز ہے میں تجھے اس کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں کہ تو لوگوں پر رحمت کی بارش نازل فرمادے۔ ابھی اس نے اتنی ہی دعا مانگی تھی کہ اچانک بادل آئے اور بارش برسنا شروع ہو گئی۔ تمام لوگ خوشی خوشی واپس گھروں کو آ گئے لیکن میں گھر جانے کے بجائے اس شخص کے پیچھے ہو لیا اور اس کے گھر تک اس کے پیچھے پیچھے چلتا رہا۔ جب وہ گھر میں داخل ہونے لگا تو میں نے اسے روک لیا اور اس سے پوچھا: میرے بھائی اللہ تجھ پر رحم فرمائے مجھے بتا کہ تیرے سر میں کیا ہے جس کا تو نے رب کو واسطہ دیا ہے۔ اس آدمی نے کہا کہ میرے سر میں میری دو آنکھیں ہیں جنہوں نے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کی ہوئی ہے۔

میں یہ سن کر بڑا متعجب ہوا اور اس سے کہا کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تو میرے پڑوس میں رہتے ہیں اور میں نے کئی بار انہیں دیکھا ہے یہ سن کر وہ آدمی کہنے لگا: ارے غافل جس آدمی نے کئی بار انہیں دیکھا ہوا سے مجھ سے دعا منگوانے کی کیا ضرورت ہے؟

حکایت نمبر ۴

سونے کا جنگل

ایک بار یعقوب بن لیث بیمار ہو گیا اور دن بدن اس کی بیماری بڑھتی چلی گئی۔ تمام طبیب اور حکیم اس کے علاج سے عاجز آ گئے اور انہوں نے یہ کہہ کر علاج کرنے سے جواب دے دیا کہ اب اس کا علاج کسی نیک بندے کی دعا کر سکتی ہے۔ ہماری دواؤں سے اس کا علاج نہیں ہو سکتا۔ آپ کے عزیز و اقارب نے ایک آدمی کو حضرت سہل تستری کی خدمت میں بھیجا کہ آپ تشریف لائیں اور بیمار کے لیے دعا فرمائیں۔ آپ تشریف لے آئے اور بیمار کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔ پھر آپ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور رب کی بارگاہ میں عرض کی: اے میرے مولا! تو نے اس بیمار کی نافرمانی کی ذلت کو دیکھ لیا اب میری اطاعت کی عزت کو دیکھ اور اسے شفا عطا فرما۔ ابھی آپ نے دعا مانگ کر ہاتھ نیچے کیے تھے کہ یعقوب بن لیث صحت مند اور تندرست ہو گیا۔ اس نے فوراً آپ کی خدمت میں بیش بہا تحائف پیش کیے۔ آپ نے ان قیمتی تحائف کو دیکھا تو فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان چیزوں کے ترک کرنے کی عزت عطا فرمائی ہے۔ ہم اس مال و متاع میں نہیں پڑتے اور پھر اگر میرا دل دنیا کے مال و دولت کی طرف مائل ہوتا تو میری دعا کبھی بھی قبول

Marfat.com

نہ کی جاتی۔ یہ کہہ کر آپ کے خادموں نے آپ کو پالکی میں بٹھایا اور واپس لے چلے۔ راستے میں آپ کے ایک خادم نے آپ سے عرض کی کہ حضرت آپ وہ مال و دولت لے لیتے اور پھر اس کو صدقہ کر دیتے تو بہتر تھا۔ آپ نے اسے فرمایا: ذرا اپنے سامنے دیکھو۔ اس نے سامنے دیکھا تو سارا کا سارا جنگل سونے چاندی کا بن چکا تھا۔ پھر آپ نے اسے مخاطب کر کے فرمایا: میرے بیٹے! جس انسان کو اپنے مالک کے اس خزانے تک رسائی حاصل ہو اسے یعقوب بن لیث کے مال و دولت سے کیا لینا دینا۔

حکایت نمبر ۵

پہاڑ شق ہو گیا

ہرم بن خیان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ ایک بار دوران سفر وہ راستہ بھول کر جنگل میں جا نکلے۔ کئی دن اور کئی راتیں مسلسل تلاش کے باوجود انہیں راستہ نہ ملا۔ بالآخر چلتے چلتے ایک پہاڑ کے پاس جا پہنچے۔ پہاڑ بہت بڑا اور خطرناک تھا۔ اس پر سے گذرنے کا کوئی راستہ موجود نہ تھا۔ ہرم بن خیان پریشان ہو گئے۔ اسی حالت میں آسمان کی طرف سر اٹھا کر عرض کی: یا الٰہ العالمین: جب بھی تو نے مجھے اپنی اطاعت کا حکم دیا تو میں نے سر کے بل اس کی پیروی کی۔ کئی بار میرے نفس نے مجھے تیری مخالفت پر اکسایا لیکن میں نے ہمیشہ اس کو ڈانٹ دیا۔ اے پروردگار عالم! تو جانتا ہے کہ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ اگر میں سچ کہہ رہا ہوں تو اپنی رحمت کے صدقے مجھے راستہ دکھا دے بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ ہرم بن خیان دعا مانگ کر فارغ ہی ہوئے تھے کہ پہاڑ شق ہو گیا اور اس نے آپ کو راستہ دے دیا۔ جب آپ وہاں سے گذر گئے تو پہاڑ پہلے جیسا ہو گیا۔

حکایت نمبر ۶

شدّت پیاس

بنت ابی قلابہ ایک کشتی میں کہیں جا رہی تھیں۔ اچانک راستے میں بوجھ کی زیادتی کی وجہ سے کشتی ٹوٹ بکھر گئی۔ بنت ابی قلابہ اور ایک دوسری عورت کشتی کے ایک بڑے تختے پر پانی میں

Marfat.com

تیرنے لگیں۔ سمندر کی موجیں انہیں کبھی ادھر دھکیل دیتیں اور کبھی ادھر۔ اسی دوران ان کی ساتھی دوسری عورت کو بڑی سخت پیاس محسوس ہوئی جس سے اس کا حلق سوکھ کر کانٹا ہو گیا۔ کافی دیر . برداشت کرنے کے بعد اس نے بنت ابی قلابہ سے کہا: بنت: میرا تو پیاس کے مارے برا حال ہوا جارہا ہے۔ کوئی حیلہ کرو۔ ورنہ میں تو گئی۔

بنت ابی قلابہ نے آسمان کی طرف منہ اٹھا کر بارگاہ خداوندی میں عرض کی۔ یا اللہ! تیری یہ مسکین باندی شدت پیاس سے مری جارہی ہے: اے پیاسوں کو سیراب کرنے والے اس کی مدد فرما اور اس کی پیاس بجھا ابھی وہ یہ دعا مانگ ہی رہی تھیں کہ انہوں نے زنجیر ہلنے کی آواز سنی۔ انہوں نے اوپر دیکھا تو موتیوں کا بنا ہوا ایک بڑا پیالہ جو زنجیر کے ساتھ لٹک رہا تھا۔ وہ پیالہ نیچے ہوا۔ اس میں ٹھنڈا میٹھا پانی تھا۔ وہ پیالہ اس عورت کے منہ کے قریب آ کر جھک گیا اور اس عورت نے خوب جی بھر کے پانی پی لیا۔ اس وقت انہیں ایک چوکور تخت نظر آیا جو ہوا میں معلق تھا جس پر ایک شخص بیٹھا ہوا تھا اس نے وہ زنجیر ہاتھ میں پکڑ رکھی تھی جس کے ساتھ پیالہ لٹکا ہوا تھا۔ انہوں نے اس سے پوچھا: اے شخص تو کون ہے؟ اور تجھے یہ عظیم الشان مقام ومرتبہ کیسے حاصل ہوا ہے؟ اس نے کہا: میں امت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں سے ہوں اور مجھے یہ رتبہ خواہشات نفسانی کو ترک کر دینے اور رب کی رضا پر خوش رہنے سے حاصل ہوا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بنت ابی قلابہ اس خطرناک حادثہ سے زندہ سلامت بچ نکلیں اور بعد میں انہوں نے لوگوں کو یہ واقعہ سنایا۔

حکایت نمبر ۷

بارش کی دعا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شہر میں کتنا عرصہ بارش نہ ہوئی۔ لوگ بڑے پریشان ہوئے اور نماز استسقاء ادا کرنے کے لئے شہر سے باہر نکل گئے انہوں نے نماز استسقاء ادا کی اور رو رو کر بارش کے لئے دعا مانگی۔ تھوڑی دیر بعد آسمان پر بادل دکھائی دینے لگے۔ لوگ بڑے خوش ہوئے اور ایک دوسرے کو مبارک باد دینے لگے اور گھروں کو واپس لوٹ آئے لیکن تھوڑی ہی دیر کے بعد بارش برسنے کے بجائے آندھی آئی اور سارے بادلوں کو لے اڑی۔ لوگ پھر پریشان ہو گئے کسی دوسرے گاؤں کی ایک بڑھیا بھی ان کے ساتھ ہی نماز ادا کرنے گئی تھی لہٰذا نماز ادا کرنے کے بعد وہ اپنے گاؤں کی طرف روانہ ہو گئی اس کے گاؤں کے راستے میں مارستان نامی گاؤں آتا تھا۔ وہ

Marfat.com

بڑھیا اس گاؤں سے گذر رہی تھی کہ اس نے ایک نوجوان کو دیکھا جس کے پاؤں بندھے ہوئے تھے اور وہ زمین پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس بڑھیا نے اسے سلام کیا۔ اس نوجوان نے اس بڑھیا کا نام لے کر اسے سلام کا جواب دیا اور کہا لوگ نماز استسقاء ادا کرنے کے لئے شہر سے باہر نکلے تھے۔ لیکن بادل آئے بھی تو بارش برسائے بغیر چلے گئے۔ بڑھیا چونک کر رک گئی اور سمجھ گئی کہ یہ کوئی اللہ والا ہے۔ جسے سارے حالات کا علم ہے وہ اس کے پاس گئی اور کہا: مہربانی فرمائیں: لوگوں کے لئے دعا کریں۔ شاید آپ کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ لوگوں کی مشکل حال فرما دیں لوگ تو اب زندگی سے تنگ آ گئے ہیں۔ اس نوجوان نے بڑھیا کے کہنے پر ہاتھ بلند کئے اور بارش کی دعا مانگی اور بڑھیا سے کہا: جاماں جا: اب تو بھیگے کپڑوں کے ساتھ گھر پہنچے گی۔ جب وہ بڑھیا اس آبادی سے باہر نکلی تو بارش شروع ہو گئی اور اس کے گھر پہنچنے تک ہر طرف جل تھل ہو گئی۔

حکایت نمبر ۸

دعا کی برکت

ایک بار ایک ڈاکو لوگوں کے نرغے میں پھنس گیا لوگوں نے اسے پکڑ لیا اور کوتوال کے پاس لے گئے کوتوال نے اسے پھانسی کا حکم سنایا اور دوسرے دن شہر کے چوک میں اسے سولی پر چڑھا دیا گیا اور اس کے مر جانے کے بعد اس کی لاش کو وہیں لٹکتے چھوڑ دیا گیا۔

حضرت معروف کرخی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اس چوک سے گذرے تو ڈاکو کی لاش کو سولی پر لٹکتا ہوا دیکھ کر رک گئے آپ کو اس پر بڑا ترس آیا۔ آپ نے رب کی بارگاہ میں دعا کی: اے تمام جہانوں کے مالک: اس ڈاکو کو اپنے کیے کی سزا مل چکی ہے۔ اب تو اس پر مہربانی فرما اور اس کو دنیا و آخرت میں عزت عطا فرما۔ آپ کی دعا مقبول ہوئی اور اسی رات کو فضا میں ایک ندا گونجی کہ اے لوگو! جو بھی اس مردہ کا جنازہ پڑھے گا اس کے گناہوں کو معاف کر دیا جائے گا اور اسے بخش دیا جائے گا یہ آواز سن کر شہر بھر کے لوگ وہاں جمع ہو گئے اور انہوں نے بڑی عزت کے ساتھ اسے سولی پر سے اتارا اسے کفن پہنایا اور اس کے جنازے کی تیاری کرنے لگے اردگرد کے علاقے کے لوگ بھی اکٹھے ہونا شروع ہو گئے اور اتنی بھیڑ ہو گئی کہ عصر کی نماز کے وقت کہیں جا کر اس کی نماز جنازہ ادا کی جا سکی نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس لوٹ آئے۔

اسی رات ایک آدمی نے خواب دیکھا کہ میدان حشر ہے اور وہی ڈاکو بڑی اچھی حالت میں

Marfat.com

آگے آگے آرہا ہے اور اس کے پیچھے پیچھے وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے اس کی نماز جنازہ ادا کی تھی۔ اس ڈاکو سے کسی پوچھنے والے نے پوچھا کہ تو وہی ڈاکو نہیں ہے جسے سولی پر لٹکا دیا گیا تھا۔ اس نے کہا ہاں میں وہی ہوں۔ پوچھنے والے نے پوچھا: تو پھر تجھے یہ مقام کیسے حاصل ہوا۔ شاید تجھے ناحق سولی پر چڑھایا گیا تھا۔ اس نے کہا نہیں مجھے بالکل درست سزا دی گئی تھی بلکہ اس سزا کے دینے کی وجہ سے اس کوتوال کو بھی بخش دیا گیا۔ البتہ مجھے یہ مقام و مرتبہ حضرت معروف کرخی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعا کی وجہ سے نصیب ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اور میرا جنازہ پڑھنے والوں کو، ان کی وجہ سے بخش دیا ہے۔

حکایت نمبر ۹

لالچ بری بلا

سعید بن محمد رازی فرماتے ہیں کہ مجھے کئی سال تک حضرت حاتم اصم کی خدمت میں رہنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ اس سارے عرصے میں میں نے سوائے ایک موقع کے کبھی آپ کو غصے میں نہ دیکھا۔ وہ واقعہ کچھ یوں ہے کہ ایک بار آپ بازار میں سے گذر رہے تھے تو آپ نے دیکھا کہ ایک آدمی آپ کے درویش کو گریبان سے پکڑے اس کے ساتھ گرم ہو رہا تھا۔ آپ اس کے قریب گئے اور فرمایا بھئی کیا بات ہے۔ اس نے کہا اس درویش نے میرے پیسے دینے ہیں اور دے نہیں رہا۔ آپ نے فرمایا: اچھا تم اسے کچھ مہلت دے دو یہ تمہیں تمہارے پیسے لوٹا دے گا آپ نے بڑی نرمی کے ساتھ اس شخص سے بات کر رہے تھے مگر وہ تھا کہ سن ہی نہیں رہا تھا اور مسلسل پیسے مانگے جا رہا تھا۔

آپ کو یہ دیکھ کر غصہ آ گیا آپ نے اپنی چادر مبارک کاندھوں سے اتار دی اور اسے زور سے جھاڑا۔ چادر میں سے جھنا چھن دینار جھڑنے لگے۔ آپ نے اسے فرمایا۔ لو ان میں سے جتنے دینار تمہارے بنتے ہیں اتنے لے لو ہاں زیادہ مت اٹھانا اس نے زمین پر سے دینار اٹھانا شروع کر دیئے۔ وہ لالچی اور بدنیت آدمی تھا۔ اس نے اپنے دیناروں کے علاوہ چند دینار فالتو بھی اٹھا لئے لیکن جب اس نے زائد دینار اٹھائے تو اس کا ہاتھ فوراً خشک ہو گیا اور اس میں جان باقی نہ رہی۔

سچ ہے لالچ بری بلا ہے۔

Marfat.com

باب نمبر ۹

صالحین کی چند خوبیاں

حکایت نمبر ا

ننگا شیطان

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک رات شیطان کو خواب میں دیکھا شیطان بازار میں ننگا گھوم رہا تھا۔ آپ نے اس سے فرمایا۔ اے لعنتی! تجھے لوگوں سے شرم نہیں آتی جو تو لوگوں کے سامنے ننگا پھر رہا ہے۔ اس نے جواب دیا: اے جنید! کیا آپ انہیں لوگ کہتے ہیں۔ یہ تو میرے کھلونے ہیں۔ جس طرح بچے اپنے کھلونوں سے کھیلتے ہیں اسی طرح میں بھی ان سے کھیلتا ہوں۔ یہ میرے سامنے عورتیں ہیں مرد نہیں۔ آپ نے اس سے پوچھا: اگر یہ لوگ نہیں۔ تو پھر لوگ ہیں کہاں؟ اس نے کہا: وہ مسجد شونیری میں بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے مجھے بڑا ذلیل کیا ہے۔ ان کی وجہ سے میں بڑا غمگین ہوں اور ان کے سامنے کمزور پڑ جاتا ہوں شیطان نے اتنا کہا تو حضرت جنید بغدادی کی فوراً آنکھ کھل گئی۔ آپ اسی وقت بستر سے اٹھے اور مسجد شونیری کی طرف چل پڑے۔ اس وقت نصف رات بیت چکی تھی۔ آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جب مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ اس میں تین شخص سر جھکائے مراقبے میں مشغول بیٹھے تھے آپ مسجد کے اندر تشریف لے گئے۔ آہٹ کی آواز پا کر ان میں سے ایک شخص نے اپنا سر اٹھایا اور کہا۔ اے جنید بغدادی (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) اس لعنتی نے جو کچھ آپ سے کہا وہ درست ہے حالانکہ وہ ہے بڑا جھوٹا۔

حکایت نمبر ۲

جاؤ وضو کرو

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا معمول مبارک تھا کہ آپ خود ہی نماز کے لئے

Marfat.com

اذان بھی کہتے اور اقامت بھی۔ ایک روز آپ نے ظہر کی نماز کے لئے اذان کہی اور سنتیں ادا کرنے لگے جب سنتیں ادا کر چکے تو اقامت کہنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ آپ نے نمازیوں کی صفوں کی طرف دیکھا تو ان میں ایک آدمی نظر آیا جس پر سفر کے آثار نظر آ رہے تھے۔ آپ اس کے پاس گئے اور آہستہ سے اس کے کان میں فرمایا: شہر کے اندر تیمم سے نماز ادا کرنا جائز نہیں۔ یہ سن کر وہ آدمی صف سے باہر نکل گیا۔ آپ نے اقامت کہی اور باجماعت نماز ادا کر کے گھر تشریف لے گئے۔ وہ آدمی وضو کر کے تھوڑی دیر بعد واپس آیا اور آ کر نماز ادا کرنے لگا۔ جب نماز ادا کر چکا تو کچھ لوگوں نے اس سے پوچھا کہ حضرت شیخ نے تمہارے کان میں کیا سرگوشی کی تھی۔ اس نے کہا کہ میں آج ہی سفر سے لوٹا ہوں۔ آج صبح میں نے ایک صحرا میں پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمم کر کے نماز ادا کر لی تھی۔ لیکن ظہر کی نماز کے وقت میں یہاں پہنچ چکا تھا۔ لہٰذا شیخ نے مجھے یاد دلایا کہ اب تم شہر میں ہو اور شہر میں پانی کی وجہ سے تیمم کے ساتھ نماز ادا کرنا جائز نہیں۔

حکایت نمبر ۳

قرض سے نجات

عمرو بن مالک کہتے ہیں ایک دفعہ میں تین سو درہم کا مقروض ہو گیا اور میرے قرض خواہوں نے مجھے تنگ کر دیا۔ حتیٰ کہ کسی طرح ان سے چھٹکارا نہ مل سکا۔ میں نے بڑی کوشش کی کہ وہ کسی حیلے بہانے سے ٹل جائیں لیکن وہ نہ مانے اس پریشان کن صورتحال میں مجھے اور تو کچھ نہ سوجھا میں سیدھا حضرت ابوالحسن بنوری کے پاس چلا گیا۔ میں ان کے آستانہ پر گیا تو وہ مجھے وہاں نہ ملے۔ میں نے لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ حضرت ابھی ابھی صحرا کی طرف نکلے ہیں۔ میں نے یہ سنا تو ان کی تلاش میں ان کے پیچھے چل دیا کافی دیر تلاش کے بعد میں نے دیکھا کہ آپ ایک درخت کے نیچے آرام فرما ہیں میں سیدھا وہیں چلا گیا۔ آپ نے مجھے دیکھا تو فرمانے لگے: اے اللہ کے بندے! اللہ تعالیٰ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے اسے کبھی موت نہیں آئے گی اور وہی اپنی مخلوق کو رزق بھی دینے والا ہے۔ مجھے کیوں خواہ مخواہ ستاتے ہو۔ پھر آپ نے ایک تھیلی میری طرف بڑھائی اور فرمایا لو یہ لے لو اور اپنے قرض خواہوں میں تقسیم کر دو اور اب واپس لوٹ جاؤ مجھے تنگ مت کرو میں نے وہ تھیلی لے لی اور اس میں دیکھا تو پورے تین سو درہم تھے۔ نہ اس سے کم اور نہ زیادہ۔ میں نے وہ درہم لے جا کر اپنے قرض خواہوں میں تقسیم کئے اور اللہ کا شکر ادا کیا۔

Marfat.com

رات کو جب میں سویا تو خواب میں حضرت سیمون (ایک مجذوب) کو دیکھا وہ مجھے فرما رہے تھے۔ اللہ کے بندوں کو تنگ کرتے ہوئے تجھے حیا نہیں آتی؟ جب میں بیدار ہوا تو میں نے رب کی بارگاہ میں توبہ کی اور آئندہ ایسی بات سے بچنے کا عہد کیا۔

حکایت نمبر ۴

کاش یہ ٹوپی میری ہوتی

ابن انباری نے ایک دفعہ ایک عمدہ اور قیمتی سا اونی جُبہ خریدا اور اسے زیب تن کر لیا۔ چند دن کے بعد وہ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں ان کی زیارت کرنے کے لئے گئے۔ فرماتے ہیں کہ جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ نے بڑی خوبصورت اونی ٹوپی پہن رکھی ہے۔ ٹوپی دیکھ کر میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ ٹوپی تو میرے جبے سے ملتی جلتی ہے کاش! آپ یہ ٹوپی مجھے عنایت فرما دیں اسی دوران حضرت شبلی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا اپنا جُبہ اتار کر مجھے دو۔ میں نے جُبہ اتارا اور آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے وہ جُبہ بھی لیا اور اپنے سر مبارک سے وہ ٹوپی بھی اتار دی اور خادم کو دے کر فرمایا انہیں آگ میں پھینک دو۔ جب خادم نے انہیں آگ میں پھینک دیا تو آپ مجھ سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے اللہ تعالیٰ کی زیارت کی خواہش کے سوا باقی تمام خواہشات غلط ہیں۔

حکایت نمبر ۵

استاد کا ادب

حضرت سہل بن عبداللہ تُستری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے کئی سال تک حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے علم و ادب اور مذہب کی تعلیم حاصل کی۔ جب تحصیل علم کے بعد اپنے شہر تستر میں واپس چلے آئے تو وہاں انہوں نے سلسلہ درس و تدریس شروع کیا۔ آپ کے متعلقین بتاتے ہیں کہ آپ نے نہ تو کبھی تکیہ سے ٹیک لگائی نہ ہی چوکڑی بھر کر بیٹھے اور نہ ہی کبھی فتویٰ دیا۔ ایک روز آپ بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے تکیے سے ٹیک بھی لگائی اور چوکڑی بھر کر بیٹھے بھی رہے ساتھ ہی ایک سائل کو آپ نے فتویٰ بھی دیا۔ پھر آپ نے حاضرین سے فرمایا کہ مجھ سے اس کی وجہ پوچھو: لوگوں نے پوچھی تو فرمایا پہلے میرے استاد محترم زندہ تھے اور

Marfat.com

ان کے ادب کی وجہ سے ایسا نہیں کرتا تھا لیکن اب میرے استاد محترم اس دنیا سے پردہ فرما چکے ہیں۔لہٰذا اب میں فتویٰ بھی دے سکتا ہوں اور ٹیک لگا کر چوکڑی بھر کر بیٹھ بھی سکتا ہوں۔حاضرین نے وہ دن اور وقت تحریر کر لیا۔کچھ عرصے بعد یہ خبر عام ہوگئی کہ واقعی حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ علیہ اسی دن اور اسی وقت دنیا سے پردہ فرما گئے تھے۔

حکایت نمبر ۶

عجیب آدمی

حضرت ابراہیم الخواص رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے بارہ سال تک تازہ روٹی اور دودھ کی خواہش کے باوجود صرف مجاہدۂ نفس کی وجہ سے انہیں نہ کھایا۔

ایک روز آپ ایک جگہ سے گذر رہے تھے تو آپ نے وہاں ایک بیمار شخص کو دیکھا۔

ازراہ ہمدردی آپ اس کے پاس گئے اور اس سے پوچھا بھائی! اگر آپ کو کسی چیز کی خواہش تو بتاؤ اس شخص نے آپ کی طرف دیکھا اور کہا تم خود تو بارہ سال سے دودھ اور روٹی کی خواہش کرتے رہے ہو اور آج تک دودھ اور روٹی استعمال نہیں کی اب تم یہ چاہتے ہو کہ تمہاری طرح میرے دل میں بھی کسی چیز کی خواہش پیدا ہو جائے اس کی بات سن کر آپ حیران رہ گئے اور سوچنے لگے کیا اللہ کے سوا اس (اللہ) کے بندوں کو بھی ان باتوں کا علم ہو جاتا ہے؟

حکایت نمبر ۷

دو درہم کے جوتے

ایک دفعہ ایک آدمی نے بازار سے دو درہم کے جوتے خریدے اور انہیں پہن کر حضرت شبلی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا وہاں جا کر اس نے عرض کی: اے شیخ محترم! مشقت کیا ہوتی ہے؟ آپ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا: جس آدمی کے پاؤں سوجے ہوئے ہوں پھر وہ بازار سے دو درہم کے جوتے خرید کر انہیں پہن لے اسے مشقت کے بارے میں پوچھنے کی کیا ضرورت ہے؟

☆☆☆

Marfat.com

باب نمبر ۱۰

توکل علی اللہ

حکایت نمبرا

خطرناک بچھونا

حامد اور سود حضرت ابراہیم الخواص کی معیت میں کیئے گئے ایک سفر کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ ایک بار مجھے سفر میں حضرت ابراہیم الخواص کی ہمرکابی کا شرف حاصل ہوا ہم سفر کرتے کرتے ایک جگہ پہنچے جس کو "وادیٔ حیات" سانپوں کی وادی کہا جاتا تھا اور واقعی وہ سانپوں کی وادی تھی کیونکہ کہ وہاں بکثرت سانپ پائے جاتے تھے۔ میں نے عرض کی یا حضرت یہاں سے رات پڑنے سے پہلے پہلے نکل جانا چاہئے تا کہ سانپوں کے خطرات سے بچ سکیں۔ جب میں نے ان سے یہ گزارش کی تو آپ نے اپنا تھیلا زمین پر رکھا اور خود بھی وہیں بیٹھ گئے۔ ظاہر ہے مجھے بھی وہیں ان کی پیروی میں بیٹھنا پڑا۔ آہستہ آہستہ سورج غروب ہو گیا اور رات چھا گئی ڈر کے مارے میرا برا حال تھا۔ کیونکہ رات پڑتے ہی سانپ اپنے بلوں سے باہر آنا شروع ہو جاتے تھے اور پھر اچانک بہت سارے سانپ ہمارے ارگرد اکٹھے ہو گئے۔ میں نے خوف کے مارے چلانا شروع کر دیا: حضرت سانپ! مجھے بچایئے آپ نے فرمایا۔ خاموش ہو جاؤ اور اللہ کا ذکر کرو۔ آپ نے یہ کہا تو سارے سانپ دور چلے گئے مجھے کچھ اطمینان ہوا تھوڑی دیر بعد سانپ پھر واپس لوٹ آئے جنہیں دیکھ کر ڈر کے مارے میرا تو پتہ پانی ہو گیا۔ میں نے پھر چلانا شروع کر دیا حضرت! سانپ: مجھے بچایئے۔ آپ نے پھر مجھے فرمایا: خاموش رہو اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو آپ کے اتنا فرمانے سے سانپ پھر چلے گئے۔ لیکن تھوڑی دیر بعد پھر آ گئے رات بھر یہی کچھ ہوتا رہا کہ سانپ آتے اور میں چلانا شروع کر دیتا۔ حضرت ابراہیم الخواص فرماتے خاموش رہو اور اللہ کا ذکر کرو: سانپ واپس چلے جاتے اور تھوڑی دیر بعد پھر واپس آ جاتے ساری رات خوف و جاگ میں ہی

Marfat.com

کٹ گئی اور میرا بدن ساری رات خوف سے کپکپاتا رہا جب کہ حضرت بڑے مزے سے آرام فرماتے رہے اسی طرح بڑی مشکل سے رات کٹی۔ صبح جب پو پھوٹ چکی تو حضرت بیدار ہوئے اور نماز فجر ادا فرمائی اور اپنے وظائف میں مشغول ہو گئے جب آپ اوراد سے فارغ ہوئے تو فرمانے لگے چلو چلنے کی تیاری کرو میں فوراً اٹھا اور سامان تھیلے میں ڈالنے لگا۔ میں نے جب حضرت کے نیچے بچھی ہوئی چادر اٹھا کر اسے جھاڑا تو میں نے دیکھا کہ اس چادر کے نیچے ایک بہت بڑا اژدھا کنڈلی مارے بڑے مزے سے بیٹھا ہوا تھا اور شیخ ساری رات اس پر سوتے رہے تھے میں ڈر کے مارے پیچھے ہٹ گیا اور عرض کی: حضرت دیکھیں کتنا بڑا سانپ ہے۔ آپ نے فرمایا: چھوڑو! کیا بچوں جیسی باتیں کر رہے ہو۔ مجھے تو اللہ کے فضل سے آج رات بڑی مزے کی نیند آئی ایسی نیند تو کبھی گھر میں بھی نہیں آئی ہوگی۔

حکایت نمبر ۲

شیر کہیں کا

ایک مرتبہ حضرت سفیان ثوری اور حضرت شیبان داعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما ایک ساتھ حج کے سفر پر نکلے۔ سفر کرتے کرتے جب وہ مکہ کے ارد گرد گھنے جنگلوں میں پہنچے تو اچانک سامنے ایک شیر آ گیا اور ان دونوں حضرات پر حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھا۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا لگتا ہے یہ ہم پر حملہ کر گذرے گا اور اس وقت تو ہمارے پاس کوئی ہتھیار بھی نہیں۔ حضرت شیبان نے عرض کی: اے امام المسلمین گھبرائیں نہیں ہمارا اور اس شیر کا پیدا کرنے والا ایک ہی ہے۔ یہ کہہ کر اس شیر کے قریب چلے گئے اور اس کا کان پکڑ کر دوڑنا شروع کر دیا جب کہ شیر کی یہ حالت تھی کہ وہ ان کے قدموں میں بچھا جا رہا تھا حضرت سفیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ منظر دیکھ کر فرمایا: شیبان بس کرو اور ہاں لوگوں کو یہ نہ بتانا ایسا نہ ہو کہ ہماری مشہوری ہو جائے۔ حضرت شیبان نے کہا حضرت شہرت سے ہی تو بچ رہا ہوں ورنہ یہ شیر میرا سامان اپنی پیٹھ پر اٹھا کر ہمیں مکہ شہر میں چھوڑ کر آتا۔

Marfat.com

حکایت نمبر ۳

رومی غلام

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ کسی بازار میں آگ لگ گئی۔ لوگوں نے آگ پر قابو پانے کی بہت کوشش کی مگر آگ پھیلتی ہی چلی گئی۔ اور اس نے بہت سا مال جلا کر راکھ کر دیا۔ اسی بازار میں ایک سوداگر کے دو رومی غلام تھے جو بہت قیمتی تھے۔ ان کے مالک نے جب آگ کا پھیلاؤ دیکھا تو گھبرا گیا اور اعلان کرنے لگا کہ جو کوئی میرے غلاموں کو آگ سے نکال لائے گا میں اسے ہزار دینار انعام دوں گا۔ انعام تو بہت بڑا تھا مگر اتنی تیز آگ میں کون اپنی جان خطرے میں ڈالتا۔ لہٰذا اس کے اس اعلان پر کسی نے کان نہ دھرا۔ اتنے میں حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ادھر سے گزر ہوا۔ آپ نے اس سوداگر کا اعلان سنا تو دل میں ان غلاموں کے لئے ترس کا اور مہربانی کا جذبہ پیدا ہوا سوچا آج میں دونوں جوانوں کو آگ سے بچاؤں گا تو ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ مجھے قیامت کے روز دوزخ کی آگ سے بچالے۔ یہ سوچ کر آپ نے اپنی آستینیں چڑھائیں اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر آگ میں کود گئے اور تھوڑی دیر کے بعد ان غلاموں کو ساتھ لئے صحیح سلامت آگ سے باہر نکل آئے اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ اتنی تیز آگ کے باوجود ان کا بال تک نہ جلا۔ لوگ یہ واقعہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ آپ نے وہ غلام لئے اور ان کے مالک کے حوالے کر دیئے۔ اس سوداگر نے جب اپنے غلاموں اور آپ کو صحیح سلامت دیکھا تو آپ کے پاؤں میں گر پڑا اور پاؤں کو بوسے دینے لگا۔ پھر اس نے اپنے اعلان کے مطابق ہزار دینار کی رقم آپ کے سامنے رکھی اور عرض کی حضرت اسے قبول فرمایئے۔ آپ نے فرمایا! میں نے تمہارے غلاموں کو کسی دنیاوی انعام کی خاطر آگ سے نہیں بچایا۔ میں نے تو صرف اللہ کی رضا اور انسانیت کی ہمدردی کے لئے انہیں آگ سے بچایا ہے۔ مگر اسی لئے تو میں آگ سے صحیح سلامت باہر آ گیا ہوں۔ اگر میں بھی اس سونے کے لالچ میں آگ میں کود پڑتا تو دوسروں کی طرح میں بھی جل کر راکھ ہو جاتا۔

Marfat.com

حکایت نمبر ۴

رکھوالی

حضرت حبیب عجمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بصرہ کے چوراہے میں ایک حجرہ تھا۔ آپ وہیں رہائش پذیر تھے آپ کے پاس ایک ہی پوستین تھی جسے سردی گرمی میں پہنے رکھتے۔ ایک دن آپ وضو کرنے کے لئے حجرہ سے باہر تشریف لے گئے تو اپنی پوستین اتار کر وہیں رکھ گئے اتنے میں حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہاں سے گذر ہوا آپ نے وہ پوستین دیکھی تو پہچان گئے کہ یہ تو حبیب عجمی کی پوستین ہے۔ آپ نے کہا حبیب واقعی عجمی ہے اپنی پوستین اتار کر یہیں چھوڑ گیا ہے اگر کسی نے اٹھالی تو یہ سوچ کر آپ وہیں ٹھہر گئے اور حبیب عجمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتظار کرنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد حبیب عجمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آ گئے اور اپنے حجرے کے پاس حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کھڑے دیکھ کر حیران ہوئے اور پوچھا: اے امام المسلمین: آپ یہاں کیسے کھڑے ہیں۔ آپ نے فرمایا: تمہاری پوستین کی رکھوالی کر رہا ہوں۔ اللہ کے بندے: تو کس کے بھروسے پر اپنا حجرہ اور پوستین یوں ہی چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ حضرت حبیب عجمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا۔ اسی ہستی کے بھروسے پر جس نے آپ کو ان کی رکھوالی کے لیے بھیج دیا ہے۔

حکایت نمبر ۵

شرارتی سانپ

حضرت علقمہ بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عامر بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ خشوع وخضوع اور انہماک کے ساتھ سے نماز ادا کرتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا اکثر ایسا ہوتا کہ شیطان لعین ایک بڑے اژدھے کی صورت اختیار کر کے مسجد میں جا گھستا لوگ اس کے خوف سے ادھر ادھر بھاگ جاتے اور اکثر تو مسجد سے ہی بھاگ نکلتے لیکن وہی سانپ حضرت عامر بن قیس کی قمیض میں جا گھستا اور اپنا سر اس کے گریبان سے باہر نکال لیتا مگر آپ کو اس کی پرواہ بھی نہ ہوئی اور آپ اسی انہماک اور خشوع وخضوع کے ساتھ نماز میں مشغول رہتے۔ ایک دن لوگوں نے آپ سے پوچھا: کیا آپ کو اس بڑے سانپ سے خوف نہیں آتا۔ آپ نے جواب

Marfat.com

دیا: مجھے اللہ کے سوا کسی سے خوف نہیں آتا ہے۔

سچ ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں وہ کسی سے نہیں ڈرتے اور جو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے وہ ہر کسی سے ڈرتے ہیں۔

حکایت نمبر ٦

راہب کا قبول اسلام

کہا جاتا ہے کہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنے تو آپ نے عامر بن قیس کو شہر سے نکال دیا۔ عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے نکلے اور پہاڑوں کی طرف چلے گئے اور ایک پہاڑ پر چڑھ کر قرآن پاک کی تلاوت کرنے لگے آپ کی سریلی آواز سن کر ایک عیسائی راہب وہاں آیا اور آپ سے پوچھنے لگا: تم کون ہو اور یہاں کیا کر رہے ہو؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں اجنبی ہوں۔ میرا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ لہٰذا یہاں آ کر بیٹھ گیا ہوں۔ اس نے کہا تم اجنبی ہو تو کوئی بات نہیں آؤ میرے ساتھ میرے عبادت خانے میں رات گزار لو۔ یہاں مت بیٹھو۔ سورج غروب ہو رہا ہے اور یہاں شیر رہتے ہیں رات کے وقت وہ تمہیں نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم عیسائی ہو میں تمہارے ساتھ کیسے چلا جاؤں اگر میں تمہارے ساتھ چلا گیا تو میرا ایمان اس بات پر مجھے ملامت کرے گا۔ اس نے بہت اصرار کیا مگر آپ نہ مانے اور وہیں بیٹھے رہے۔ وہ عیسائی راہب بے بس ہو کر واپس اپنے عبادت خانے میں چلا گیا۔ جب نصف رات ہوئی تو وہی عیسائی راہب حضرت عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال دیکھنے کے لئے آیا۔ اس نے دیکھا کہ حضرت عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز ادا فرما رہے تھے اور ایک خوفناک شیر آپ کے اردگرد چکر لگا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد حضرت عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلام پھیرا اور شیر سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے۔ کہ شیر! اگر تو امر الٰہی سے یہاں آیا ہے تو خوش آمدید۔ آ مجھے کھا لے اور اگر تو اپنی مرضی سے آیا ہے تو جا واپس چلا جا میری نماز میں خلل مت ڈال۔ شیر نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات سنی تو دم ہلانے لگا اور پھر واپس چلا گیا۔ راہب نے یہ دیکھا تو آگے بڑھ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں کو بوسہ دیا اور پوچھنے لگا۔ آپ کون ہیں؟ اور آپ کا مذہب کیا ہے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میرے بارے میں کیا پوچھتے ہو میں ایک گناہ گار سا آدمی ہوں۔ لوگوں نے مجھے میرے گناہوں کی وجہ سے شہر سے نکال دیا ہے یہ جواب سن کر

Marfat.com

راہب حیران رہ گیا اور کہنے لگا کہ جس مذہب کے پیروکاروں میں سے گناہگاروں کا یہ حال ہے اور اتنی بڑی کرامتیں ان سے ظہور پذیر ہوئی ہیں اس مذہب کے نیکوکاروں کا کیا حال ہوگا۔ یہ کہہ کر اس نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں پکڑ لئے اور اسلام قبول کر لیا۔ سبحان اللہ

حکایت نمبر ۷

سچ نے بچا لیا

حجاج بن یوسف نے پروگرام بنایا کہ خیر کے سفیر حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کر دیا جائے۔ لہٰذا اس نے اپنے پروگرام پر عمل کرنے کے لئے اپنے کارندوں کو بھیجا کہ جاؤ اور حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تلاش کر کے انہیں قتل کر دو۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب اس بات کا علم ہوا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ناحق قتل ہونے کے خوف سے اپنے گھر سے نکل آئے اور چلتے چلتے حضرت حبیب عجمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت حبیب عجمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلام عرض کیا اور پوچھا اے امام المسلمین کیا ہوا آپ بڑے پریشان دکھائی دے رہے ہیں۔ آپ نے ساری بات انہیں بتائی اور کہا کہ مجھے کوئی ایسی جگہ بتاؤ جہاں سے اس ظالم کے کارندے مجھے تلاش نہ کر سکیں۔ حضرت حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا آپ جس طرح مجھ سے پناہ گاہ مانگ رہے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ سے کیوں نہیں پناہ گاہ مانگتے بہرحال آپ جائیے اور میرے حجرے میں جا کر بیٹھ جائیں۔ آپ ان کے حجرے میں داخل ہو گئے اور نماز شروع کر دی اتنے میں حجاج کے کارندے وہاں آن دھمکے انہوں نے حضرت حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: آپ نے حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تو نہیں دیکھا؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ہاں دیکھا ہے۔ انہوں نے پوچھا: وہ کہاں ہیں؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا وہ میرے حجرے میں ہیں یہ سن کر سب کارندے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حجرے میں گھس گئے لیکن حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں وہاں نظر نہ آئے وہ باہر آ گئے اور پوچھا آپ اتنے متقی بندے ہیں اور پھر بھی ہمارے ساتھ جھوٹ بول رہے ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں جھوٹ نہیں بول رہا۔ دراصل اللہ تعالیٰ نے تمہاری آنکھوں کو اندھا کر دیا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات سن کر وہ کارندے کئی بار حجرے میں داخل ہوئے مگر حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہ دیکھ سکے اور پھر تھک کر واپس چلے گئے ان کے چلے جانے کے بعد حضرت حسن بصری رضی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ عنہ حجرے سے باہر نکلے اور کہا اے اللہ کے حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں میرے بارے میں سچ سچ کیوں بتا دیا؟ حالانکہ وہ سب میرے خون کے پیاسے تھے حضرت حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: آپ سچ کی وجہ سے ہی تو بچ گئے ہیں۔ اگر میں ان کے سامنے جھوٹ بول دیتا تو خود بھی مارا جاتا اور آپ بھی مارے جاتے۔

حکایت نمبر ۸

چوری کی سزا

حضرت طاؤس یمنی بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں مکہ مکرمہ میں مسجد حرام کے سامنے کھڑا تھا کہ ایک اعرابی اونٹ پر سوار مسجد کے سامنے آ کر رکا اونٹ سے نیچے اترا اور پھر اس نے اونٹ کو بٹھا دیا۔ اس اونٹ پر اس کا سامان بھی لدا ہوا تھا۔ جب اونٹ بیٹھ گیا تو اس نے اونٹ کا گھٹنا باندھا اور آسمان کی طرف منہ کر کے کہنے لگا: اے اللہ! میرا یہ اونٹ اور اس پر لدا ہوا سامان تیرے پاس میری امانت ہے۔ یہ کہہ کر وہ مسجد حرام میں داخل ہو گیا۔ وہاں اس نے نماز ادا کی دعا مانگی اور باہر نکل آیا۔ جب وہ مسجد سے باہر نکلا تو دیکھا کہ اونٹ غائب ہے اس نے آسمان کی طرف منہ اٹھایا اور کہا: اے اللہ میرا اونٹ تجھ سے چوری ہوا ہے مجھ سے نہیں کیونکہ میں تو اسے تیرے پاس امانت چھوڑ کر گیا تھا۔ حضرت طاؤس کہتے ہیں کہ تھوڑی دیر گذری تو جبل ابی قبیس کی طرف سے ایک آدمی آتا ہوا دکھائی دیا جس کے ایک ہاتھ میں اس کے اونٹ کی نکیل تھی۔ جب کہ اس کا دوسرا ہاتھ کٹا ہوا تھا اور اس کے گلے میں لٹک رہا تھا اس نے وہاں آ کر اس اعرابی سے کہا کہ یہ لو اپنا اونٹ اعرابی نے اونٹ کی نکیل تھامی اور پوچھا تمہیں کیا ہوا ہے؟ تمہارا یہ ہاتھ کس نے کاٹا ہے۔ اس نے بتایا کہ میں نے تمہارا یہ اونٹ مجبوراً چرایا تھا۔ میں اسے لے کر جب اس پہاڑ پر چڑھا تو سامنے سے ایک گھڑ سوار نمودار ہوا جس کا گھوڑا ہوا میں اڑ رہا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ اے چور: اپنا ہاتھ آگے کر میں نے ہاتھ آگے کیا تو اس نے میرا ہاتھ کاٹ دیا اور اسے میرے گلے میں لٹکا دیا اور پھر مجھ سے کہنے لگا کہ جاؤ اور یہ اونٹ اس کے مالک کو واپس کرو۔

حکایت نمبر ۹

امانت میں دیانت

ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی جگہ لشکر کشی کا ارادہ فرمایا

Marfat.com

اور اسی سلسلہ میں اپنے لشکر کا معائنہ کرنے کے لیے پڑاؤ میں تشریف لے گئے۔ وہاں انہوں نے اپنے فوجیوں میں ایک ہی شکل وصورت اور قد کاٹھ کے دو شخص دیکھے ان دونوں میں ذرا برابر بھی فرق نہ تھا دونوں بالکل ایک جیسے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے دریافت کیا کہ تم دونوں رشتے دار ہو؟ ان میں سے ایک نے جواب دیا جی ہاں امیر المومنین: میں باپ ہوں اور یہ بیٹا ہے ہمارا بڑا عجیب وغریب قصہ ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ میں آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر پر روانہ ہوا اس وقت میری بیوی حاملہ تھی گھر سے نکلنے سے پہلے میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی یا اللہ: میرا بچہ جو اپنی ماں کے پیٹ میں ہے میں اسے تیرے پاس امانت چھوڑتا ہوں یہ کہہ کر میں سفر پر روانہ ہو گیا۔ جب میں سفر سے واپس لوٹا تو میری بیوی فوت ہو چکی تھی۔ میں اپنے گھر میں اکیلا پریشان بیٹھا رہا۔ جب رات ہوئی تو میں نے اپنی بیوی کی قبر میں سے ایک روشنی نکلتی دیکھی۔ میں نے اپنے پڑوسیوں سے پوچھا کہ یہ کیسی روشنی ہے؟ انہوں نے مجھے بتایا کہ ہم بھی ہر رات کو اس کی قبر سے روشنی نکلتی ہوئی دیکھتے ہیں۔ میں اپنی بیوی کی قبر کے پاس گیا اور پھر میں نے اس کو کھود ڈالا جب میں نے اس کی قبر کو کھودا تو دیکھا کہ میرا یہ بچہ اپنی مردہ ماں کی چھاتی سے منہ لگائے دودھ پی رہا تھا۔ میں نے آگے بڑھ کر اس کو اٹھا لیا اور جب قبر سے باہر آنے لگا تو آواز آئی کہ اے میرے بندے تو نے صرف بچہ کو ہمارے پاس امانت رکھا تھا۔ اس لئے ہم تجھے تیرا بچہ ہی لوٹا رہے ہیں اگر تو اس کی ماں کو بھی امانت کے طور پر ہمارے حوالے کرتا تو ہم اسے بھی لوٹا دیتے۔

حکایت نمبر ۱۰

زادراہ

ایک بار حضرت ابو مطیع نے حضرت حاتم اصم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا: میں نے سنا ہے کہ آپ بغیر کسی ساز وسامان کے جنگلوں بیابانوں میں لمبے لمبے سفر کرتے رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہے۔ ابو مطیع کہنے لگے مجھے اس کے بارے میں کچھ وضاحت سے بتائیں آپ نے فرمایا میں جب بھی سفر پر نکلتا ہوں تو چار چیزیں میری زادراہ ہوتی ہیں ایک یہ کہ میں جانتا ہوں کہ یہ ساری دنیا اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے۔ دوسری یہ کہ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ ساری مخلوقات اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ مسخر ہیں تیسری یہ کہ مجھے یہ بھی علم ہے کہ رزق اللہ کے ہاتھ میں ہے اور چوتھی چیز

Marfat.com

یہ ہے کہ جب تک میں ہوں اس کے حکم اور رضا سے ہوں لہٰذا مجھے دنیا اور دنیا والوں کی کوئی پرواہ نہیں۔ بس یہی چار باتیں میرا ساز وسامان ہوتا ہے۔ اور پھر میں لمبے لمبے سفر طے کر جاتا ہوں یہ سن کر ابو مطیع نے کہا: یہ وہ زادراہ ہے جس کے بل بوتے پر انسان دنیا و آخرت کی مسافتیں طے کر سکتا ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

باب نمبر ۱۱

اولیاء کی سخاوت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور شیطان

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک روز ابلیس کو دیکھا تو اس سے پوچھا اے اللہ کے دشمن! بتا تجھے لوگوں میں سے سب سے اچھا کون لگتا ہے؟ اس نے کہا: اے روح اللہ! مجھے سب لوگوں سے اچھا وہ مومن بندہ لگتا ہے جو بخیل ہو کیونکہ اس بخیل مومن کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے پوچھا بتا تجھے سب لوگوں سے برا کون لگتا ہے؟ اس نے کہا وہ فاسق و فاجر آدمی جو سخی ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کی سخاوت کی وجہ سے اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔

حکایت نمبر ۱

دوستی

ایک آدمی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ بہت زیادہ مقروض ہو گیا اور قرض کی وجہ سے بڑا پریشان رہنے لگا۔ بالآخر وہ مجبور ہو کر اپنے ایک دوست کے گھر گیا اس نے دروازہ کھٹکھٹایا تھوڑی دیر کے بعد اس کے دوست نے دروازہ کھولا اور اسے سلام کر کے اس سے اس کا حال پوچھا۔ اس نے کہا کہ دوست میرا حال کیا پوچھتے ہو میں تو قرضے کے بوجھ تلے دب گیا ہوں۔ مجبوراً تمہارے پاس مدد کے لئے آیا ہوں اس نے کہا دوست گھبرانے کی کوئی بات نہیں مجھے بتا تیرا قرض کتنا ہے۔ اس نے کہا چار سو درہم یہ سن کر وہ گھر کے اندر گیا اور جا کر چار سو درہم کی رقم لے آیا اس نے وہ رقم اس دوست کے حوالے کی اور کہا کہ یہ لے جاؤ اور اپنا قرض ادا کر دو۔ جب اس کا مقروض دوست چلا گیا تو اس نے اندر جا کر رونا شروع کر دیا۔ اس کی بیوی نے اسے روتے دیکھ کر

Marfat.com

پوچھا کیا بات ہے روتے کیوں ہو؟ اگر تمہیں بعد میں رونا ہی تھا تو رقم ہی نہ دیتے۔اس نے کہا یہ بات نہیں۔دراصل مجھے رونا اس بات پر آ رہا ہے کہ میں اپنے دوستوں سے اتنا غافل ہو گیا ہوں اور مجھے ان کے حالات سے اتنی لاعلمی ہو گئی ہے کہ اپنی ضرورتوں کے لئے انہیں میرے دروازے پر آنا پڑتا ہے۔

حکایت نمبر ۲

بیٹی کی شادی

کہا جاتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں بصرہ کے والی تھے کے پاس کچھ لوگ آئے اور کہنے لگے: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی اور ان کے چچا کے بیٹے! ہمارے پڑوس میں ایک نیک سیرت بوڑھا آدمی رہتا ہے۔اس کی ایک بیٹی ہے وہ چاہتا ہے کہ اس کی شادی اپنے بھائی کے بیٹے سے کر دے۔لیکن وہ بڑا غریب ہے اس کے پاس اپنی بیٹی کو دینے کے لئے دنیا کی کوئی چیز نہیں ہے۔ان لوگوں کی یہ بات سن کر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما گھر کے اندر تشریف لے گئے اور اپنا صندوق کھولا اس میں سے درہموں سے بھری چھ تھیلیاں نکالیں۔ان میں سے ایک انہوں نے اپنے لئے رکھ لی اور باقی ان کو دیتے ہوئے فرمایا کہ لو یہ لے جاؤ اور اسے دے آؤ۔انہوں نے وہ تھیلیاں اٹھائیں اور چلے گئے۔تھوڑی دیر کے بعد جب وہ لوگ درہموں کی تھیلیاں بوڑھے کو دے کر واپس لوٹے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا کہ ہم نے اس پارسا بوڑھے پر ظلم کیا ہے۔ انہوں نے کہا: وہ کیسے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے اسے درہم دے کر اسے اللہ کی عبادت کے بجائے دنیا میں مشغول کر دیا ہے ہمیں چاہئے کہ ہم خود جائیں اور اس کی بیٹی کا جہیز تیار کر کے اسے دیں لہٰذا یہ سن کر یہ سب لوگ واپس مڑے اور بوڑھے کی بیٹی کے جہیز کا سامان خریدنے اور تیار کروانے میں اس کی مدد کی اور پھر ان سب نے مل کر اس بوڑھے کی بیٹی کو اس کے شوہر کے گھر رخصت کیا۔

Marfat.com

حکایت نمبر ۳

خوشی کا انعام

حضرت عبداللہ بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک روز بازار تشریف لے گئے اور بازار سے ایک لونڈی ایک ہزار روپے میں خرید لی۔ لونڈی خریدنے کے بعد آپ کسی سواری کو تلاش کرنے لگے تاکہ اس پر لونڈی کو سوار کر کے گھر بھیج سکیں۔ اتنے میں ایک آدمی اپنی سواری لے کر آیا اور کہنے لگا کہ یہ میری سواری حاضر ہے اگر فرمائیں تو میں اس لونڈی کو اس پر سوار کر کے گھر چھوڑ آؤں۔ آپ نے اس کی یہ بات سنی تو خوش ہو کر اپنے غلام سے فرمانے لگے کہ اس لونڈی کو اس کی سواری پر سوار کرو اور اسی کے گھر چھوڑ آؤ۔

حکایت نمبر ۴

پانچ سو

حضرت سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک سوالی آیا اور آپ کے سامنے دست طلب دراز کیا۔ اس وقت حضرت سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہاتھ میں قلم دوات پکڑ رکھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی وقت ایک کاغذ لیا اور وکیل کے نام رقعہ لکھا کہ اس آدمی کو پانچ سو دے دو اور وہ رقعہ اس سائل کو تھماتے ہوئے فرمایا کہ یہ رقعہ میرے وکیل کو دے دو وہ تمہاری مدد کر دے گا۔

آپ نے اس رقعے میں یہ تو لکھ دیا کہ اس شخص کو پانچ سو دے دو لیکن یہ وضاحت نہ کی کہ پانچ سو درہم دینے ہیں یا پانچ سو دینار۔ لہٰذا جب وہ شخص رقعہ لے کر آپ کے وکیل کے پاس گیا اور وکیل نے رقعہ لے کر پڑھا تو اسے سمجھ نہ آئی کہ پانچ سو درہم مراد ہیں یا پانچ سو دینار وہ فوراً آپ کے پاس حاضر ہوا اور پوچھا کہ اس پانچ سو سے کیا مراد ہے درہم یا دینار تو آپ نے فرمایا: میری مراد تو درہم ہی تھی لیکن اب تم اسے دینار ہی دے دو۔ جب سوالی نے اتنی بڑی رقم کے بارے میں سنا تو رونے لگا آپ نے اس سے پوچھا: تمہیں کیا ہوا؟ کیوں روتے ہو؟ سائل نے کہا کہ مجھے رونا اس بات پر آ رہا ہے کہ آپ نے اتنی بڑی رقم بڑی خوشی سے مجھے دے دی حالانکہ مال دار لوگ تو اتنی بڑی رقم دیتے وقت دل پر ہاتھ رکھ لیتے ہیں۔

Marfat.com

حکایت نمبر ۵

دس سے سات سو گنا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں ایک بار سخت قحط پڑا لوگ مجبور ہو کر آپ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی: اے امیر المؤمنین! دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کے حال پر رحم فرمائے۔ آپ نے فرمایا: انشاء اللہ تعالیٰ آج لوگوں کی فریاد ضرور سنی جائے گی۔ وہ لوگ یہ سن کر واپس لوٹ گئے اسی روز سورج غروب ہونے سے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قافلہ شام سے واپس لوٹ آیا اس قافلہ میں گندم سے لدے سو اونٹ تھے لوگ قافلے کی آمد کی خبر پا کر بہت خوش ہوئے اتنے میں مدینہ کے تاجروں کو بھی پتہ چل گیا وہ سب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آپ ہم سے اس گندم کی اصل قیمت سے دس گنا زیادہ لے لیں اور گندم ہمیں فروخت کر دیں۔ آپ نے فرمایا تمہارے علاوہ ایک ایسی ہستی بھی ہے جو مجھے دس گنا سے زیادہ نفع دے رہی ہے۔ انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا کہ مدینہ کے سب تاجر تو یہاں موجود ہیں اور دس گنا منافع دے رہے ہیں اور کون سا ایسا شخص ہے جو آپ کو اس گنا سے بھی زیادہ دے رہا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ مجھے میرا رب ایک کے بدلے دس گنا سے لے کر سات سو گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ کی پیش کش فرما رہا ہے۔ لہٰذا میں تمہیں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں یہ سارا غلہ فقیروں اور محتاجوں میں مفت تقسیم کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ نے منادی کروا دی کہ جسے مفت غلہ چاہئے آ کر مفت لے جائے ساتھ ہی آپ نے غلاموں کو حکم دیا کہ اونٹوں کی رسیاں کھول دو اور گھر کے دروازے بھی کھول دو تا کہ حاجت مند آ کر غلہ حاصل کر سکیں۔ اس طرح دوسرے دن کا سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے آپ نے وہ سارا غلہ لوگوں میں تقسیم فرما دیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اس رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم بیش قیمت خوبصورت لباس اور چمکدار تاج سر پر سجائے ہوئے براق پر سوار کہیں تشریف لے جا رہے ہیں۔ میں نے بھی جلدی کی اور تیزی سے آپ کے پیچھے روانہ ہو گیا اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذرا ٹھہریئے مجھے اپنی زیارت تو کر لینے دیجئے۔ مجھے آپ کی زیارت کا بڑا شوق ہے۔ حضور نے فرمایا۔ رہنے دو اے عبداللہ! آج عثمان غنی (رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

عنہ) نے اللہ کی راہ میں صدقہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے وہ صدقہ اپنی بارگاہ میں قبول فرمالیا ہے اس کے بدلے بے شمار حوریں ان کے عقد میں دے دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں ان کے نکاح کی مجلس میں حاضر ہو جاؤں میں وہیں جارہا ہوں۔

حکایت نمبر ۶

ایک لاکھ درہم

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک روز بیٹھیں اپنی قمیض کو پیوند لگا رہی تھیں اتنے میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے بھیجے ہوئے ایک لاکھ درہم آپ کی بارگاہ میں پیش کیے گئے۔ آپ نے اسی وقت اپنی کنیزوں کو حکم دیا کہ فقراء اور محتاجوں کو بلا لاؤ۔ آپ نے وہیں بیٹھے بیٹھے ان محتاجوں اور ضرورت مندوں میں وہ لاکھ درہم تقسیم فرما دیئے۔ یہ سب کچھ دیکھ کر آپ کی خادمہ نے عرض کی کہ اے ام المؤمنین! آپ نے سارے درہم محتاجوں میں تقسیم فرمائے ہیں اور کچھ بھی اپنے پاس نہیں رکھا کیا ہی اچھا ہوتا کہ کچھ پیسوں کی ترکاری منگوالی جاتی جس سے آپ روزہ افطار کر لیتیں۔ آپ نے روزہ بھی تو رکھا ہوا ہے۔ آپ نے اس سے فرمایا: کہ تو مجھے اب بتا رہی ہے جب کہ کوئی چیز بھی باقی نہیں بچی۔ اگر ایسی بات تھی تو پہلے بتاتی۔

حکایت نمبر ۷

دو روٹیاں

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پرانے زمانوں میں ایک بادشاہ ہوا کرتا تھا جو بڑا ظالم اور جابر تھا۔ رعایا پر بہت ظلم کرتا تھا۔ اس نے اپنی مملکت میں یہ اعلان کروا رکھا تھا کہ کوئی بھی شخص کوئی چیز صدقہ نہ کرے۔ اگر کسی نے کوئی چیز صدقہ کی تو میں اس کے ہاتھ کاٹ دوں گا۔ ایک دن ایک فقیر کو بڑی سخت بھوک لگی۔ بھوک سے پریشان ہو کر وہ ایک عورت کے دروازے پر گیا اور اسے کہا کہ مجھے بڑی سخت بھوک لگی ہے کچھ کھانے کو دے دو۔ اس عورت نے کہا: میں تمہیں کھانے کو کچھ نہیں دے سکتی۔ تمہیں معلوم نہیں کہ بادشاہ نے کتنا سخت اعلان کروا رکھا ہے اور وہ ہے بھی بڑا ظالم۔ فقیر نے کہا مجھے معلوم ہے مگر میں کیا کروں آج مجھے بھوک نے بہت ستایا ہوا ہے اور پھر اس فقیر نے اس عورت کی منتیں کرنا شروع کر دیں۔ حتیٰ کہ اس عورت کا دل پسیج

Marfat.com

گیا اور اس نے کہا اچھا ٹھیک میں تمہیں کھانا کھلا دیتی ہوں بادشاہ جو کرے گا دیکھ لیں گے۔ یہ کہہ کر اس نے اس فقیر کو دو روٹیاں لا کر دے دیں فقیر نے خوشی خوشی وہ روٹیاں لیں اور دعائیں دیتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔ جب بادشاہ کو یہ پتہ چلا کہ فلاں عورت نے دو روٹیاں صدقہ کی ہیں تو وہ سخت ناراض ہوا اور پھر اس نے اس عورت کے ہاتھ کٹوا دیئے اور اسے شہر سے بھی نکال دیا۔ اس عورت کا ایک شیر خوار بچہ بھی تھا جسے اس نے اپنے کندھوں پر سوار کر لیا اور لے کر شہر سے باہر چلی گی۔

راستے میں اسے بہت سخت پیاس لگی پاس ہی دریا تھا۔ اس نے سوچا پانی پی لینا چاہئے یہ سوچ کر وہ دریا کے پاس گئی اور جھک کر اس میں سے پانی پینے لگی جونہی وہ عورت پانی کی طرف جھکی اس کے کندھوں پر سوار اس کا شیر خوار بچہ پانی میں گر گیا اور دریا نے اسے بھی اپنے ساتھ بہانا شروع کر دیا۔ یہ دیکھ کر عورت نے پریشانی کے عالم میں چیخنا اور چلانا شروع کر دیا۔ اتنے میں اچانک دو خوش پوش عمدہ لباس والے آدمی وہاں آئے اور اس عورت سے پوچھا کہ وہ کیوں رو رہی ہے۔ اس نے بتایا کہ میرا شیر خوار بچہ دریا میں گر گیا ہے اور میرے ہاتھ بھی نہیں ہیں جن کی مدد سے میں اسے نکال سکوں۔ عورت کی یہ بات سن کر ان میں سے ایک نے دریا میں غوطہ لگایا اور تھوڑی دیر بعد ہاتھ میں ننھے منے بچے کو اٹھائے واپس باہر نکل گیا۔ عورت اپنے لخت جگر کو صحیح سلامت دیکھ کر خوش ہو گئی۔ اب دوسرے شخص کی باری تھی اس نے اپنے منہ میں کچھ پڑھ کر اس کے جسم پر دم کیا جس سے اس کے دونوں ہاتھ درست ہو گئے یہ دیکھ کر وہ عورت اور زیادہ خوش ہو گئی اور ان سے پوچھنے لگی۔ کہ اے اللہ کے نیک بندو تم کون ہو؟ انہوں نے کہا کیا تو نے ہمیں پہچانا نہیں؟ اس نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا: ہم تمہاری وہ دو روٹیاں ہیں۔ جو تو نے اللہ کی راہ میں صدقہ کی تھیں جن کی وجہ سے تو مصیبت میں مبتلا ہوئی اور آج انہی کی وجہ سے تجھے مصیبت سے نجات بھی مل گئی۔

جب اس واقعہ کا علم بادشاہ کو ہوا تو اس نے کہا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ان روٹیوں کو فرشتے بنا دیا اور فرشتے بنا کر اس کی مدد کے لئے بھیج دیا پھر اس بادشاہ نے اپنے شہر میں یہ اعلان کروا دیا کہ آج کے بعد سب کو اجازت ہے جو کوئی بھی فقراء کو صدقہ و خیرات کرنا چاہے کرے لوگ صدقہ و خیرات کیا کریں۔ ”حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ بلاؤں کو لوٹا دیتا ہے“ اور یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ”بخیل اللہ کا دشمن ہے اور سخی اللہ کا دوست“

Marfat.com

حکایت نمبر ۸

بھوکا کتا

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کھیتی کی طرف گئے تو آپ نے اپنی زمین کے ساتھ والی زمین میں ایک لمبا سا کالے رنگ کا غلام دیکھا جو وہاں کام کر رہا تھا۔ اس کے پاس ہی دو بیل بھی چر رہے تھے۔ تھوڑی دیر گزری تو آپ نے ایک بچے کو کھانا لے کر اس غلام کے پاس جاتے دیکھا۔ بچے نے وہ کھانا اس نوکر کو دیا اور واپس لوٹ گیا نوکر نے کھانا لے کر زمین پر رکھ دیا اور پھر کام میں مشغول ہو گیا۔ پھر جب اس نے اپنا کام ختم کر لیا تو وہیں زمین پر بیٹھ کر اس نے اپنا کھانا سامنے رکھا اور کھانا شروع کر دیا۔ ابھی اس نے دو چار لقمے ہی کھائے ہوں گے کہ ایک کتا اس کے پاس آیا اور بڑی ہی بے تابی سے اس کے کھانے کو دیکھنے لگا اس نوکر نے ایک روٹی اٹھائی اور اس کتے کو دے دی۔ کتے نے وہ روٹی کھائی اور پھر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ اس نوکر نے دوسری روٹی اٹھائی اور وہ بھی اس کتے کے آگے ڈال دی۔ کتے نے وہ روٹی بھی کھالی اور پھر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ شاید کتا بہت دنوں سے بھوکا تھا اس نوکر کو اس پر بہت ترس آیا اس نے تیسری روٹی بھی اس کتے کے آگے ڈال دی۔ کتے نے وہ روٹی بھی کھائی اور دم ہلاتا ہوا واپس چلا گیا یہ ماجرا دیکھ کر حضرت عبداللہ نے اس نوکر کو بلایا اور اس سے پوچھا کہ تو کس کا نوکر ہے۔ اس نے بتایا کہ میں فلاں یہودی کا نوکر ہوں۔ آپ نے اس سے پوچھا بتا تیرا معاوضہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ تین روٹیاں فی یوم آپ نے فرمایا کہ تو نے تین روٹیاں تو کتے کو کھلا دی اس نے کہا جی ہاں۔ وہ بے چارہ اجنبی تھا اور بھوکا تھا۔ اس لئے میں نے اسے کھلا دی۔ آپ نے پوچھا اب تو خود کیا کھائے گا۔ اس نے کہا: صبر' اور یہ کسی اجنبی کو مایوس کر کے اور بھوکا لوٹانے سے کہیں بہتر ہے۔ اس کی یہ بات سن کر آپ بڑے حیران ہوئے۔ آپ نے اس کے مالک کو بلایا اور اس سے وہ غلام خرید لیا۔ ساتھ ہی آپ نے اس سے وہ زمین بھی خرید لی جس میں وہ نوکر کام کر رہا تھا پھر آپ گھر تشریف لائے آپ کے پاس ایک لونڈی تھی جس کی قیمت کم از کم پانچ سو دینار کے لگ بھگ تھی آپ نے اسے بھی بلا لیا اور پھر اس نوکر اور اس لونڈی کو آزاد کیا ساتھ ہی اس لونڈی کا جہیز تیار کروا دیا اور پھر اس کا نکاح اس نوکر سے کر دیا۔ آپ نے ان پر مزید مہربانی یہ کی وہ زمین جو آپ نے اس یہودی سے خریدی تھی وہ بھی اس نوکر کو وقف کر دی۔

Marfat.com

حکایت نمبر ۹

احمد موزوں والا

دمشق میں ایک متقی آدمی رہتا تھا۔ جس کا نام احمد تھا وہ موزے بنانے کا کام کرتا تھا اس نے اپنی محنت و مشقت کے ذریعے اس کام سے حج کے لئے بہت سا پیسہ جمع کر لیا تھا۔ ایک دن اس نے اپنے چھوٹے بیٹے کو کسی کام سے اپنے پڑوسی کے گھر بھیجا تھوڑی ہی دیر گزری ہوگی کہ اس کا بیٹا کہ روتا ہوا واپس آ گیا۔ اس نے بیٹے سے پوچھا کہ تم کیوں رو رہے ہو! اس نے جواب دیا کہ میں پڑوسی کے گھر گیا اور میں نے دیکھا کہ وہ گوشت کھا رہے تھے لیکن انہوں نے مجھے ایک لقمہ بھی نہیں دیا۔ بچے کی بات سن کر احمد موزوں والا اس پڑوسی کے گھر گیا اس سے کہا کہ تمہیں شرم نہیں آتی کہ چھوٹے سے بچے کے سامنے تم گوشت کھاتے رہے اور اسے ایک لقمہ تک نہیں دیا اور وہ روتا ہوا واپس چلا گیا۔

اس کی یہ بات سن کر پڑوسی رو پڑا اور کہنے لگا: تو نے ہمارا پردہ فاش کر کے ہمیں لوگوں میں رسوا کر دیا ہے۔ بات یہ ہے کہ میں اور میرے گھر والوں نے پانچ دنوں سے کچھ نہیں کھایا تھا۔ بھوک سے پریشان ہو کر میں صحرا کی طرف جا نکلا وہاں میں نے ایک مردہ بکری دیکھی تو اس کا تھوڑا سا گوشت گھر لے آیا گھر والوں نے اسے پکایا اور ہم نے اس میں سے صرف اتنا اتنا کھایا ہے جس سے ہماری زندگی کا چراغ ٹمٹماتا رہے۔ کیونکہ مجھے علم ہے کہ مردار کھانا حرام ہے۔ احمد موزے والے نے اس کی یہ کہانی سنی تو بڑا پریشان ہوا اور دل میں سوچنے لگا کہ اس سے بہتر اور کیا حج ہوگا کہ اپنے پڑوسی کی مدد کی جائے یہ سوچ کر وہ گھر گیا اور حج کے لئے جمع کئے ہوئے سارے پیسے اٹھائے اور لا کر پڑوسی کو دے دیئے۔ حج کا موسم آیا لوگ واپس آ گئے مگر احمد موزے والا حج کا ارمان دل میں چھپائے کام میں مگن رہا۔ کہتے ہیں کہ اس بار کے حج میں حضرت ذوالنون مصری بھی شریک تھے۔ انہوں نے مزدلفہ کے مقام پر خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا ان سے کہہ رہا ہے کہ اے ذوالنون مصری تو بھی اس سال حج میں شریک تھا۔ انہوں نے کہا ہاں میں بھی شریک تھا۔ ان سے کہا گیا کہ اس سال سب لوگوں کا حج صرف دمشق کے ایک آدمی کی وجہ سے مقبول ہوا ہے۔ جس کا نام احمد موزوں والا ہے اس نے اس سال حج کا ارادہ کیا تھا مگر وہ حج کے لئے آ نہ سکا۔ اللہ تعالیٰ نے صرف اس کی برکت سے تمام حاجیوں کے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔

Marfat.com

حکایت نمبر ۱۰

قحط کا خاتمہ

حضرت عون بن عبداللہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ بنی اسرائیل میں سخت قحط پڑ گیا اور لوگ بھوک کی وجہ سے مرنے لگے۔ بنی اسرائیل میں ایک مزدور بھی رہا کرتا تھا جو دن بھر مزدوری کرتا اور شام کو جو اجرت ملتی اس سے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالتا تھا۔ ایک روز دن بھر مزدوری کرنے کے بعد اس نے اپنی اجرت لی اور ان پیسوں سے دو روٹیاں خرید کر گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ راستے میں اسے ایک فقیر ملا اور کہنے لگا: خدا کے لئے مجھ پر رحم کرو میں بہت دنوں سے بھوکا ہوں میری مدد کرو۔ اس نے دل میں سوچا کہ میرے پاس دو روٹیاں ہیں اگر میں نے اس فقیر کو ایک روٹی دی تو اس سے نہ تو اس کی بھوک ختم ہو گی اور نہ ہی میری اور اگر میں دونوں روٹیاں اپنے پاس ہی رکھوں اسے کچھ نہ دوں تو ہو سکتا ہے یہ بے چارہ بھوک کی وجہ سے مر جائے۔ لہٰذا اس نے وہ دونوں روٹیاں اس فقیر کو دے دیں اور خالی ہاتھ گھر روانہ ہو گیا۔ جب رات ہوئی اور وہ سو گیا تو اس نے خواب میں ایک فرشتہ دیکھا جو آسمان سے اترا اور اس کے پاس آ کر رک گیا فرشتے نے اس سے کہا اے جوان مجھ سے کچھ مانگ تو جو بھی مانگے میں تجھے دوں گا۔ اس نے کہا میں تجھ سے اپنی مغفرت کا سوال کرتا ہوں فرشتے نے کہا ٹھیک ہے تیری مغفرت ہو گئی اب اور کچھ مانگ۔ اس نے کہا کہ لوگوں پر سے قحط کی مصیبت کو ختم کر دے۔ اس نے کہا ٹھیک ہے تیری یہ بات بھی پوری ہو گی دوسرے دن صبح کے وقت جب وہ بیدار ہوا تو اس نے ایک نمازی کو سنا جو کہہ رہا تھا لوگو: آج سے قحط اٹھا لیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر رحمت سخاوت کی بارش برسانا شروع کر دی ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

باب نمبر ۱۲

امراء کا زہد وتقویٰ

حکایت نمبر ۱

امارت سے نفرت

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی آدمی کو شام کا امیر بنا کر بھیجا۔ ساتھ ہی آپ نے اسے امارت کا فرمان بھی لکھ دیا۔ اس آدمی کے پاس ایک اونٹ اور ایک کالا سا غلام تھا۔ وہ آدمی سفر کرتا ہوا شام پہنچا تو اس کی آمد کی خبر سن کر شہر کے رؤسا اور معزز لوگ اس کے استقبال کے لئے شہر سے باہر نکل آئے اور امیر کا انتظار کرنے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد لوگوں نے ایک اونٹ سوار اور ایک کالے غلام کو آتے دیکھا تو ان سے پوچھا کہ راستے میں تمہیں کہیں ہمارا امیر آتا ہوا تو نہیں ملا۔ اس غلام نے کہا کہ یہ جو اونٹ پر سوار ہیں یہی تمہارے امیر ہیں۔ انہوں نے یہ سنا تو اپنے رواج کے مطابق اس کی تعظیم کے لئے سجدہ میں گر گئے۔ وہ شخص بھی اپنے اونٹ سے نیچے اترا اور سجدہ میں گر گیا۔ لوگوں نے اس سے پوچھا کہ آپ نے سجدہ کیوں کیا ہے؟ اس نے کہا تم نے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کیا ہے لہٰذا میں نے بھی اللہ تعالیٰ کو سجدہ کر دیا۔ لوگوں نے کہا لیکن ہم نے تو آپ کو سجدہ کیا ہے۔ یہ سن کر وہ شخص رو پڑا اور کہنے لگا کہ میں تو سمجھا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے امارت کے لئے بھیجا ہے۔ مجھے کیا پتہ تھا کہ یہ لوگ مجھے اللہ کے سوا معبود بنا لیں گے۔ یہ کہہ کر وہ شخص وہیں سے واپس لوٹ آیا اور مدینہ طیبہ آکر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سارا قصہ کہہ سنایا ساتھ ہی آپ کا دیا ہوا فرمان بھی آپ کے سامنے رکھ دیا اور چلا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان لوگوں کو لکھ بھیجا کہ وہ اپنی جاہلیت کی اس رسم کو ترک کر دیں اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو سجدہ نہ کریں۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انصار میں سے دو افراد کو بلایا اور انہیں اس شہر کا امیر بنا کر روانہ کیا۔ وہ دونوں آپ کا حکم پا کر اس شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب یہ

Marfat.com

دونوں انصاری شہر کے قریب پہنچے تو انہوں نے ایک آدمی کو یہ پیغام دے کر آگے روانہ کر دیا کہ شہر کا کوئی فرد ان کے استقبال کے لئے باہر نہ نکلے۔ اس طرح وہ خاموشی کے ساتھ شہر میں داخل ہو گئے۔ شہر میں جب وہ ایک گھر میں فروکش ہوئے تو لوگ ان کو سلام کرنے کے لیے آنے لگے۔

کچھ لوگوں نے انہیں کھانا پیش کیا۔ ان دونوں نے کھانا کھالیا تو لوگوں نے وہ برتن اٹھا کر ایک اور قسم کے کھانے والے برتن ان کے آگے سجا دیئے۔ انہوں نے وہ برتن اٹھا کر پرے پھینک دیئے اور ایک دوسرے سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ شاید حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں یہاں اس لئے بھیج دیا ہے تاکہ ہم یہاں دنیا کی مختلف نعمتیں کھا کر جنت کی نعمتوں سے محروم ہو جائیں حالانکہ دنیا کی تمام نعمتیں جنت کی ایک نعمت کے برابر بھی نہیں ہیں۔ یہ کہہ کر وہ دونوں اپنی سواریوں پر سوار ہوئے اور مدینہ واپس لوٹ آئے۔ یہاں آ کر انہوں نے ساری بات حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتائی تو آپ نے فرمایا: کہ تم میں سے ہر کوئی خود تو گوشہ نشینی اختیار کرنا چاہتا ہے اور مجھے امیر المؤمنین بنا دیا ہے بالآخر آپ نے ایک اور آدمی کو ان کا امیر بنا کر بھیج دیا۔ وہ شخص جب اس شہر کے قریب پہنچا تو شہر میں داخل ہونے کے بجائے وہ شہر سے باہر ہی رک گیا لوگوں کو پتہ چلا کہ ایک اور آدمی ان کا امیر بن کے آیا ہے تو وہ سب اس کی ملاقات کو چل دیئے۔ جب وہ لوگ اس شخص کے پاس پہنچے تو اس نے اپنے اونٹ کو زمین پر بٹھایا اور نیچے اتر آیا اور ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا۔ لوگوں نے کہا کہ اس کی سواری بھوکی ہوگی لہٰذا اسے چارہ ڈالنا چاہئے۔ جب وہ لوگ اس کی سواری کے لئے چارہ لائے تو اس نے چارہ ڈالنے سے منع کر دیا اور کہا کہ میری سواری کو تمہارے چارے کی ضرورت نہیں ہے بس تم نے جو خراج وغیرہ ادا کرنا ہے وہ مجھے ادا کر دو لوگوں نے اسے خراج ادا کر دیا اور اس طرح وہ شخص خود بھی کچھ کھائے پیئے بغیر اور اپنی سواری کو کچھ کھلائے بغیر وہاں سے واپس لوٹ آیا۔

حکایت نمبر ۲

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زہد

کہا جاتا ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملک شام کے کسی شہر کے گورنر (امیر) تھے آپ کو بیت المال سے پانچ ہزار درہم وظیفہ ملتا تھا جسے آپ فقراء و مساکین میں تقسیم فرما دیا کرتے اور خود تنکوں کی ٹوکریاں بنا کر انہیں بیچ کر اپنی گزر بسر کرتے۔ آپ کے پاس اون

Marfat.com

سے بنی ہوئی ایک چادر تھی جس کے ساتھ دن کے وقت بدن ڈھانپ لیتے اور رات کو اسے بچھا کر اس پر سو رہتے اور جب کبھی بیت المال میں مال غنیمت آتا تو آپ اسے تقسیم کرتے اور اپنے حصے کی بھیڑ بکری لے کر اس کا گوشت صدقہ کر دیتے اس کی اون کا سوت کات کے رکھ لیتے جب کہ اس کے چمڑے سے موزے بنا لیتے۔ اسی طرح جب کبھی جنگ کے لئے نکلتے تو کہتے کہ اگر کسی کو موزوں کی یا مشکیزہ کی ضرورت ہے تو وہ مجھ سے آ کر لے لے اس طرح وہ یہ چیزیں بھی دوسروں کو دے دیتے۔ ایک روز یوں ہوا کہ ایک آدمی نے کچھ سامان خریدا اور اس انتظار میں کھڑا ہو گیا کہ کسی کو ڈرا دھمکا کر مفت میں اس سے یہ سامان گھر بھجوا دے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہیں اپنی پرانی سی چادر اوڑھے ایک طرف کھڑے تھے اس نے سمجھا شاید کوئی مزدور کھڑا ہے لہٰذا اس نے آپ کو بلایا اور کہا کہ یہ سامان اٹھاؤ اور میرے ساتھ میرے گھر لے چلو۔ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چپکے سے سامان اٹھایا اور ساتھ چل دیئے۔ راستے میں ایک آدمی نے آپ کو یوں سامان اٹھائے دیکھا تو کہنے لگا۔ اللہ آپ کا بھلا کرے۔ اے امیر! آپ یہ سب کیا اٹھائے ہوئے ہیں اس کی یہ بات سن کر سامان والے کو پتہ چل گیا کہ یہ تو اس شہر کے امیر ہیں لہٰذا بے چارہ خوف کے مارے کانپنے لگا۔ فوراً آپ سے معذرت کی اور آپ کے قدموں میں گر کر معافی مانگنے لگا۔ آپ نے فرمایا کہ کوئی بات نہیں! اب میں تجھے تیرے گھر چھوڑ کر ہی آؤں گا۔ لہٰذا آپ سامان اٹھائے اس کے گھر گئے اور وہاں جا کر سامان رکھ دیا اور فرمایا کہ میرے ساتھ وعدہ کرو کہ آئندہ کسی آدمی کو ڈراؤ دھمکاؤ گے نہیں۔ اسی طرح کہا جاتا ہے کہ جب آپ کا وقت وصال قریب آیا تو رونے لگے۔ احباب نے پوچھا جناب آپ کیوں روتے ہیں؟ فرمانے لگے کہ ایک روز میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی کہ یا رسول اللہ! میں قیامت کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو قیامت کے دن مجھ سے ملنا چاہتا ہے تو دنیا کو جمع نہ کرنا اور دنیا سے اسی طرح نکل آنا جس طرح میں نکل آؤں گا لیکن میرے پاس تو دنیا کی کچھ چیزیں جمع ہو گئی ہیں مجھے ڈر ہے کہ کہیں ان کی وجہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضری سے محروم نہ کر دیا جاؤں۔ آپ کے احباب نے آپ کی بات سن کر آپ کے گھر کا جائزہ لیا تو سارے گھر میں سے جو سامان نکلا اس میں ایک لوٹا ایک مشکیزہ ایک دستر خوان ایک پوستین اور ایک گھوڑے کی زین شامل تھی جس کی وجہ سے آپ اتنے پریشان ہو رہے تھے۔

Marfat.com

حکایت نمبر ۳

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک شہر کا امیر بنا کر بھیجا اور ساتھ ہی اہل شہر کے نام ایک فرمان بھی لکھ کر دیا جس میں لکھا تھا کہ جب تک یہ عدل و انصاف سے کام لیتے رہیں تم ان کی پیروی کرنا اور ان کے ساتھ اچھا معاملہ کرنا۔ جب آپ اس شہر کے قریب پہنچے تو شہر کے بڑے بڑے رؤسا اور سردار آپ کے استقبال کے لئے آ گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ آپ اون کی بنی ہوئی عباء پہنے ہوئے ایک گدھے پر سوار تشریف لا رہے ہیں لوگوں نے آپ کا استقبال کیا اور آپ کو شہر میں لے گئے وہاں جا کر انہوں نے اپنے بڑے بڑے محل نما گھر اور حویلیاں آپ کو پیش کیں کہ آپ جس میں چاہیں تشریف رکھیں۔ آپ نے انہیں فرمایا کہ مجھے ان چیزوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں البتہ میری سواری کا خیال رکھو اور اسے حلال چارہ ڈالتے رہو اس طرح آپ چند دن وہاں گزار کر واپس تشریف لے گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کے بارے میں آگاہ کیا گیا کہ آپ وہاں سے واپس آ رہے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو راستے میں چھپ کر بیٹھ گئے تا کہ دیکھ سکیں کہ حذیفہ بن یمان کس حالت میں واپس لوٹتا ہے۔ اتنے میں دیکھا کہ حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس حالت میں گئے تھے اسی حالت میں اون کی عباء پہنے ہوئے اپنے گدھے پر سوار واپس تشریف لا رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو راستے میں ہی روک لیا اور گلے لگا کر فرمانے لگے تم میرے بھائی ہو اور میں تمہارا بھائی ہوں۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی اے امیر المؤمنین جس دن میرے گھر میں کوئی چیز موجود نہ ہو تو میں بہت خوش ہوتا ہوں کیونکہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو دنیا سے اس طرح بچاتا ہے جس طرح مریض کی دیکھ بھال کرنے والا اسے بد پرہیزی کرنے سے بچاتا ہے۔

حکایت نمبر ۴

بڑھیا کی گائے

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ دن کے وقت عدل قائم کیا کرتے اور رات کے وقت

Marfat.com

لوگوں کی رکھوالی کرتے۔لوگوں کو برائیوں سے روکتے اور نیکی کرنے کا حکم دیتے اور راتوں کو جاگ کر مدینہ کی گلیوں میں گھوما کرتے تھے۔تا کہ اگر کسی کے گھر کا دروازہ کھلا رہ گیا ہو تو بند کر دیں یا کسی کا جانور کھل گیا ہو تو اسے اس کے مالک کے پاس پہنچا دیں اور یا پھر کہیں کوئی برا کام ہوتا ہوا دیکھیں تو لوگوں کو اس سے روک دیں ایک دن مدینہ والوں نے دیکھا کہ آپ اپنی آستینیں چڑھائے تیزی کے ساتھ کہیں جا رہے ہیں تو لوگوں نے پوچھا: اے امیر المؤمنین اس طرح تیزی کے ساتھ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟ تو فرمایا: بیت المال کا ایک جانور کہیں گم ہو گیا ہے۔میں اس کی تلاش میں جا رہا ہوں: لوگوں نے کہا اے امیر المؤمنین آپ نے بعد میں آنے والوں کو مشکل میں ڈال دیا۔کون آپ کی سیرت پر عمل پیرا ہو سکے گا آپ کسی کو بھیج دیتے اور وہ جانور کو پکڑ کر لے آتا تو آپ نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان چیزوں کے بارے میں مجھ سے ہی پوچھے گا کسی اور سے نہیں اس لئے مجھے ہی ان چیزوں کی دیکھ بھال کرنا ہے۔آپ کے وصال کے بعد آپ کے بیٹے نے آپ کو خواب میں دیکھا کہ آپ اسی طرح (کپڑے) دامن سمیٹے تیزی کے ساتھ کہیں جا رہے ہیں تو آپ کے بیٹے نے آپ سے عرض کی: اے ابا جان ذرا رکئے! آپ نے فرمایا مجھے چھوڑ دو میں ابھی آگ سے جان بچا کر آ رہا ہوں۔اس نے عرض کی: ابا جان آپ نے تو دنیا میں بڑے عدل سے کام لیا پھر آپ کیسے آگ سے پیچھا چھڑا کر آ رہے ہیں تو آپ نے فرمایا: میرے بیٹے انہوں نے مجھے میری رعایا کی وجہ سے آگ کے کنارے پر روک لیا اور مجھ سے ہر چھوٹی بڑی چیز کا حساب لیا حتیٰ کہ اس بڑھیا کے بارے میں بھی مجھ سے سوال کیا جس نے اپنی گائے کو بیچنا تھا اور اس کے لئے اس نے اس کے تھنوں کو باندھ دیا تا کہ اس کی کھیری میں دودھ زیادہ نظر آئے انہوں نے کہا کہ تو نے اسے اپنے جانور پر ظلم کیوں کرنے دیا۔

حکایت نمبر ۵

اللہ تجھے رسوا کرے

حمص شہر میں ایک شخصیت تھی جسے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہاں کا امیر بنایا تھا ان کا نام حضرت عمر بن سعید تھا۔جب ان کی امارت کو سال گذر گیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں خط لکھا کہ اپنا مال واسباب ساتھ لے کر مدینہ پہنچ جاؤ۔جونہی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط انہیں ملا انہوں نے اپنا سامان جس میں ایک عصا ایک پیالہ ایک کوزہ اور موزوں کا ایک جوڑا تھا

Marfat.com

سمیٹا اور مدینہ روانہ ہو گئے۔ جب وہ مدینہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچے تو بڑے مغموم اور پریشان دکھائی دیئے۔ آپ نے فرمایا: کیا ہوا؟ آپ بڑے پریشان دکھائی دیتے ہیں شاید آپ کو وہ شہر راس نہیں آیا۔ انہوں نے عرض کی یا امیر المؤمنین: میرے پاس کوئی بھی ایسی موزوں چیز نہیں ہے جو آپ کو دکھا سکوں اور نہ ہی میرے پاس دنیا کا مال واسباب ہے آپ نے پوچھا تو پھر یہ کیا ہے جو تمہارے پاس ہے۔ عرض کی: میرے پاس یہ ایک عصا (لاٹھی) ہے جس پر میں ٹیک لگاتا ہوں یہ ایک پیالہ ہے جس میں میں کھانا کھاتا ہوں اور یہ موزے ہیں جو پاؤں میں پہنتا ہوں اور ایک کوزہ ہے۔ جس میں پانی پیتا ہوں۔ اس کے علاوہ جو کچھ ہو وہ زائد ہوگا۔ آپ لے لیجئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کیا اس شہر میں کوئی بھی مخیر آدمی نہ تھا جو تجھے سواری ہی مہیا کر دیتا۔ آخر اللہ نے انہیں ایک امیر دیا تھا جو ان کے سیاہ وسفید کا مالک ہوتا ہے۔ آپ نے خادم سے فرمایا جاؤ قلم اور کاغذ لے کر آؤ میں ان کے لئے ایک نیا حکم نامہ لکھ دوں۔ یہ سن کر انہوں نے عرض کی اے امیر المؤمنین مجھے معاف فرما دیں۔ میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ مجھے اس ذمہ داری سے بچا لیں کیونکہ ایک روز میں نے ایک نصرانی کو کہہ دیا تھا۔ کہ ''اللہ تجھے رسوا کرے'' لہٰذا مجھے خوف ہے کہ اللہ تعالیٰ کہیں اسی بات پر میرا مواخذہ نہ فرما دے۔ اس کی خدا خوفی کی یہ بات سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے اور فرمایا ٹھیک ہے جا میں تجھے ایسی ذمہ داری سے مبرا قرار دیتا ہوں آپ وہاں سے اپنے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حقیقتِ حال جاننے کے لئے ایک آدمی کو ان کے گھر بھیجا اور ساتھ ہی سو دینار کی ایک تھیلی بھی دی کہ یہ لے جاؤ اور اگر تم معاملہ خدا خوفی کا دیکھو تو یہ اسے دے دینا۔ وہ آدمی گیا اس نے تین روز تک ان کی نگرانی کی اس نے دیکھا کہ وہ دن کو روزے سے رہتے اور رات کو عبادت کرتے رہتے شام کے وقت ایک روٹی اور زیتون کے تیل کے ساتھ روزہ افطار کرتے۔ جب تین دن اسی طرح گزر گئے تو اس آدمی نے وہ دینار اس کو دیئے اور ساتھ ہی امیر المؤمنین کا حکم نامہ بھی دیا۔ جب انہوں نے یہ سب دیکھا تو رو پڑے اس آدمی نے پوچھا کہ آپ روتے کیوں ہیں؟ آپ نے فرمایا میں صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور سونے کے ساتھ مجھے آزمایا گیا ہے: کاش حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے آئندہ کبھی نہ دیکھ سکیں آپ نے اس وقت ایک پرانی قمیض پہن رکھی تھی آپ نے اسی حالت میں اس کو چاک کر دیا اور ان دیناروں میں سے پانچ دینار یا اس سے کم وبیش لے لئے اور سب کو صدقہ کر دیا اور اپنے پاس کچھ بھی نہ رہنے دیا۔ کچھ

Marfat.com

عرصے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں دیکھا تو پوچھا کہ وہ جو دینار میں نے تمہیں بھیجے تو ان کا کیا کیا تو عرض کی کہ میں نے وہ دینار اللہ تعالیٰ کے پاس امانت رکھ دیئے ہیں کہ قیامت کے دن مجھے واپس دے دینا۔

حکایت نمبر ۶

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابو عبد اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر کھڑے خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو میں نے دیکھا کہ آپ نے عربی رواج کے مطابق ایک قمیض زیب تن کر رکھی تھی جس کی قیمت چار یا پانچ درہم سے زیادہ نہ تھی۔ حالانکہ آپ کے پاس مال و زر کی فراوانی تھی اور آپ کے پاس بہت سے نوکر اور کنیزیں تھیں لیکن اس کے باوجود آپ بہت رات کے وقت نماز ادا کرنے کے لئے بیدار ہوتے تو ان میں سے کسی کو بھی نہ جگاتے اور خود ہی وضو کا پانی لیتے اور وضو کرتے اور اس بات کا خیال رکھتے کہ کہیں ان کی وجہ اس وقت ان کی نیند خراب نہ ہو جائے۔ آپ ہر رات میں ایک بار پورا قرآن مجید پڑھا کرتے اور ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے اور قرآن مجید کی تلاوت قرآن سے دیکھ کر کرتے تھے۔ ایک دفعہ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ جب آپ کو سارا قرآن مجید یاد ہے تو پھر دیکھ کر قرآن کی تلاوت کیوں کرتے ہیں تو فرمایا کہ یہ میرے رب کا نازل کردہ منشور ہے میں اسے اس لئے دیکھتا ہوں تاکہ جان سکوں کہ میرے رب نے مجھے کیا حکم دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کیا گیا تو زمین کی آنکھیں بھی اشک بار تھیں اور آسمان کا دامن بھی آنسوؤں سے تر تھا۔

حکایت نمبر ۷

گورنر شام

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کے گورنر تھے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام تشریف لے گئے تو شام کے رؤسا نے ان کا استقبال کیا آپ نے ان سے پوچھا کہ میرا بھائی ابو عبیدہ کہاں ہے؟ تھوڑی دیر ابو عبیدہ بھی آ گئے اور آ کر سلام عرض کیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے معانقہ کیا اور ان کے ساتھ ان کے گھر میں تشریف لے گئے وہاں جا کر دیکھا تو اس میں

Marfat.com

ایک ترکش ایک تلوار اور (اکاف) کے علاوہ کوئی چیز نہ تھی۔ آپ نے حیران ہو کر ان سے پوچھا کہ اے ابو عبیدہ تو نے تو کوئی بھی چیز نہیں بنائی۔ آپ نے عرض کی اے امیر المؤمنین: میرے لئے اتنا مال کافی ہے جو مجھے قبر تک سہولت کے ساتھ پہنچا دے۔

یہی حضرت ابو عبیدہ فرمایا کرتے تھے کہ کاش! میں بکری ہوتا اور لوگ مجھے ذبح کر کے کھا جاتے مجھے قیامت کے دن حساب کتاب تو نہ دینا پڑتا۔

حکایت نمبر ۸

جنت کی حکومت

حضرت عبداللہ بن عروہ بیان فرماتے ہیں کہ جب تک حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر نہیں بنے تھے اس وقت تک آپ بیش قیمت لباس زیب تن فرمایا کرتے تھے اور عربی گھوڑوں پر سواری فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے پھر وہ لباس قیمتی بیچ دیئے ان کی قیمت بیس ہزار درہم بنی۔ آپ نے وہ ساری رقم اللہ تعالیٰ کے راستے میں صدقہ کر دی اور پھر اپنی امارت کے دنوں میں آپ خطبہ دینے کے لئے منبر پر تشریف فرما ہوئے تو اس وقت آپ نے جو لباس زیب تن فرمایا ہوتا اس کی قیمت تین درہم سے زیادہ نہ ہوتی اور جب آپ گھر تشریف لے جاتے تو پوستین پہن لیتے آپ کے پاس لکڑی کا بنا ہوا تین کونوں والا میز تھا جس پر آپ دیا روشن کیا کرتے تھے اور اس کی روشنی میں بیٹھ کر کام کیا کرتے تھے آپ سے عرض کی گئی: اے امیر المؤمنین خلافت سے پہلے آپ قیمتی لباس پہنا کرتے تھے اور قیمتی سواری پر سوار ہوتے تھے۔ لیکن اب آپ نے سب کچھ ترک فرما دیا ہے۔ حالانکہ لوگوں کو جب کوئی من پسند مقام و مرتبہ مل جائے تو وہ اپنی حالت پہلے کی نسبت زیادہ بہتر کر لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا جب میں محکوم تھا تو امارت چاہتا تھا جب امارت مل گئی تو خلافت مانگا کرتا تھا اور اب جب کہ میں خلیفہ بھی ہوں تو اب دنیا میں اس مقام سے بلند کوئی مقام نہیں جس کی میں خواہش کروں لہٰذا اب میں آخرت اور جنت کی مملکت کی خواہش رکھتا ہوں اور وہ قیمتی کپڑوں اور لذیذ کھانوں سے نہیں ملتی۔

☆☆☆

Marfat.com

باب نمبر ۱۳

عورتوں کا زُہد

حکایت نمبر ۱

سفید موتیوں کے خیمے

حدیث طیبہ میں آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں نے معراج کی شب سرخ یاقوت کا بنا ہوا حجاب (چار دیواری) دیکھا جس کے اندر سفید موتیوں سے بنے ہوئے تین خیمے تھے۔ میں نے فرشتوں سے پوچھا کہ یہ خیمے کن کے ہیں؟ تو مجھے بتایا گیا کہ ان میں سے ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ مریم علیہا السلام بنت عمران کا ہے۔ دوسرا فرعون کی بیوی حضرت آسیہ کے لئے اور تیسرا خیمہ حضرت خدیجہ بنت خویلد زوجہ مطہرہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ہے۔

حکایت نمبر ۲

سرخ یاقوت کا پیالہ

ام آمنہ ایک نہایت ہی پارسا عورت تھیں لوگوں نے انہیں بارہا بغیر زادِ راہ کے مکہ سے مدینہ کا سفر پیدل طے کرتے ہوئے دیکھا۔ لیکن کسی نے انہیں کبھی کوئی چیز کھاتے پیتے نہ دیکھا۔ لوگوں نے ان سے پوچھا کہ ہم نے آپ کو بارہا سفر کرتے ہوئے تو دیکھا ہے مگر کچھ کھاتے پیتے ہوئے نہیں دیکھا۔ انہوں نے فرمایا ایک بار میں نے حج کا ارادہ کیا اور اسی نیت سے گھر سے نکل پڑی۔ راستے میں میں ایک ایسی وادی میں گھر گئی جہاں پانی کا نام ونشان تک نہ تھا۔ پیاس کی وجہ سے میں جاں بلب تھی اور مجھے یقین تھا اب بچنا مشکل ہے۔ بہرحال اسی پریشانی کے عالم میں میں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا تو اچانک میں نے زنجیر ہلنے کی آواز سنی میں نے دیکھا تو آسمان

Marfat.com

سے ایک زنجیر نیچے لٹکتی آ رہی تھی۔اس کے ساتھ سرخ یاقوت کا بنا ہوا ایک پیالہ بندھا تھا وہ پیالہ میرے بالکل قریب آ گیا تو میں نے اسے پکڑا اور اس میں موجود پانی پی لیا اس جیسا شیریں اور لذیذ پانی میں نے زندگی میں کبھی نہ پیا تھا۔جس دن سے میں نے وہ پانی پیا ہے اس دن سے پھر میں نے کبھی پیاس محسوس نہیں کی حالانکہ میں اکثر سفر کرتی رہتی ہوں۔

حکایت نمبر ۳

تندور میں نماز

بنی اسرائیل میں ایک منافق شخص تھا جس کی بیوی بہت نیک اور پارسا تھی۔وہ دن کو روزہ رکھتی اور رات کو اٹھ کر رب کی بارگاہ میں سجدہ ریز رہتی اور یا واحد' یا واحد' کا ورد کرتی رہتی۔ ایک دن اس کے شوہر نے اپنے دوستوں کے سامنے اس کا شکوہ کیا کہ وہ دن بھر تو روزے سے رہتی ہے اور رات کو عبادت کرتی رہتی ہے۔اس کے دوستوں نے اسے مشورہ دیا کہ اس کے لئے ایک تندور بناؤ اور اس میں آگ جلا کر اس میں اس کو پھینک دو۔اس نے اپنے دوستوں کے کہنے پر ایک تندور بنوایا اور پھر اس میں لکڑیاں ڈال کر آگ لگا دی وہ آگ تین دن تک جلتی رہی اس طرح وہ تندور خوب گرم ہو گیا۔تیسرے دن اس نے اپنے دوستوں کو بلایا اور سب نے مل کر اس کی بیوی سے کہا کہ تو ہر وقت یا واحد' یا واحد کا ورد کرتی رہتی ہے اگر تجھے اس واحد کے ساتھ اتنی ہی محبت ہے تو پھر اس کی خاطر اس تندور میں کود جا۔

عورت نے کہا ٹھیک ہے اور اپنے کپڑے سنبھال کر بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ کر یہ کلمات پڑھتی ہوئی تندور میں داخل ہو گئی''یا دلیل المتحیرین یا غیاث المستغیثین''اس بدبخت شخص نے اپنے دوستوں کی مدد سے تندور کا منہ بند کر دیا اور اس پر مٹی لیپ دی اور کہا کہ شکر ہے ہمیں اس سے نجات حاصل ہو گئی۔

پھر تین دن گذر جانے کے بعد انہوں نے سوچا کہ کیوں نہ تندور کھول کر اس کا حشر دیکھا جائے یہ سوچ کر انہوں نے تندور کا منہ کھولا تو دیکھا کہ وہ عورت صحیح سلامت کھڑی نماز پڑھ رہی تھی یہ دیکھ کر وہ حیران رہ گئے اور اپنے کیے پر رب تعالیٰ سے توبہ کی۔

Marfat.com

حکایت نمبر ۴

میں یہ کھجوریں نہیں کھاؤں گی

کہا جاتا ہے کہ حضرت رابعہ بصریہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو حضرت مالک بن دینار اور رباح بن قیس ان کی عیادت کے لئے ان کے پاس حاضر ہوئے۔ ان دونوں نے آپ کی حالت کو دیکھا تو کہا کہ رابعہ آپ کتنی کمزور ہو گئیں ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں گناہوں نے مجھے کمزور کر دیا ہے۔ انہوں نے پھر کہا کہ اس وقت آپ کو دنیا کی کسی چیز کی خواہش ہو تو فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں تیس سال سے سیب کھجور کھانے کی خواہش کرتی رہی مگر کھا نہ سکی۔ حضرت مالک بن دینار یہ سن کر پریشان ہو گئے اور سوچنے لگے کہ بصرہ میں رہتے ہوئے بھی تیس سال تک کھجور نہ کھا سکیں یہ سوچ کر آپ اٹھے اور باہر آ کر کھجوریں لینے کے لئے چل دیئے۔ اسی دوران آپ نے فضاء میں ایک کوے کو دیکھا جو اپنی چونچ میں کوئی تھیلی سی اٹھائے ہوئے اڑتا آ رہا تھا وہ کو اقریب آیا اور پھر اس نے تھیلی آپ کے اوپر پھینک دی۔ آپ نے اس تھیلی کو ہوا میں ہی پکڑ لیا اور اسے کھول کر دیکھا تو اس میں تازہ کھجوریں تھیں کھجوریں اتنی عمدہ تھیں۔ کہ آپ نے پہلے کبھی ایسی کھجوریں نہ دیکھی تھیں آپ نے وہ کھجوریں لیں اور حضرت رابعہ کے پاس آ گئے وہاں آ کر عرض کرنے لگے کہ بس یہ کھجوریں کھا لیں اور اپنی خواہش پوری کر لیں۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ یہ کھجوریں کہاں سے آئیں ہیں تو آپ نے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ آپ نے یہ واقعہ سن کر فرمایا کہ میں یہ کھجوریں نہیں کھا سکتی کیونکہ پتہ نہیں کوے نے کھجوریں کہاں سے اٹھائی ہوں گی ہو سکتا ہے کسی ظالم کے باغ کی ہوں یا کسی مظلوم کے باغ کی ہوں۔ لہٰذا میرے لئے ان کا کھانا درست نہیں ہے۔ اب میں اپنے رب کے پاس جا کر ہی کھجوریں کھاؤں گی۔ تھوڑی دیر گزرنے کے بعد آپ نے فرمایا کہ اب تم سب جاؤ۔ اور مجھے اور میرے رب کو تنہا چھوڑ دو۔ یہ سن کر سب لوگ روتے ہوئے وہاں سے اٹھ کر باہر آ گئے اس کے تھوڑی دیر بعد انہوں نے کسی نداء دینے والے کو سنا کہ وہ کہہ رہا تھا: يَآ أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً (اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف لوٹ آ و راضی حالت میں اور تمہارا رب بھی تجھ سے راضی ہے) آپ فرماتے ہیں کہ نداء سننے کے بعد ہم نے دروازہ کھول کر دیکھا تو آپ سجدہ میں سر رکھے ہوئے تھیں اور روح آپ کے بدن سے پرواز کر چکی تھی۔

Marfat.com

حکایت نمبر ۵

پردہ داری

خلیفہ ہارون الرشید (امیر المؤمنین) کی بیوی زبیدہ ایک روز گھر میں بیٹھی بالوں میں کنگھی کر رہی تھیں کہ اچانک ایک غلام (نوکر) اندر آ گیا۔ آپ نے فوراً پردہ کر لیا اور اس سے پوچھا کہ کیا تو نے میرے بالوں کو دیکھا ہے۔ اس نے کہا: جی ہاں میری نظر آپ کے بالوں پر پڑ گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جاؤ حجام کو بلا لاؤ۔ حجام آیا تو آپ نے فرمایا: میرے بال کاٹ ڈالو کیونکہ وہ بال جنہیں غیر محرم نے دیکھا ہو وہ اس لائق نہیں کہ انہیں سر پر رہنے دیا جائے۔

حکایت نمبر ۶

دل کی مراد

ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: اے پروردگار عالم! مجھے اپنے دوستوں میں سے کسی دوست سے ملا دے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ جاؤ فلاں جنگل میں میرا ایک دوست رہتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس جنگل میں تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے ایک بڑھیا کو دیکھا جس کے نہ ہاتھ تھے نہ پاؤں اور آنکھیں بھی نہ تھیں۔ علاوہ ازیں وہ کوڑھ کے مرض میں مبتلا تھی اور چیونٹیوں، مکھیوں اور بھڑوں نے اس کے جسم کو چھپا رکھا تھا۔ لیکن وہ اپنی زبان سے کہے جا رہی تھی: ''اے اللہ تیری نعمتوں اور احسانوں کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔''
حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ سب دیکھ کر حیران رہ گئے اور اس بڑھیا سے پوچھنے لگے: اے بڑھیا! نہ تو تیرے ہاتھ پاؤں سلامت ہیں نہ ہی تیری آنکھیں درست ہیں اور پھر تیرے بدن کو کیڑے مکوڑے چاٹ رہے ہیں تو کس نعمت اور احسان پر اللہ کا شکر ادا کر رہی ہے۔ اس بڑھیا نے جواب دیا: اے روح اللہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسا دل عطا فرمایا ہے جو اس کی توحید کی سمجھ بوجھ رکھتا ہے اور ایسی زبان عطا فرمائی ہے جو تنہائی میں اس کا ذکر کرتی ہے۔ میں کیوں نہ ان نعمتوں پر اللہ کا شکر ادا کروں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا: اے بڑھیا! اس جنگل میں تو اکیلی ہے تو تیری دیکھ بھال کون کرتا ہے۔ اس نے کہا: میری دیکھ بھال وہی ہستی کرتی ہے جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا: تیری کوئی خواہش ہو تو بتا۔ اس نے کہا: میری ایک خواہش

Marfat.com

ہے کہ میری ایک بیٹی ہے جو اس جنگل میں میری دیکھ بھال کیا کرتی ہے' وہ اب جوان ہو چکی ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کا کوئی بندوبست کر دے۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس بڑھیا کے پاس سے چلے آئے۔ آپ نے راستے میں شیر دیکھا جو کسی نوجوان لڑکی کو کھا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: بڑھیا کے دل کی مراد پوری ہو گئی۔

حکایت نمبر ۷

شہر اچھے کہ بن؟

کہا جاتا ہے کہ ایک دن حضرت حسن بصری اور حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہما حضرت رابعہ کی زیارت کے لئے گئے۔ حضرت رابعہ نے سمندر کے کنارے ایک جنگل میں اپنے لئے جھونپڑا بنا رکھا تھا اور چالیس سال سے اسی میں رہ رہی تھیں۔ جب یہ حضرات ان کی زیارت کے بعد واپس آئے تو ان کے رشتہ داروں کو اپنے پاس بلایا اور ان سے کہنے لگے کہ تم ان کا خیال کیوں نہیں رکھتے! نہ ہی تم ان کی خدمت کرتے ہو۔ تم نے انہیں جنگل میں تنہا چھوڑ رکھا ہے۔ ان کے کہنے پر ان کے رشتہ دار سب حضرت رابعہ کے پاس گئے اور کہنے لگے: ہماری مالکہ! آپ کے اس جھونپڑے میں تو کوئی دروازہ ہی نہیں ہے۔ ہمیں ڈر ہے کہ کوئی درندہ رات کے وقت آپ کو نقصان ہی نہ پہنچا دے۔ پھر ان سب نے بڑے اصرار سے اجازت لے کر ایک گھر تیار کیا اور آپ کو اس گھر میں منتقل کر دیا۔ جب رات کا وقت ہوا تو آپ نے اس گھر کا دروازہ بند کر دیا اور جب صبح ہوئی تو اس دروازے کو کھول دیا۔ آپ سوچنے لگیں کہ اس گھر میں تو مجھے روز رات کو دروازہ بند کرنا ہوگا اور صبح کو پھر اُسے کھولنا ہوگا۔ مجھ سے تو یہ نہ ہو سکے گا۔ لہٰذا آپ نے وہ گھر چھوڑا اور واپس اپنے جھونپڑے میں چلی گئیں۔

حکایت نمبر ۸

شرم و حیا والی آنکھیں

ایک دن ایک عورت کہیں جا رہی تھی۔ چلتے چلتے اچانک اس نے مڑ کر پیچھے دیکھا۔ اسے اپنے پیچھے ایک نوجوان آتا ہوا دکھائی دیا۔ اس عورت نے پھر چلنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دور جا کر اس نے پھر مڑ کر دیکھا تو وہی نوجوان اسے اپنے پیچھے آتا ہوا دکھائی دیا۔ اس عورت نے اس

Marfat.com

نوجوان سے پوچھا کہ تو کس لئے میرے پیچھے پیچھے چلا آرہا ہے۔ اس نے جواب دیا: اس لئے کہ تو میرا دل چھین کر لے گئی ہے۔ اس عورت نے پوچھا: تو میری کس چیز پر عاشق ہے اور تو نے میری کون سی جگہ دیکھی ہے۔ نوجوان نے کہا: تیری آنکھیں۔ میں نے ان کو دیکھا تو میرا دل ان کی طرف کھنچا چلا گیا۔ عورت نے اس کی بات سنی اور اپنے گھر چلی گئی اور وہ نوجوان اس کے دروازے پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر گزری ہو گی کہ خادمہ ایک تھال لے کر باہر آئی۔ اس نوجوان نے تھال میں دیکھا تو اس میں اس کی آنکھیں پڑی تھیں جنہیں اس نے نکال دیا تھا۔ اس نے خادمہ سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ مالکن کی آنکھیں ہیں جو اس نے یہ کہہ کر نکال دی ہیں کہ جن آنکھوں کو غیر محرم دیکھتا رہے میں انہیں اپنے سر میں نہیں رہنے دوں گی۔ وہ نوجوان یہ سب دیکھ کر غمگین ہو گیا اور واپس چلا گیا۔ دوسرے دن وہ صورت حال کا جائزہ لینے کے لئے پھر آیا۔ اس نے دیکھا کہ بہت سے لوگ وہاں جمع تھے اور رو رہے تھے۔ اس نے لوگوں سے پوچھا کہ یہاں کیا ہوا اور لوگ کیوں رو رہے ہیں؟ اسے بتایا گیا کہ اس گھر میں ایک عورت فوت ہو گئی ہے۔ وہ عورت کل کسی کام سے نکلی تو کسی اجنبی نے اس کی آنکھیں دیکھ لیں۔ پس اس نے اپنی ان آنکھوں کو نکال دیا اور اس کے درد کی وجہ سے فوت ہو گئی۔

حکایت نمبر ۹

نمرود کی بیٹی

کہا جاتا ہے کہ نمرود کی ایک بیٹی تھی جس کا نام رحیمہ تھا لیکن اسے "رُعبا" کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ جب نمرود لعین نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو دہکتی آگ میں پھینکا تو اس وقت وہ لڑکی اوپر محل پر سے یہ منظر دیکھ رہی تھی۔ جب اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا اور آپ کے اردگرد مہکتے گلاب کے پودوں اور پانی اور درختوں کو دیکھا جن پر پرندے چہچہا رہے تھے تو بڑی حیران ہوئی اور دل میں کہنے لگی کہ میرا باپ تو کچھ بھی نہیں ہے۔ قدرت، عزت اور بادشاہی تو اللہ رب العالمین کی ہے جو ابراہیم کا رب ہے۔ میرا والد تو جھوٹا ہے اور عاجز ہے۔ وہ تو ایک آدمی کو ہلاک کرنے پر بھی قادر نہیں۔ وہ یہ سوچتی ہوئی اکیلی ہی اپنے محل سے نکلی اور آگ کے قریب آ گئی۔ اس نے باہر سے حضرت ابراہیم کو پکارا: اے ابراہیم! کیا آپ کے علاوہ بھی کوئی آپ کے رب کی بارگاہ میں اجازت پا سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ہاں

Marfat.com

وہ شخص جس کا دل میرے رب کے لئے خالص ہو تو آگ میں اس کا حال بھی اسی طرح ہوگا جس طرح میرا حال ہے۔ اس نے کہا کہ میں چاہتی ہوں کہ تمہارے رب کے ساتھ صلح کرلوں۔ آپ نے فرمایا: تو پھر آگ میں داخل ہو جاؤ۔ اس نے آگ میں داخل ہونا چاہا تو ڈر گئی۔ آپ نے فرمایا: ذرومت اسی وقت آگ کو حکم ہوا۔ اے آگ! میری بندی کی حفاظت کر۔ اس کے بعد وہ آگ میں داخل ہوگئی۔ وہ جس جگہ پاؤں رکھتی تھی اللہ کے حکم سے وہاں سے آگ ٹھنڈی ہو جاتی اسی طرح وہ چلتے چلتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچ گئی اور کہنے لگی "لا الہ الا اللہ ابراہیم خلیل اللہ" میں نے یہ ارادہ کرلیا ہے کہ میں جب تک زندہ رہوں گی آپ کے دین کو نہیں چھوڑوں گی اور اپنے ظالم سرکش والد کو بھی دعوت دوں گی' ہوسکتا ہے کہ وہ میری نصیحت مان لے۔ یہ کہہ کر وہ واپس آئی اور اپنے والد کے پاس چلی گئی جو اس وقت تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے لشکری اس کے اردگرد جمع تھے' کچھ کھڑے تھے اور کچھ بیٹھے تھے۔ وہ اس کے پاس جا کر کھڑی ہوگئی اور کہنے لگی: اے میرے باپ! تو کب تک جھوٹے دعوے کرتا رہے گا کیونکہ خدائی اور قدرت وطاقت تو اس خدا کے لئے ہے جس نے ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ میں گلاب کے پھول' سبزہ' باغات اور بہتا دریا پیدا کر دیا ہے۔ بادشاہی تو اس کی ہے تیری کیا بادشاہی ہے۔ تو تو ایک آدمی کو گزند پہنچانے سے عاجز ہے اور اس پر قادر نہیں ہے' ساتھ ہی اس نے کلمہ پڑھا "لا الہ الا اللہ ابراہیم رسول اللہ" اس کا لعنتی باپ یہ سن کر غصے میں آ گیا اور اس سے کہنے لگا: اپنے دین سے پھر جا' اپنی جان پر ظلم نہ کرو ورنہ میں تجھے ایسی سزا دوں گا کہ دنیا والے اس سے عبرت حاصل کریں گے۔ اس نے کہا: میں دین حق کو ہرگز نہیں چھوڑوں گی اور نہ ہی اپنے رب کی نافرمانی کروں گی تو جو چاہے کر لے۔ اس نے یہ سن کر اپنے کارندوں کو حکم دیا تو انہوں نے اس کے کپڑے اتار دیئے اور اسے پیٹنا شروع کر دیا لیکن وہ اپنے دین سے نہ پھری۔ پھر نمرود نے اس کے دونوں ہاتھ کاٹ دینے کا حکم دیا۔ اس کے کارندوں نے اس کے دونوں ہاتھ کاٹ دیئے لیکن اس اللہ کی بندی نے اُف تک بھی نہ کی پھر نمرود نے اسے مختلف سزائیں دیں لیکن وہ اپنے دین پر ڈٹی رہی۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو وحی فرمائی کہ وہ جنت میں جائے اور اس کے لئے وہاں سے اعلیٰ پوشاک لے کر اس کے پاس جائے۔ وہ فرشتہ پوشاک لے کر اس کے پاس گیا اور وہ پوشاک اس کو دی اور ساتھ ہی اپنے نورانی پر اس کے بدن پر ملے تو اس کے تمام زخم اللہ کے حکم سے درست ہو گئے۔ اس نے وہ

Marfat.com

پوشاک پہن لی پھر ایک تیز ہوا آئی اور اسے اڑا کر انجانے مقام پر لے گئی جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

حکایت نمبر ۱۰

ایک نیک عورت

بنی اسرائیل میں ایک پارسا عورت رہا کرتی تھی۔ اس نے کئی برسوں تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی یہاں تک کہ وہ برسوں کے مجاہدوں کی وجہ سے اس مقام کو پہنچ گئی کہ ایک جمعہ سے دوسرے جمعے تک کا روزہ رکھنے لگی۔ کتنا ہی عرصہ اسی طرح گزر گیا۔ ایک رات جب وہ روزہ افطار کرنے لگی تو اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ میرا ایک رب بھی ہے جس سے محبت کا میں دعویٰ کرتی ہوں پھر میں کھانے پینے میں مصروف بھی رہتی ہوں اور اسی دوران اس کے کام سے غافل رہتی ہوں۔ اگر میرے رب کا فرشتہ موت میرے پاس آیا اور میں کھانے میں مصروف ہوئی تو قیامت کے روز میں اپنے رب کو کیا جواب دوں گی۔ اس نے یہ سوچ کر کھانا چھوڑ دیا اور نماز میں مصروف ہوگئی۔ اس طرح ایک لمبا عرصہ گزر گیا۔ اس دوران جب بھی وہ کھانا کھانے کا ارادہ کرتی تو اللہ کی توفیق اور اس کی ملاقات کے شوق سے وہ ایسا کرنے سے رک جاتی۔ اسی طرح ایک رات اس نے کچھ کھانے کا ارادہ کیا تو اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید یہ میری آخری رات ہو اگر میں اسے کھانے پینے میں گزار دوں گی تو یہ ضائع ہو جائے گی۔ اس نے یہ سوچا اور پھر نظر اٹھا کر دیکھا تو اسے ایک پاکیزہ خوبصورت نوجوان نظر آیا جس نے عمدہ لباس زیب تن کر رکھا تھا اور اچھی خوشبو لگا رکھی تھی۔ وہ نوجوان اس کے قریب آیا اور سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا کہ تو کون ہے؟ اس نے کہا: اے اللہ کی محبوب بندی! میں اللہ تعالیٰ کا فرشتہ ہوں۔ اس نے پوچھا: تو کیا چاہتا ہے؟ فرشتے نے کہا: اٹھو اللہ تعالیٰ تجھے یاد فرما رہا ہے۔ اس عورت نے کہا: ذرا دیر کے لئے رک جا، میں اپنے رب کو سجدہ کرلوں۔ اس نے کھانے کا تھال پھینکا اور رب کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوگئی اور پھر اسی حالت میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کے شوق میں جان جانِ آفرین کے سپرد کردی۔

☆☆☆

Marfat.com

باب نمبر ۱۴

بچوں کی اطاعت شعاری اوران کی کرامات

حکایت نمبر ۱

میت کہاں گئی؟

فتح موصلی کہتے ہیں کہ ایک دن میں جنگل میں چلا جارہا تھا کہ دن چڑھ گیا اور گرمی بھی سخت ہوگئی۔ اسی دوران میں نے ایک بچہ دیکھا جو اکیلا ہی پیدل چلتا جارہا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تو کہاں جارہا ہے؟ اس نے کہا: میں نے سنا ہے کہ اس روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کا ایک گھر ہے بس میں اسی کو دیکھنے جارہا ہوں۔ میں نے پوچھا: تیرا زادراہ کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ جو آدمی سخی کے گھر جاتا ہے وہ اپنے ساتھ کھانا نہیں لے کر جاتا۔ میں نے کہا: ننھے بچے! راستہ بہت طویل ہے اور تیرے قدم چھوٹے ہیں اور پھر تو پیدل چل رہا ہے اس طرح تو تو حج کے دنوں میں وہاں نہیں پہنچ سکے گا۔ اس نے کہا: چلنا میرا کام ہے اور وہاں پہنچانا میرے رب کا کام ہے۔ میں اس کی بات سن کر اپنے کسی کام میں مشغول ہوگیا۔ پھر میں نے اسے کبھی نہ دیکھا حتیٰ کہ حج شروع ہوگیا۔ میں نے بھی حج کیا اور پھر قربانی کے دن اپنی گائے ذبح کرنے لگا تو میں نے اسی بچے کو پہاڑ پر بیٹھے دیکھا اور غور سے سنا تو وہ کہہ رہا تھا کہ اے میرے پروردگار اور میرے مالک! آج لوگ تیری رضا کی خاطر اپنی قربانیاں ذبح کررہے ہیں۔ تو جانتا ہے کہ میرے پاس میری ننھی جان کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ اگر شریعت مطہرہ میں انسان (آدمی) کی قربانی جائز ہوتی تو میں تیری خوشنودی کے لئے اپنے آپ کو ذبح کردیتا۔ اتنا کہہ کر اس نے اپنی انگلی کو اپنے حلق پر پھیرا اور پھر نیچے گر کر فوت ہوگیا۔ میں نے فوراً لوگوں کو آواز دی اور کہا کہ لوگو! اللہ کا ایک ولی فوت ہوگیا۔ پھر میں نے اسے اپنے ہاتھوں سے غسل دیا اور کفن پہنایا اور وہاں موجود تمام لوگوں نے اس کی نماز جنازہ ادا کی۔

Marfat.com

جب جنازہ ادا کر چکے تو اس کی میت ہوا میں بلند ہوئی اور کسی نامعلوم سمت چلی گئی۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ اسے کہاں لے گیا۔

حکایت نمبر ۲

ننھا مجاہد

منصور بن عمار کہتے ہیں کہ ایک بار میں روم کی جنگ میں شرکت کے لئے جا رہا تھا کہ راستے میں اچانک میں نے رکو رکو کی آواز سنی۔ میں اس آواز کی طرف متوجہ ہوا تو دیکھا کہ وہ ایک خوبصورت عورت تھی جو مجھ سے کہہ رہی تھی کہ "رک جاؤ" میں ڈر گیا کہ کہیں یہ ابلیس ہی نہ ہو یہ سوچ کر میں نے اپنے گھوڑے کی رفتار اور تیز کر لی تا کہ وہ مجھے اپنے مکروفریب میں مبتلا کر کے جنگ میں شرکت سے محروم ہی نہ کر دے۔ لیکن اس عورت نے مجھے پھر آواز دی اور کہا: "اے امیر المؤمنین! ذرا رکئے" میں رک گیا تو وہ عورت میرے قریب آ گئی۔ پھر اس نے اپنا ہاتھ اپنے لباس میں داخل کیا اور ریشم کا ایک ٹکڑا باہر نکالا۔ اس ریشم کے ٹکڑے میں بال تھے۔ وہ مجھ سے کہنے لگی: اے امام المسلمین! یہ میرے سر کے بال ہیں انہیں لے لیں اور ان کے ساتھ اپنے گھوڑے کو باندھ لیا کریں تا کہ حشر کے دن یہ کہا جا سکے کہ یہ وہ عورت ہے جس نے اپنے سر کے بالوں کے ساتھ غازیوں کے گھوڑوں کو باندھنے کے لئے رسی تیار کی تھی۔ میں نے اس کے وہ بال لے لئے اور آگے بڑھ گیا۔ جب میں روم پہنچ گیا تو وہاں میدان جنگ میں میں نے ایک بچے کو دیکھا جس کے ہاتھ میں چھوٹا سا نیزہ تھا اور وہ گھوڑے پر سوار تھا۔ ادھر سے کفار بھی مقابلے کے لئے آ گئے اور پھر نقارہ جنگ بج گیا۔ میں نے بھی اپنے ہتھیار تیار کئے اور گھوڑے کو ایڑ لگا کر اسے بھگا دیا۔ اچانک میں نے اس بچے کو ایک بار پھر دیکھا تو مجھ سے رہا نہ گیا لہٰذا میں نے اس سے کہا: میرے بچے! تم واپس لوٹ جاؤ کیونکہ تم جنگ کی باریکیوں کو نہیں سمجھتے ایسا نہ ہو کہ کوئی نقصان اٹھا بیٹھو۔ اس نے جواب دیا کہ علماء تو فرماتے ہیں کہ عام حالات میں بھی کافروں سے پیٹھ پھیر کر جانا جائز نہیں۔ اگر ایسا ہے تو پھر جنگ کے وقت پیٹھ پھیر کر جانا کیسے درست ہو سکتا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ تیرے پاس تو اس ایک نیزے کے سوا ہتھیار بھی کوئی نہیں ہے۔ ابھی ہم یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ کافروں کے لشکر سامنے آ گئے۔ لہٰذا وہ بچہ بھی مسلمانوں کی صفوں میں جا کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے بعد دونوں طرف سے مقابلہ کرنے والے جنگجو باہر نکلے اور اس کے بعد عام جنگ شروع ہو گئی۔

Marfat.com

کچھ دیر گزری تو وہی بچہ میرے پاس آیا اور بڑی منتیں کر کے کہنے لگا کہ اے امیر المسلمین! مجھے صرف تین تیر دے دیں۔ میں نے کہا ایسا تو کبھی کسی نے نہیں کیا کہ جنگ میں اپنے ہتھیار کسی دوسرے کو دے دے میں تمہیں کیسے ہتھیار دے سکتا ہوں۔ اس نے بہت زیادہ اصرار کیا تو میں نے اس شرط پر اسے تین تیر دے دیئے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے جنگ میں اس کی شرکت کو قبول فرما لیا اور اسے شہادت کی نعمت عطا فرما دی تو پھر قیامت کے دن وہ اللہ کی بارگاہ میں میری شفاعت کرے گا۔ اس نے یہ شرط قبول کر لی اور تیر لے لئے۔ پھر اس نے ایک تیر پھینکا جو ایک کافر کے سینے میں جا کر لگا اور اس کے سینے کے آر پار ہو گیا۔ پھر اس نے دوسرا تیر ایک اور کافر کی پیشانی پر مار دیا جس سے وہ بھی وہیں ڈھیر ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے مجھ سے کہا کہ اے امیر المسلمین! میری موت قریب آ گئی ہے۔ یہ سن کر میں اس کے پیچھے ہو لیا۔ تھوڑی دور جا کر اس نے مجھ سے کہا کہ وہ عورت جس سے آپ نے بال لئے تھے وہ میری والدہ تھی۔ جب آپ یہاں سے واپس جائیں تو یحییٰ علاق کے پاس جانا اس کے پاس ایک توبڑا ہے جو میری اس کے پاس امانت ہے وہ اس سے لے کر میری والدہ کو دے دینا اور اس سے کہنا کہ یہ قیامت تک میری تیرے پاس امانت ہے۔ اتنا کہہ کر اس نے تیسرا تیر چلایا اور ایک اور کافر کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ایک دوسرے کافر نے اسے دیکھا تو اس کا پیچھا کرنا شروع کر دیا اور اس کے سینے میں نیزہ مارا جو اس کے سینے سے آر پار ہو گیا۔ وہ بچہ گرا اور اسی جگہ فوت ہو گیا۔ جب جنگ ختم ہوئی تو میں نے اس بچے کو اٹھایا اور اس پر نماز ادا کر کے ایک قبر کھودی اور اس میں اسے دفن کر دیا۔ لیکن زمین نے اسے قبول نہ کیا اور اٹھا کر باہر پھینک دیا۔ میں یہ دیکھ کر بڑا غمگین ہوا۔ میں نے دل میں سوچا کہ اگر یہ اسی طرح باہر پڑا رہا تو ہو سکتا ہے کافر اس کی لاش کی بے حرمتی کریں۔ میں یہ سوچ کر اٹھا اور دو رکعت نماز ادا کر کے رب کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھا کر عرض کی: اے میرے خالق و مالک! اگر تیرے اس عاجز بندے کا تیری بارگاہ میں کوئی مقام ہے تو کرم فرما اور ہمیں اس کی ذمہ داری سے فارغ فرما۔ ابھی میں یہ دعا مانگ کر فارغ ہی ہوا تھا کہ بہت سے پرندے آ گئے جنہوں نے اسے چیر پھاڑ کر کھانا شروع کر دیا۔ میں یہ منظر دیکھ کر رو پڑا اور رب کی بارگاہ میں عرض کرنے لگا: اے مولا! تو ہی اس بچے کے بارے میں بہتر جانتا ہے۔ اس کے بعد ہم اپنے شہر واپس لوٹ آئے۔ میں یحییٰ علاق کے پاس پہنچا' اس سے وہ توبڑا لے کر اس بچے کے گھر گیا اور جب ہم نے دروازہ کھٹکھٹایا تو اس کی بہن نے دروازے کے پیچھے سے مجھے دیکھا اور اپنی ماں سے کہنے لگی: اماں! امیر اور کچھ دوسرے آدمی آئے

Marfat.com

ہیں لیکن میرا بھائی ان کے ساتھ نہیں آیا۔ اس کی والدہ یہ سن کر باہر آئی اور ہم سے کہنے لگی: افسوس ناک خبر ہے یا بابرکت؟ میں نے اس سے کہا: بابرکت کہ وہ شہید ہو گیا ہے' اسے مار دیا گیا اور اب وہ جنت میں پہنچ چکا ہے۔ یہ سن کر اس نے اپنے پیراہن کو اٹھایا اور ایک کالا کمبل' زنجیر اور ہتھکڑی باہر نکال کر ہمیں دکھائی اور کہنے لگی: میرا بیٹا ہر رات یہ کھردار کمبل پہنتا اور زنجیر کے ساتھ اپنے آپ کو باندھ لیتا اور ہاتھوں پر ہتھکڑیاں لگا لیتا اور پھر صبح تک اسی حالت میں روتا رہتا۔ یہ سن کر میں نے اس عورت سے کہا کہ میں نے اس کے حوالے سے ایک عجیب منظر دیکھا ہے۔ وہ کہنے لگی: وہ کیا؟ میں نے کہا: وہ یہ کہ میں نے اسے کئی بار دفنایا لیکن زمین نے ہر بار اسے نکال کر باہر پھینک دیا بالآخر اسے درندے کھا گئے۔ وہ عورت بتانے لگی کہ وہ پوری رات دعا کیا کرتا تھا اور مسلسل رو رو کر رب کی بارگاہ سے یہی سوال کرتا تھا کہ اے پروردگار! مجھے پرندوں اور درندوں کا رزق بنادے تاکہ میں اپنی قبر میں اکیلا اور تنہا نہ رہوں اور جب قیامت کا دن ہو تو میرا حشر ان درندوں کے پیٹ اور پرندوں کی پوٹوں میں ہو۔ اس کی یہ بات سن کر میں نے کہا: سبحان اللہ! یقیناً اس کی مانگی ہوئی دعا قبول ہو گئی۔

حکایت نمبر ۳

اللہ کی رحمت

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک بہن تھیں جن سے بڑھ کر اس زمانے میں شاید ہی کوئی نیک اور عبادت گزار ہو۔ ایک دن وہ فرمانے لگیں کہ بارہ سال ہو گئے' میرا دل چاہتا ہے کہ میں تازہ مچھلی کھاؤں لیکن میں نے کبھی اس بات کا کسی سے تذکرہ نہیں کیا۔ حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کی اس بات نے میرے دل پر بڑا اثر ہوا لہٰذا میں اٹھا اور سیدھا بازار چلا گیا۔ وہاں سے میں نے مچھلی اور روٹیاں خریدیں اور گھر واپس آنے لگا۔ واپسی پر میں نے ایک بچے کو دیکھا جو ایک تھیلا سا اٹھائے ہوئے تھا۔ اس نے مجھ سے کہا: اگر آپ اجازت دیں تو آپ کا یہ سامان میں اٹھا لوں۔ میں نے کہا: اٹھا لو۔ اس نے وہ سامان اٹھایا اور میرے ساتھ چلنے لگا۔ اتنے میں مؤذن نے اذان کہنا شروع کر دی۔ اس بچے نے مجھ سے کہا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا فرض ادا کر لینا چاہئے۔ لہٰذا ہم مسجد میں داخل ہو گئے اور نماز ادا کی۔ نماز کے بعد بچے نے اپنا تھیلا اُٹھایا اور ہم گھر کی طرف چل دیئے حتیٰ کہ گھر پہنچ گئے اور میں نے وہ سب کچھ اپنی بہن

Marfat.com

کے سامنے رکھ دیا۔ میری بہن مجھ سے کہنے لگی: بھائی! یہ سب کچھ اٹھا کر کون لایا ہے؟ میں نے کہا: ایک بچہ تھا' وہ اٹھا کر لایا ہے۔ اس نے کہا: اسے بھی اندر بلا لائیں تا کہ ہم سب مل کر کھانا کھائیں۔ میں باہر گیا اور اس سے کھانے میں شریک ہونے کو کہا۔ بچے نے جواب دیا: یہ وقت میرے کھانے کا نہیں ہے۔ میری بہن نے کہا: یہ بچہ اب کھانا نہیں کھائے گا بلکہ رات کو ہمارے ساتھ کھانے میں شریک ہوگا کیونکہ اس نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ اس کے بعد اس بچہ نے پانی کے ساتھ وضو کیا اور مسجد میں چلا گیا حتیٰ کہ سورج غروب ہوگیا۔ اس نے مغرب کی نماز ادا کی' نماز کے بعد وظائف مکمل کئے' پھر ہم گھر آ گئے اور کھانا کھانے بیٹھ گئے۔ اس بچہ نے تھوڑا سا کھانا کھایا اور کہنے لگا: اب میں واپس جانا چاہتا ہوں۔ ہم نے اس سے کہا کہ اب رات کافی بیت چکی ہے۔ اگر تو ہمارے پاس ہی رات گزار لے تو یہ بہتر ہوگا۔ اس نے کہا: ٹھیک ہے جیسے آپ کا حکم ہو۔ ہم نے اس کے لئے کمرہ خالی کر دیا اور اس میں ایک دیا اور پانی کا کوزہ رکھا اور اس سے کہا کہ دروازے کو اندر سے بند کرلو اور سو جاؤ۔ بچے نے کہا: آپ ہی دروازے کو باہر سے بند کر دیجئے گا۔

بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ اس کمرے کے اوپر والے کمرے میں میری بہن کی فالج زدہ بچی تھی۔ جو کئی سالوں سے چل پھر نہیں سکتی تھی۔ ہوا یوں کہ جب رات آدھی بیت گئی تو وہی فالج زدہ بچی صحیح وسالم چھت سے اتر کر اپنی ماں کے پاس آ گئی۔ ماں نے پوچھا: میری بیٹی کیا ہوا اور تو یہاں کیسے آ گئی حالانکہ تو تو چل پھر ہی نہیں سکتی۔ بچی نے کہا: ماں ہمارے گھر میں آج رات کون آیا ہوا ہے؟ ماں نے کہا: ایک چھوٹا بچہ آیا ہوا ہے۔ بچی نے کہا: اپنے کمرے میں رات کے شروع حصے سے لے کر اب تک اس کی تلاوت قرآن کی آواز سنتی رہی۔ پھر اس نے سجدہ میں سر رکھا اور رب کی بارگاہ میں دعا کی کہ اے میرے پروردگار! تیرا نام بڑا پاکیزہ ہے اور تیری محبت ہماری نگہبان ہے اور ہمارے دلوں میں تیرے عشق کی آگ روشن ہے۔ پس اگر تیری بارگاہ میں مجھ غلام کی کوئی وقعت ہے تو اس بچی کو اعضاء بخش دے اور اس مشقت سے اسے نجات عطا فرما اور رزق عطا فرما۔ پس اللہ تعالیٰ نے فوراً مجھے شفا عطا فرما دی اور مجھے میرے تمام اعضاء صحیح وسلامت لوٹا دیئے۔ ماں وہ بچہ اللہ کا ولی ہے۔ جب اس بچی نے یہ بات سنائی تو ہم سب اس کے کمرہ کی طرف گئے تو اس کے دروازے کو اندر اور باہر دونوں طرفوں سے بند پایا پھر ہم نے بڑی مشکل سے دروازہ کھولا تو دیکھا اندر کوئی بھی نہیں تھا۔

Marfat.com

حکایت نمبر ۴

اللہ تعالیٰ کے دیدار کا شوق

ایک بوڑھا شخص حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے امام المسلمین! میری ایک بچی ہے جو ہر وقت روتی رہتی ہے مجھے تو ڈر ہے کہ کہیں اس کی آنکھیں ہی نہ جاتی رہیں۔ لہٰذا آپ اسے کوئی نصیحت فرمائیں تاکہ وہ رونا چھوڑ دے۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بوڑھے کے ساتھ اس کے گھر گئے اور دیکھا تو واقعی اس کی بیٹی بیٹھی رو رہی تھی۔ آپ نے اس سے پوچھا: بیٹی! تو کیوں رو رہی ہے۔ تیرا والد تیری وجہ سے بڑا پریشان ہے اور اسے ڈر ہے کہ کہیں اتنا زیادہ رونے سے تمہاری آنکھیں ہی ضائع نہ ہو جائیں۔ اس بچی نے جواب دیا: شیخ محترم! دو باتیں ہیں۔ یا تو میری آنکھیں رب تعالیٰ کو دیکھ لیں گی یا نہیں۔ اگر تو میری آنکھیں رب تعالیٰ کے دیدار کی اہل ہیں تو پھر یہ کیا ان جیسی ہزاروں آنکھیں رب کے دیدار پر قربان ہیں اور اگر یہ نہ دیکھ سکیں تو پھر جو آنکھ اپنے رب کو ہی نہ دیکھ سکے اس کا اندھا ہونا زیادہ بہتر ہے اے شیخ محترم! اہل جنت کی آنکھ کی دو کیفیتیں ہوں گی یا تو وہ محبوب کے مشاہدہ میں محو ہوں گی یا پھر اس کے فراق میں روتی ہوں گی۔

حکایت نمبر ۵

اللہ کی محبت

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک چھوٹا بچہ تھا۔ ایک دن آپ اسے گود میں لے کر پیار کر رہے تھے اور اس کا منہ چوم رہے تھے۔ آپ کی چھوٹی بیٹی بھی پاس ہی بیٹھی تھی۔ اس نے آپ سے پوچھا: ابو جان! کیا آپ کو میرے بھائی سے محبت ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ یہ سن کر اس نے رونا شروع کر دیا۔ آپ نے سوچا شاید اپنے بھائی سے غیرت کھا کر رو رہی ہے۔ لہٰذا آپ نے اسے بھی گود میں اٹھایا' پیار کیا اور فرمایا کہ میں تم سے بھی پیار کرتا ہوں۔ اس نے یہ سن کر مزید زور سے رونا شروع کر دیا۔ آپ بڑے حیران بھی ہوئے اور پریشان بھی۔ اتنے میں اس بچی نے زور سے چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئی۔ پھر جب اسے افاقہ ہوا تو اپنے والد سے کہنے لگی: میں اس وجہ سے رو رہی تھی کہ ایک دن میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ "میں اللہ

Marfat.com

تعالیٰ سے محبت کرتا ہوں۔" تو جو شخص اللہ سے محبت کرتا ہو وہ مخلوق کی محبت میں کب گرفتار ہوتا ہے۔ آپ کو رب سے حیا نہیں آتی کہ اس کی محبت کا دعویٰ بھی کرتے ہیں اور پھر اس کے علاوہ دوسروں کی محبت کا دم بھی بھرتے ہیں۔ پھر اس نے یہ شعر پڑھا۔

ترجمہ: وہ ایسا حبیب ہے کہ کوئی دوسرا حبیب اس کا بدل نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اس کے علاوہ کسی اور کے لئے میرے دل میں کوئی جگہ ہے۔

وہ حبیب ایسا ہے جو میری سماعت و بصارت سے پوشیدہ ہے لیکن اس کے باوجود کوئی اور حبیب میرے دل تک نہیں پہنچ سکتا۔

حکایت نمبر ٦

خاموشی میں فائدہ ہے

کسی امیر آدمی کا ایک بیٹا تھا۔ جب وہ کچھ بڑا ہوا تو اس نے اپنے لوگوں سے کہا کہ کوئی ایسا اتالیق تلاش کرو جو میرے بچے کی تعلیم و تربیت کا خیال رکھے۔ انہوں نے ایک اتالیق تلاش کیا اور اسے بتایا۔ اس نے اپنے بیٹے کو اس اتالیق کے پاس بھیج دیا۔ یوں بچہ اس کے پاس جا کر رہنے لگا۔ جب کافی دن گزر گئے تو ایک دن وہ بچہ اپنے اتالیق سے کہنے لگا کہ میرے والد کے پاس بہت مال و دولت ہے اور میری وجہ سے وہ آپ کو بہت سامان دے گا۔ لہٰذا خدارا! آپ مجھے کوئی ایسی مختصر اور مفید چیز سکھا دیں جو دونوں جہانوں میں میرے لئے باعث نجات ہو اور میں اس پر عمل کروں تو پھر مجھے کسی اور چیز پر عمل کرنے کی ضرورت نہ رہے۔ اس کے اتالیق نے کہا: بیٹا! دونوں جہانوں کی نجات خاموشی میں ہے۔ لہٰذا خاموشی اپنی فطرت بنا لے۔ تو دونوں جہانوں میں کامیاب ہو جائے گا۔

بچے نے اپنے استاد کی بات سنی اور پھر اس پر عمل پیرا ہو گیا اور اس نے خاموشی اختیار کر لی۔ کئی دن گزر گئے اس نے کوئی بات نہ کی۔ لوگوں نے اسے بلانے کی بہت کوشش کی مگر بے سود۔ انہوں نے اس کے والد کو اطلاع دی تو اس نے سمجھا شاید اسے کوئی بیماری لاحق ہو گئی ہے جس کی وجہ سے اس کی زبان خراب ہو گئی ہے لہٰذا اس نے طبیبوں اور قافیہ شناسوں کو بلایا کہ وہ اس کا علاج کریں اور اس کے علاج پر بہت سا روپیہ خرچ کر دیا لیکن اس نے پھر بھی گفتگو نہ کی۔ امیر آدمی بڑا غمگین ہوا اور کہنے لگا: ہائے افسوس! اس حسن و جمال کا کیا فائدہ جو زبان کے بغیر ہو۔ بہر حال اس

Marfat.com

تمام کے باوجود وہ امیر آدمی اپنے بچے کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتا۔ ایک دن وہ شکار پر گیا۔ اس کا بیٹا بھی اس کے ساتھ تھا۔ جنگل میں انہوں نے ایک پرندہ دیکھا جو جھاڑی میں چھپا بیٹھا تھا۔ پرندے نے آواز نکالی تو انہوں نے آواز سن لی اور پھر انہوں نے باز کو اڑا دیا۔ باز گیا اور اس پرندے کو پکڑ کر لے آیا۔ بچہ نے یہ دیکھا تو کہنے لگا: اے پرندے اگر تو خاموش رہتا تو بچ جاتا۔ بچہ کی گفتگو اس امیر کے ساتھیوں نے سن لی، وہ فوراً اس کے پاس گئے اور اسے بتایا۔ امیر نے انہیں انعام و اکرام سے نوازا اور انہیں حکم دیا کہ اس بات کو راز میں رکھنا۔ پھر اس نے اپنے بیٹے کو بلایا اور اس سے گفتگو کرنے لگا۔ لیکن بچے نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔ اس پر اسے غصہ آ گیا اور اس نے جلاد اور کوڑا منگوا لیا پھر اس نے حکم دیا اور جلاد نے اسے پیٹنا شروع کر دیا۔ بالآخر وہ لڑکا کہنے لگا کہ میرے استاد نے بالکل درست فرمایا تھا کہ "اگر میں خاموش رہوں گا تو سلامت رہوں گا"۔

حکایت نمبر ۷

حور سے شادی

بصرہ میں ایک آدمی رہا کرتا تھا جو بڑا دولت مند اور مال دار تھا۔ لیکن خدا کی رضا دیکھیں کہ اس کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی۔ آخر کار بڑھاپے کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے اسے ایک خوبصورت حسین و جمیل لڑکا عطا فرمایا۔ انہوں نے بڑی محبت اور شوق سے اس کی پرورش کی اور اس پر بڑا پیسہ خرچ کیا۔ کچھ عرصے بعد اس بچے کا والد فوت ہو گیا۔ اب وہ بیٹا اپنی ماں کے زیر تربیت رہنے لگا۔ جب وہ بچہ جوان ہوا تو حسن و جمال اور خوبصورتی میں مثال بن گیا۔ اس کی والدہ نے اسے فتنہ اور نظر بد سے بچانے کے لئے برقعہ پہنانا شروع کر دیا۔ تمام امراء اور بڑے بڑے لوگ اس کے پاس بیٹھنے کے لئے بے تاب ہونے لگے اور پھر اس کے لئے بہت سے لوگوں نے اپنی بیٹیوں کے رشتے پیش کئے مگر اس کی والدہ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں اپنے بیٹے کی شادی اس لڑکی سے کروں گا جو اس سے بھی بڑھ کر خوبصورت اور حسین ہوگی۔ لوگوں نے کہا کہ یہ تو محال ہے کیونکہ اس زمانے میں اس سے بڑھ کر خوبصورت کوئی نہیں ہے۔ المختصر یوں ہوا کہ ایک روز وہ اپنے بیٹے کو ساتھ لئے کہیں جا رہی تھی۔ بصرہ کے علماء میں ایک ہستی تھی جن کا نام عبداللہ بن یزید تھا۔ وہ لوگوں کو وعظ فرما رہے تھے اور انہیں پند و نصائح سے نواز رہے تھے اور ان کے ارد گرد لوگوں کا ایک بہت بڑا اجتماع تھا جو ان کی گفتگو کو سن رہا تھا۔ اس لڑکے کی والدہ نے جب دیکھا تو اپنے بیٹے سے کہنے لگی: بیٹے! آؤ ہم

Marfat.com

بھی اس محفل میں شریک ہو جائیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس عالم دین سے ہم کوئی ایسی بات سن لیں جو ہمیں دونوں جہانوں میں کام دے۔ بیٹے نے کہا: جیسے آپ کی مرضی۔ لہٰذا اس نے اپنا برقعہ ڈھیلا کیا اور خوب غور سے ان کی باتیں سننے لگا۔ ایک قاری نے قرآن مجید کی آیت تلاوت کی: ''اور وہ لوگ جو کہتے ہیں اے معمار کے پروردگار! ہمیں ہماری بیویوں اور اولادوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک نصیب فرما اور ہمیں متقیوں کا امام بنا دے۔'' واعظ نے اس آیت کے معانی و مطالب بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جنت میں ایسے بالا خانے ہوں گے جو ہوا میں معلق ہوں گے نہ تو ان کے نیچے کوئی ستون ہوگا اور نہ ہی اوپر کوئی زنجیر جس سے ان کو لٹکایا گیا ہو۔ بلکہ وہ بادلوں کی طرح ہوا میں معلق ہوں گے۔ جب اہل جنت انہیں دیکھیں گے تو وہ انہیں ستاروں کی مانند دیکھیں گے۔ ان میں سے ہر بالا خانے کے تین سو دروازے ہوں گے اور ہر دروازہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محل کے بالمقابل ہوگا۔ جب جنتی ان میں سے کسی بھی دروازے سے باہر دیکھیں گے تو انہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوگی۔ پھر ان میں سے ہر بالا خانے میں سرخ یاقوت کا بنا ہوا ایک تخت ہوگا۔ ہر تخت پر ستر ہزار نوری بستر بچھے ہوں گے۔ جن کے اوپر رحمتوں کی برسات ہوگی۔ ہر تخت کے نیچے سے چار نہریں جاری ہوں گی۔ ایک پانی کی ایک دودھ کی ایک شہد کی اور ایک شراب طہور کی اور ہر تخت پر ایسی حوریں ہوں گی جن کا سر والا حصہ کافور سے بنا ہوگا اور سینے کا حصہ عنبر سے اور سینے سے لے کر گھٹنوں تک کا حصہ کستوری سے اور گھٹنے سے لے کر نیچے تک کا حصہ زعفران کا بنا ہوگا اور ان میں سے ہر حور ستر حلے زیب تن کیے ہوگی جن میں سے ہر حلے کا رنگ دوسرے سے علیحدہ ہوگا۔ وہ اتنی نازک ہوں گی کہ ان کی پنڈلیوں کا گودا اس طرح چمکتا ہوا دکھائی دے گا جس طرح یاقوت کے دانوں میں سے دھاگہ نظر آتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک حور کی خدمت میں ستر کنیزیں ہوں گی جو اس کے بالوں کو سنوارنے میں لگی ہوں اور اسی طرح ان کے ہاتھوں میں عور (ساز) ہوں گے جنہیں وہ بجائیں گی۔ ان حوروں میں سے اگر کوئی ایک بھی دنیا پر ظاہر ہو تو اسکا نور سورج اور چاند پر غالب آ جائے۔ اس لڑکے کی والدہ نے جب یہ سنا تو سوچنے لگی کی بس یہی حور میرے بیٹے کے قابل ہے۔ وہ عورت مجمع میں سے اٹھی اور کہنے لگی: اے امیر المومنین! یہ حوریں کس کو ملیں گی؟ انہوں نے فرمایا کہ اس کو جو ان کا حق مہر ادا کرے گا۔ اس نے پوچھا: ان کا حق مہر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: دن کو

Marfat.com

روزہ رکھنا اور راتوں کو جاگ کر رب کی بارگاہ میں سجدہ کرنا' اللہ کی فرمانبرداری کرنا اور کفار کے ساتھ جہاد کرنا۔ یہ سن کر بوڑھی عورت نے کہا: ٹھیک مجھے یہ سب شرائط منظور ہیں۔ میں اپنے بیٹے کی شادی اس حور کے ساتھ کروں گی۔ وہ وہاں سے فوراً گھر گئی اور چالیس ہزار دینار لے کر آئی اور کہنے لگی: اے امام المسلمین! یہ لیں اور فقراء میں تقسیم کر دیں۔ مجھے یہ شادی منظور ہے۔ اس بات کو کافی عرصہ گزر گیا۔ اس دوران عبدالواحد بن یزید نے اعلان جنگ کر دیا اور اس کے لئے اس کے پاس بہت سے لوگ جمع ہو گئے اس نے ان سب کو جنگ کے لئے تیار کیا اور انہیں ضروری سامان حرب مہیا کیا اور پھر لشکر کی روانگی کے لئے ایک دن مقرر کر دیا۔ مقررہ دن سے پہلے پورے ملک میں جنگ کا شور مچ گیا اور ہر شہر میں منادی ہو گئی کہ مسلمانو! اللہ کی جنت خرید لو اور اللہ کے دین اور اس کے بندوں کی مدد کرو۔ اگر تم فاتح رہے تو تمہیں ثواب اور مال غنیمت ملے گا اور اگر شہید ہو گئے تو اللہ کا دیدار اور جنت کا انعام ملے گا۔ لوگ جوق در جوق اکٹھے ہو گئے۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا تو مجھے وہی لڑکا عربی گھوڑے پر سوار نظر آیا۔ اس نے مکمل اسلحہ زیب تن کر رکھا تھا اور اس کی ماں نے اس کے گھوڑے کی باگ تھام رکھی تھی۔ پھر اس کی ماں نے اسے الوداع کرتے ہوئے کہا: بیٹا! میں تجھے اللہ کی امان میں سونپتی ہوں۔ خوب محنت کرنا تاکہ تو جلدی اپنی دلہن کے پاس پہنچ جائے۔ جب جنگ شروع ہونے لگی اور دشمن سامنے آ گیا تو مسلمانوں نے بھی اپنی صفیں درست کر لیں اور اپنے دفاع کا جو بندوبست وہ کر سکتے تھے' کر لیا۔ پھر دونوں طرف سے جنگجو نکلے اور اپنے ہنر آزمانے لگے۔ اسی دوران اسی لڑکے نے بھی اپنا نقاب اتارا' اپنا نیزہ سیدھا کیا اور اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا دی۔ پہلے وہ آسمان کو دیکھتا اور پھر دشمن کو اور پھر بڑی جرأت مندی کا ثبوت دیتے ہوئے آگے بڑھنے لگا۔ میں نے اس سے کہا کہ تو آگے مت جا کیونکہ تجھے جنگ کی باریکیوں کا علم نہیں ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کسی مصیبت میں پھنس جائے۔ اس نے کہا: مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ میں مال غنیمت اور لونڈیوں کو نہیں دیکھ رہا۔ میں نے پوچھا: پھر تو کسے دیکھ رہا ہے؟ اس نے کہا: میں تو ان ستر ہزار حوروں کو دیکھ رہا ہوں جن میں سے ہر ایک کے سر پر تاج ہے اور وہ جنت کے کنارے پر کھڑی میری طرف دیکھ رہی ہیں۔ یہ سن کر میں تو روتے ہوئے پیچھے ہٹ گیا اور وہ جہاد میں مصروف رہا۔ جب دن خوب چڑھ گیا تو وہ بہت سے کفار کو واصل جہنم کرنے کے بعد پڑاؤ کی طرف واپس لوٹا اور آ کر کہنے لگا: مجھے وہاں جانے میں کتنی دیر ہو گئی ہے لہٰذا اس نے اپنا خود اتار

Marfat.com

دیا'نیزہ پھینک دیا اور تلوار لے کر دشمن کی صفوں میں گھس گیا۔ وہ نعرہ تکبیر بلند کرتا اور تلوار کے ساتھ دشمن پر حملہ کر دیتا۔ پھر بہت سے کافر اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کے گرد گھیرہ ڈال کر اس پر پے در پے وار کرنا شروع کر دیئے۔ اسی دوران اسے کاری ضرب لگی اور وہ زمین پر گر گیا۔ مسلمانوں نے یہ دیکھا تو انہیں بڑا دکھ ہوا اور ہر طرف ایک شور سا مچ گیا۔ بہر حال دونوں جانب سے پے در پے حملے ہوتے رہے اور پھر جب عصر کا وقت ہوا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا کی اور دشمن کو شکست فاش ہوگئی۔ جب رات چھا گئی اور لوگ ادھر ادھر بکھر گئے تو میں اٹھا اور مقتولوں کے درمیان اس کی لاش کو تلاش کرنے لگا۔ حتیٰ کہ مجھے خون اور مٹی میں لت پت اس کی لاش نظر آ گئی۔ اس کے چہرے سے آنکھوں کو خیرہ کر دینے والی نورانی شعاعیں پھوٹ رہی تھیں اور اس کے حلق سے خون بہہ رہا تھا اور اس خون میں کستوری کی سی خوشبو آ رہی تھی۔ میں نے اسے وہاں سے اٹھایا اور ایک طرف لے جا کر دفن کر دیا۔ بعد میں اس کی والدہ نے اسے خواب میں ایک تخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ اس کی ماں نے اس سے حوروں کے بارے میں پوچھا تو وہ کہنے لگا: امی جان! جب کفار نے مجھ پر کاری ضرب لگائی اور میں زمین پر گرا تو اللہ کی قدرت سے سیدھا حوروں کی گود میں ہی گرا تھا۔

حکایت نمبر ۸

اجنبی لڑکی

حضرت سلمان دارانی فرماتے ہیں کہ ایک روز میں نے انبیاء کرام علیہم السلام کی قبور کی زیارت کے لئے بیت المقدس جانے کا ارادہ کیا۔ لہٰذا میں گھر سے نکل پڑا۔ راستے میں مجھے ایک بچی ملی۔ اس نے مجھ سے پوچھا: شیخ محترم! آپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟ میں نے کہا: بیت المقدس جا رہا ہوں۔ اس نے کہا: اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں پکڑ یئے۔ میں نے پکڑا یا تو اس نے کہا کہ اپنی آنکھوں کو بند کر لیجئے۔ میں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ پھر اس نے کہا: اب اپنی انکھوں کھول لیں۔ میں نے آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو بیت المقدس میں ایک درخت کے نیچے کھڑا پایا۔ میرے پاس حلال کے کمائے ہوئے تین درہم تھے۔ وہ میں نے اسے دیئے اور کہا کہ بیٹی تم مجھے اکیلی نظر آ رہی ہو لہٰذا یہ رکھ لو ہوسکتا ہے تمہیں ان کی ضرورت پڑ جائے۔ یہ سن کر وہ بچی

Marfat.com

مسکرادی اور ہوا میں اپنی مٹھیوں کو بند کر کے کھولا تو ان میں سے ایک سونے سے بھری ہوئی تھی اور دوسری چاندی سے۔ پھر مجھ سے کہنے لگی کہ مجھے آپ کے درہموں اور دیناروں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اے خالی ہتھیلیوں والے! کیا تجھے اللہ کی رزاقی کا یقین نہیں تھا کہ گھر سے ہی سفر کا خرچ ساتھ لے کر نکلے ہو۔

حکایت نمبر ۹

دل کا تحفہ

حضرت شبلی کا ایک بھائی تھا۔ وہ بیان کرتا ہے کہ بچپن میں وہ ایک مکتب میں اتالیق کے پاس پڑھا کرتا تھا۔ اس اتالیق کے پاس امیر شہر کا لڑکا اور ایک موزہ گر کا لڑکا بھی پڑھا کرتے تھے اور ان کے علاوہ اور بھی بچے تھے۔ موزہ گر کا بچہ اکثر امیر آدمی کے لڑکے کے ساتھ ساتھ رہتا اس طرح اس کے دل میں اس کی الفت و محبت گھر کر گئی۔ ایک دن کوئی بہت بڑا رئیس اتالیق کے پاس آیا۔ اس نے پوچھا: یہ لڑکا کون ہے؟ اتالیق نے کہا کہ یہ امیر شہر کا لڑکا ہے۔ اس نے پھر کہا: یہ اس کے ساتھ دوسرا لڑکا کون ہے؟ اس نے کہا کہ یہ ایک موزہ گر کا لڑکا ہے۔ یہ سن کر اس رئیس نے اتالیق کو ملامت کی اور کہا کہ ان دونوں کو اکٹھا نہ رکھو کیونکہ موزہ گر کے بچے میں نہ ہی ادب واحترام ہوگا اور نہ ہی مروت واخلاق۔ لہٰذا اس کے گھٹیا اخلاق امیر شہر کے بیٹے میں بھی سرایت کر جائیں گے۔ اس طرح اتالیق نے موزہ گر کے لڑکے کو مکتب آنے سے منع کر دیا اور کہا کہ آئندہ وہ ادھر نہ آئے۔ بے چارے موزہ گر کے لڑکے کے دل پر امیر شہر کے لڑکے کی جدائی بڑی گراں گزری اور اس کی ملاقات کا شوق ہر وقت اس پر غالب رہنے لگا یہاں تک کہ وہ بیمار پڑ گیا۔ بے چارہ سارا دن اور ساری رات یونہی روتا رہتا۔ لیکن اس بات کا امیر زادے کو کوئی علم نہ ہوا۔ اس طرح اس کا مرض دن بدن بڑھتا گیا حتیٰ کہ وہ مرنے کے قریب پہنچ گیا۔ پھر کسی طرح اس بات کی اطلاع امیر زادے کو بھی ہو گئی لہٰذا اس نے اپنے نوکر کو اس کی عیادت کے لئے اس کے پاس بھیجا۔ وہ نوکر موزہ گر کے لڑکے کے پاس آیا اور اسے امیر زادے کا سلام کہا اور پوچھا کہ تجھے کیا بیماری ہے؟ موچی زادے نے دل میں سوچا مر تو جانا ہی ہے کیوں نہ کھل کر دل کی بات کا اظہار کر دوں لہٰذا اس نے کہا کہ جا کر امیر زادے سے کہہ دینا کہ میں صرف اور صرف تیری جدائی کی وجہ سے بیمار ہوا ہوں

Marfat.com

کیونکہ میرا دل تجھ پر مرمٹا ہے۔ نوکر واپس آ گیا اور جو کچھ اس نے کہا تھا سب امیر زادے کو بتا دیا۔ امیر زادے نے سن کر کہا کہ جاؤ اسے جا کر کہو کہ اگر تیرا دل میری طرف واقعی مائل ہے تو اپنا دل ہمیں بھیج دے۔ قاصد اس کا یہ پیغام لے کر اس کے پاس گیا اور اس کو امیر زادے کا پیغام سنا دیا۔ موچی زادے نے جواب سن کر کہا کہ ٹھیک ہے تو باہر جا کر بیٹھ جا اور پھر تھوڑی دیر کے بعد کمرے میں آ کر تھال کو اسی طرح اٹھا کر لے جانا اور اس کا کپڑا اٹھا کر مت دیکھنا اور یہ تھال امیر زادے کو جا کر پیش کر دینا۔ نوکر کے باہر نکل جانے پر اس نے چھری پکڑی' اپنا سینہ چاک کیا' اس میں سے دل نکال کر اسے تھال میں رکھ کر اسکو کپڑے سے ڈھانپا اور پھر خود بستر میں گھس گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ نوکر آیا اور تھال اٹھا کر امیر زادے کے پاس لے گیا۔ وہاں جا کر اس نے اسے ساری بات بتائی تو امیر زادے نے تھال پر سے کپڑا اٹھایا' دیکھا تو اس میں اس کا دل دھڑک رہا تھا۔ یہ دیکھ کر سب حیران رہ گئے۔ اس نے نوکر سے کہا: فوراً واپس جاؤ اور اس کا پتہ کرو۔ نوکر واپس موچی زادے کے پاس پہنچا' دیکھا تو وہ محرومیوں اور بے وفائیوں کے جہاں سے ہمیشہ کے لئے چھٹکارا پا چکا تھا۔

حکایت نمبر ۱۰

کعبہ یہاں کیسے؟

کہا جاتا ہے کہ ایک ترکی بادشاہ جس کا نام بغو کبیر تھا۔ اس کی کوئی اولاد نہ تھی۔ بالآخر اس کے ہاں ایک بچی پیدا ہوئی۔ جب وہ بچی بڑی ہوئی تو اسے پاگل پن لاحق ہو گیا اور وہ لوگوں سے دور دور رہنے لگی۔ بغو کو بھی اس بات سے آگاہ کیا گیا کہ اس کی بیٹی کو جنون لاحق ہو گیا ہے۔ اس نے تمام شہروں میں اپنے ہرکارے بھیج دیئے اور اعلان کروا دیا کہ جو بھی شخص میری بچی کا علاج کر دے گا میں اس کی شادی اس بچی سے کر دوں گا۔ یہ اعلان سن کر بہت سے طبیب آئے اور اس بچی کا علاج کرنے لگے لیکن اسے کوئی افاقہ نہ ہوا۔ بادشاہ یوں کرتا تھا کہ جو بھی حکیم اور طبیب اس کی بچی کا علاج میں ناکام ہو جاتا اسے قتل کروا دیتا۔ اس طرح بہت سے لوگ اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا: مجھے اس مصیبت سے لوگوں کو نجات دلانی چاہئے۔ لہٰذا آپ بھی وہاں تشریف لے گئے اور لوگوں سے کہا'

Marfat.com

کہ اس بچی کو لاؤ میں اس کا علاج کروں گا۔ میں بھی طبیب ہوں۔ آپ کو بتایا گیا کہ وہ بچی تو عرصہ دراز ہوا فلاں جنگل کی طرف بھاگ گئی ہے کیونکہ اس کا علاج کسی کے بس کی بات نہیں۔ آپ نے یہ سنا تو اس جنگل کی طرف چل دیئے۔ وہاں جا کر آپ نے جنگل کے باہر کھڑے ہو کر بلند آواز سے پڑھا: "اعوذ بالله من الشيطن الرجيم" اس کے بعد آپ نے سورہ بقرہ کی تلاوت شروع کر دی۔ ابھی آپ نے چند آیات ہی پڑھی ہوں گی کہ اس بچی نے آپ کی آواز سنی اور چیختی ہوئی درختوں کے ایک جھنڈ سے باہر آ گئی اور کہنے لگی: اے ابوالحسن نوری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آپ میرے حبیب کا کلام پڑھ رہے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا: تو نے میرا نام کہاں سے سیکھا حالانکہ تو ایک عجمی بچی ہے اور تجھے یہ کس نے بتایا کہ یہ تیرے حبیب کا کلام ہے۔ وہ بچی کہنے لگی: اے شیخ! کیا آپ کو علم نہیں کہ میں نے اس لئے یہ روپ دھار رکھا اور یہ حالت بنا رکھی ہے تا کہ اپنے آپ کو لوگوں سے بچا سکوں اور لوگوں سے دور رہ سکوں۔ اس کے بعد وہ کہنے لگی کہ ذرا اور پڑھیں۔ میں نے سورۂ بقرہ پڑھنا شروع کی اور سورۂ آل عمران تک پوری سورت پڑھ ڈالی۔ اس کے بعد میں نے اس سے کہا کہ بڑی افسوس ناک بات ہے کہ تو نے اپنی یہ حالت بنا رکھی ہے۔ کہنے لگی: میری یہ حالت اسی وجہ سے ہے کہ میں عورتوں کے درمیان رہی ہی نہیں۔ میں نے کہا کہ چلو اپنے والد کے پاس چلو تا کہ وہ میرے ساتھ تیری شادی کر دے۔ اس نے مجھ سے کہا کہ میرے ساتھ شادی کرنے میں آپ کو کیا فائدہ اور سکون حاصل ہو گا کیونکہ میں کسی کی طرف راغب نہیں ہوں۔ میں نے کہا کہ جب شادی کے بعد میں تمہارا شوہر بن جاؤں گا تو تمہاری طرف دیکھنا میرے لئے جائز ہو جائے گا پھر میں تمہیں حج کرنے کے لئے کعبۃ اللہ شریف لے جاؤں گا۔ وہ کہنے لگی: اے ابوالحسن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یہ کعبہ کیا چیز ہے۔ میں نے کہا: کعبہ شریف مکہ میں ہے اور لوگ وہاں ہر سال حج کرنے کے لئے جاتے ہیں اور اس کا طواف کرتے ہیں۔ میری بات سن کر اس نے آسمان کی طرف دیکھا اور کہا: اے پروردگار! تو نے مجھے اپنی اطاعت کے راستے پر بلایا تو میں نے لبیک کہی اور تیری خدمت میں چلی آئی۔ اپنے گھر والوں کو تیری محبت کی خاطر چھوڑ دیا۔ اس دنیا میں تیرا گھر ہے تیرے بندے اس کا طواف کرتے ہیں کیا مجھے تو کعبہ نہیں دکھائے گا۔ یہ کہہ کر وہ ایک سمت تیز تیز چل دی۔ میں بھی اس کے پیچھے ہو لیا اچانک ہمارے سامنے ایک جگہ آ گئی جہاں پر ایک نہر جاری تھی۔ وہ لڑکی اس نہر پر سے چلتی ہوئی

Marfat.com

دوسری جانب چلی گئی اور میں اس پار اپنی جگہ پر کھڑا اسے دیکھتا رہ گیا۔ اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ کعبتہ اللہ اس کے سامنے آ گیا اور اس نے اس کا طواف کرنا شروع کر دیا اور پھر مجھ سے مخاطب ہو کر کہنے لگی: اے امام المسلمین ابوالحسن نوری! جو انسان اپنے دل کو اللہ کے لئے خالص کر دیتا ہے اور فقط اس کی رضا کی خاطر پر عمل کرتا ہے' اسے کسی شوہر کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ ہی کسی زادراہ کی اور نہ ہی کسی سواری کی جو اسے کعبتہ اللہ تک پہنچا دے بلکہ کعبہ کو ہی اٹھا کر اس کے پاس حاضر کر دیا جاتا ہے اور جو اس مقام تک نہیں پہنچ سکتا اسے شوہر کی بھی ضرورت پڑتی ہے اور زادراہ کی بھی اور سواری کی بھی۔

☆☆☆

Marfat.com

باب نمبر ۱۵

غلاموں کا تقویٰ اور زہد

حکایت نمبر ۱

حبشی چرواہا......

وھب بن منبّہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک جنگل میں سے گزر رہے تھے۔ جب سورج نصف النہار پر پہنچا تو خوب گرمی ہوگئی اور آپ کو شدید پیاس محسوس ہونے لگی۔ آپ نے اپنے چاروں جانب نظر دوڑائی' کہیں بھی پانی کا کوئی نام ونشان نظر نہ آیا۔ آپ نے پانی کی تلاش شروع کردی اور بڑی کوشش کی کہ کہیں سے پانی مل جائے۔ اسی لئے آپ جنگل میں ادھر ادھر گھومنے لگے۔ اسی اثناء میں آپ نے ایک کالے حبشی کو دیکھا جس کے ہاتھ میں لاٹھی تھی اور وہ بکریاں چرا رہا تھا۔ آپ اس کے پاس تشریف لے گئے اور اسے سلام کہا۔ اس نے جواباً کہا: وعلیکم السلام اے اللہ تعالیٰ کے خلیل۔ آپ کو بڑا تعجب ہوا۔ آپ نے اس سے کہا کہ اے حبشی! تو نے کبھی بھی مجھے نہیں دیکھا پھر تجھے میرا نام کیسے معلوم ہے؟ اس کے بعد آپ نے اس سے فرمایا کہ مجھے پیاس لگی ہوئی ہے۔ کیا تم مجھے کچھ دودھ پلا سکتے ہو۔ اس نے کہا: اے اللہ تعالیٰ کے خلیل! آپ دودھ پینا پسند فرمائیں گے یا ٹھنڈا پانی؟ آپ نے اس سے فرمایا: اے حبشی! اس وقت سخت گرمی ہے۔ یہاں ٹھنڈا پانی کہاں سے ملے گا؟ وہاں ایک پتھر پڑا ہوا تھا۔ اس حبشی نے اپنی لاٹھی اس پتھر پر ماری تو پتھر پھٹ گیا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس میں سے دودھ سے زیادہ صاف' شربت سے زیادہ لذیذ اور برف سے کہیں زیادہ ٹھنڈا پانی بہنا شروع ہوگیا۔ اس نے کہا: اے خلیل اللہ تعالیٰ! پانی کے قریب ہوں اور اللہ تعالیٰ کی قدرت پر حیران مت ہوں۔ پھر اس نے ایک بہت بڑے پہاڑ کی طرف اشارہ کیا اور کہا: اے اللہ تعالیٰ کے پیارے خلیل! جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کرتا ہے' ساری مخلوق اس کی اطاعت وفرمانبرداری کرتی ہے۔ اگر

Marfat.com

میں اس پہاڑ سے کہوں کہ وہ اپنی جگہ سے بلند ہو جائے تو پہاڑ اپنی جگہ سے بلند ہو جائے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس پہاڑ کی جانب دیکھا تو اس پہاڑ نے اپنی جگہ سے حرکت کی اور بادل کی طرح ہوا میں لٹک گیا۔ حضرت ابراہیم اور زیادہ متعجب ہو گئے اور کافی دیر تک حیرانگی کے ساتھ کبھی پہاڑ کو دیکھتے اور کبھی حبشی غلام کو۔ پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اور اس کی پاکی بیان کی۔ اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور کہا: اے ابراہیم! آپ کس بات پر اتنے حیران ہو رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں اس حبشی غلام پر حیران ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اتنا عظیم مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ حضرت جبرائیل کہنے لگے: اے ابراہیم! یہ حقیر سا غلام اگرچہ بہت کم قیمت پر خریدا گیا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کا مقام و مرتبہ اور قیمت بہت بلند ہے۔ اگر یہ حقیر سا غلام اس بات پر قسم اٹھا لے کہ وہ یہاں سے ایک قدم بھی نہیں ہلے گا جب تک کہ آسمان زمین پر نہ آ رہے اور سارے زمین والے تباہ نہ ہو جائیں تب بھی اللہ تعالیٰ اس کی قسم کو ٹوٹنے نہیں دے گا اور اس کے دل کی بات کو پورا کر دے گا۔

حکایت نمبر ۲

مجھے بکنے یا نہ بکنے کا کوئی اختیار نہیں

ایک آدمی غلام خریدنے کے لئے بازار گیا اور غلاموں کے سوداگر کے پاس آیا۔ اس نے وہاں ایک غلام دیکھا تو اس سے پوچھنے لگا کہ کیا میں تجھے خرید لوں؟ غلام نے جواب دیا: میں تو غلام ہوں مجھے بکنے یا نہ بکنے کا کوئی اختیار حاصل نہیں۔ اس نے پھر پوچھا: تیرا نام کیا ہے؟ غلام نے جواب دیا: جو نام آپ رکھ لیں۔ اس نے پوچھا: تو کون سا کام کرتا ہے؟ غلام نے کہا: جو آپ حکم کریں۔ اس نے پوچھا: تو کون سے کپڑے پہنتا ہے اور کتنا کھانا کھاتا ہے؟ غلام نے کہا: جو لباس آپ پہنائیں گے پہن لوں گا اور جتنا کھانا کھلائیں گے کھا لوں گا۔ اس کے جوابات سن کر خریدار نے کہا: غلام تو اچھا ہے۔ لہٰذا اس نے اس کے مالک سے اسے خرید لیا۔ اس نوکر نے اسے کہا: میرے آقا میں آپ سے ایک شرط کا اقرار کروانا چاہتا ہوں۔ خریدار نے کہا: وہ کیا ہے؟ غلام نے کہا: وہ یہ کہ میں صرف دن کے وقت آپ کی خدمت کروں گا اور رات کے وقت آپ مجھے کوئی کام نہیں کہیں گے اور رات کے وقت میں آپ کی خدمت کے لئے نہیں جاگوں گا۔ خریدار نے کہا:

Marfat.com

تمہاری شرط مجھے منظور ہے۔ اس کے بعد وہ آدمی اسے اپنے ساتھ گھر لے آیا۔ اس کے نوکر نے دن بھر اس کے حکم کی بجا آوری کی اور جب رات کے وقت عشاء کی نماز پڑھ چکا تو کہیں چلا گیا۔ پھر مالک نے صبح تک اسے کہیں بھی نہ دیکھا۔ اسی طرح وہ صبح سے لے کر رات کو عشاء کی نماز تک اپنے مالک کی خدمت کرتا اور پھر صبح کی نماز تک اسے کہیں نظر نہ آتا۔ اس طرح کافی عرصہ بیت گیا۔ ایک دن اس کے مالک نے سوچا کہ مجھے معلوم کرنا چاہئے کہ یہ غلام رات کے وقت کہاں چلا جاتا ہے۔ لہٰذا جب عشاء کی نماز کے بعد کا وقت ہوا تو وہ اپنے غلام کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ اس نے اپنے سارے گھر میں اسے تلاش کیا بالآخر وہ اسے اپنے گھر کے پہلو میں ایک شکستہ کمرے میں نظر آ گیا۔ اس نے اس کمرے میں دیکھا تو وہاں سے روشنی کی کرنیں باہر آ رہی تھیں۔ وہ کمرے کے دروازے کے پاس آیا تو دیکھا کہ کمرے میں قندیل روشن ہے۔ جس کی روشنی سے سارا کمرہ جگ مگ کر رہا ہے اور اس کمرے میں وہ غلام نماز ادا کرنے میں مصروف ہے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہو گیا تو اپنے رب کے ساتھ مناجات میں مصروف ہو گیا اور کہنے لگا: اے بھاگنے والوں کی پناہ گاہ، اے بادشاہوں کے بادشاہ، اے تمام مخلوق کے مالک، تو ہر غیب کو جانتا ہے، ہر پوشیدہ تجھ پر عیاں ہے، رات پرسکون ہو چکی ہے اور آنکھیں محوِ خواب ہیں، ہر شخص اپنی مراد پا چکا، دنیا کے چاہنے والے اس تک پہنچ گئے اور آخرت کے طلب گار بھی آخرت کو پا چکے، اے میرے آقا و مولیٰ! تیرا یہ کمزور بندہ بھی تجھ سے سوال کرتا ہے کہ تو اسے بھی اپنی مراد تک پہنچا دے۔

جب اس کے مالک نے اس کو اس حالت میں رب کی بارگاہ میں آہ و زاری کرتے دیکھا تو اسے یارائے صبر نہ رہا اور وہ سیدھا جا کر اس غلام کے قدموں میں گر گیا اور انہیں بوسے دینے لگا اور کہنے لگا: اے غلام تو یہاں ہے۔ غلام نے مڑ کر اپنے مالک کو دیکھا اور پھر آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر کہنے لگا: الٰہ العالمین! یہ میرے اور تیرے درمیان راز تھا جسے تو نے دوسروں کو بھی بتا دیا ہے۔ اب میرا راز فاش ہو گیا ہے اور زندگی کم ہو گئی ہے، دنیاوی زندگی کی رغبت میرے دل سے ختم ہو گئی ہے۔ اے پروردگار میں تیری بارگاہ میں التجا کرتا ہوں کہ تو ابھی اور اسی لمحے مجھے اپنے پاس بلا لے۔ ادھر اس کے مالک نے اس کے پاؤں کو بوسہ دیا اور کہنے لگا: اے غلام! تجھے مبارک ہو۔ یہ کہہ کر اس کی طرف دیکھا لیکن اب غلام اس ظاہری زندگی اور اس کی غلامی سے ابدی نجات حاصل کر چکا تھا۔

Marfat.com

حکایت نمبر ۳

جو کی جگہ باجرہ

لقمان حکیم کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ شروع میں غلام تھے۔ان کا رنگ سیاہ اور شکل و صورت اتنی اچھی نہ تھی لیکن آپ کی دانش مندی مسلّم تھی۔آپ کے آقا نے آپ کو بیچنے کے لئے پیش کیا تو ایک آدمی جو کاشت کار تھا' آپ کو خرید لیا اور اپنے ساتھ گھر لے گیا۔آپ سارا دن اس کی خدمت میں مصروف رہے حتیٰ کہ رات آ گئی۔جب آپ نے عشاء کی نماز ادا کی تو آپ کا آقا سو گیا۔لہٰذا آپ ایک خالی کمرے میں تشریف لے گئے اور نماز ادا کرنے لگے۔جب رات ایک پہر بیت چکی تو آپ نے اپنے آقا سے کہا: میرے آقا! اٹھو' بہشت کو آراستہ کر دیا گیا ہے اور جہنم کو بھڑکا دیا گیا ہے۔جو شخص اخروی نعمتوں کو حاصل کرنا چاہتا ہے وہ اتنا زیادہ سویا نہیں کرتا۔مالک نے جواب دیا: اے غلام! چلے جاؤ' میرا رب بڑا غفور اور رحیم ہے۔یہ کہہ کر وہ پھر سو گیا اور حضرت لقمان اپنی جگہ واپس آ گئے اور پھر نماز میں مشغول ہو گئے۔جب رات کا دوسرا پہر بھی گزر گیا تو آپ پھر اپنے آقا کے پاس آئے اور اس کو ہلا کر کہنے لگے: میرے آقا! جو وقت گزر گیا وہ تو گزر گیا' اب بھی اٹھ جاؤ اور باقی وقت میں رب کی رحمت طلب کر لو اور توشۂ آخرت تیار کر لو کیونکہ تھوڑی ہی دیر بعد تجھے آخرت کے سفر پر روانہ ہونا ہے۔آپ کے مالک نے پھر جواب دیا کہ اے غلام چلے جاؤ' مجھے سونے دو' میرا رب بڑا غفور ہے اور نہایت مہربان ہے۔حضرت لقمان پھر اپنی جگہ واپس آ گئے اور نماز ادا کرنے لگے۔جب رات کا تیسرا پہر بیت گیا اور صبح ہونے کے قریب ہو گئی تو آپ پھر اپنے مالک کے پاس گئے اور کہا: میرے آقا! اب تو پرندے بھی اپنے گھونسلوں سے نکل کر اپنے رب کے ذکر میں مشغول ہو چکے ہیں اور بیابانوں میں جنگلی درندے بھی اپنے ٹھکانوں کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا میں مصروف ہیں اگر تو بھی رب کی بارگاہ سے کچھ مانگنا چاہتا ہے تو اس کے لئے یہ بہترین وقت ہے۔مالک نے جواب دیا: اے غلام! مجھے کچھ دیر اور سو لینے دو۔میرا رب بڑا غفور اور مہربان ہے۔حضرت لقمان پھر واپس چلے گئے اور صبح کی نماز ادا کرنے لگے۔نماز کے بعد اپنے اوراد میں مصروف ہو گئے۔اتنے میں آپ کا آقا بھی بیدار ہو گیا۔اس نے آپ کو دس سیر جو دیئے اور کہا کہ جاؤ ان کو زمین میں کاشت کر دو۔حضرت لقمان وہ

Marfat.com

جو لے کر پڑوسی کے پاس گئے اور جو اس کو دے کر اس کے بدلے میں باجرہ لیا اور زمین میں کاشت کر دیا۔ کچھ عرصے بعد وہ باجرہ اگ آیا تو لقمان اور ان کا مالک زمین میں چکر لگانے گئے جب اس نے زمین میں باجرہ اگا ہوا دیکھا تو کہنے لگا: اے لقمان! میں نے تو تجھے کہا تھا کہ زمین میں جو بونا ہے لیکن تو نے باجرہ کیسے بو دیا؟ آپ نے کہا: میرے آقا! میرا رب بڑا غفور اور رحیم ہے۔ مالک نے کہا: تو نے درست کہا ہے لیکن جب تو زمین میں باجرہ بوئے گا تو پھر اس میں سے جو نہیں اگیں گے۔ آپ نے فرمایا: بالکل اسی طرح' میرے آقا! جب آپ غافلوں کی طرح پڑے سوتے رہیں گے تو صالحین کے درجات کو کیسے پا سکیں گے؟

حکایت نمبر ۴

نیک لونڈی

ایک آدمی بازار میں لونڈی خریدنے گیا تا کہ اس سے اپنی فرحت کا کام لے سکے۔ وہ غلاموں کے سوداگر کے پاس گیا۔ اس نے وہاں ایک آدمی کو دیکھا جس کے پاس ایک لونڈی تھی۔ وہ کہہ رہا تھا کہ ہے کوئی اس عیب دار لونڈی کو دس دینار میں خریدنے والا؟ اس آدمی نے سنا تو وہ لونڈی کے قریب ہوا اور اس سے پوچھنے لگا: میں تجھے خرید لوں؟ لونڈی نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے پھر کہا کہ بولو' جواب دو' میں تمہیں خرید لوں؟ اس پر وہ لونڈی ہنسنے لگی۔ یہ دیکھ کر اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ شاید یہ لونڈی پاگل ہے۔ لونڈی نے کہا: میں پاگل نہیں ہوں۔ ہاں البتہ میرا دل پاگل ہے جو رب قیوم سے محبت کرتا ہے۔ وہ آدمی اس کی بات سن کر حیران رہ گیا اور دل میں کہنے لگا: واہ! اسے میرے دل کی بات کس نے بتا دی؟ لونڈی نے اس کو مخاطب کر کے کہا: مجھے اس نے بتایا ہے جو دلوں کے بھید خوب جانتا ہے اور اس کے علم میں کوئی شک نہیں کر سکتا۔ اس آدمی نے یہ دیکھ کر اس لونڈی کو خرید لیا اور گھر لے آیا۔ وہ کہتا ہے کہ جب وہ لونڈی گھر میں داخل ہوئی اور آرام سے بیٹھ گئی تو کہنے لگی: میرے آقا! آپ کو قرآن مقدس میں سے کچھ یاد ہے۔ تو پڑھئے۔ کیونکہ قرآن مومنوں کے دلوں کی بہار' گناہگاروں کے غموں کا مداوا اور اہل توحید کے دلوں کا اجالا ہے۔

میں نے فوراً قرآن مجید کی تلاوت شروع کی اور ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' پڑھی۔ ''بسم اللہ'' سن کر اس لونڈی نے ایک دردناک چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ میں سمجھا شاید مر گئی

Marfat.com

ہے۔لیکن تھوڑی دیر بعد اسے افاقہ ہو گیا اور کہنے لگی: میرے آقا! ایک بار پھر قرآن مجید پڑھیں۔ میں نے پھر پڑھا ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' سن کر کہنے لگی: آقا! اگر دنیا میں خدا کے ذکر کی مٹھاس اتنی زیادہ ہے تو آخرت میں اس کے دیدار کا لطف کیا ہو گا؟

جب رات چھا گئی تو میں نے اس سے کہا: میرے سونے کے لئے بچھونا لگا دو۔ اس نے بچھونا لگایا تو میں نے کہا کہ مجھ پر کپڑا اوڑھا دو تاکہ میں سو جاؤں۔ کہنے لگی: آقا! رات کا سونا چھوڑ ڈالو کیونکہ قبر میں بہت دیر تک سونا ہے۔ میں نے کہا: انسان کے لئے سونا ضروری ہے۔ کہنے لگی: کیا آپ کا خدا بھی سوتا ہے؟ میں نے کہا: مجھے یہ زیبا نہیں دیتا کہ مخلوق کی صفت کو خالق کی ذات کے لئے بیان کروں۔ میری بات سن کر کہنے لگی: آقا! پھر تو آپ کو اس رب سے حیا آنی چاہئے جو سوتا نہیں حالانکہ آپ ٹانگیں پھیلائے سو رہے ہوتے ہیں اور وہ آپ کو دیکھ رہا ہوتا ہے اور آپ کو بھلاتا نہیں ہے۔ پھر اس نے یہ شعر پڑھا۔

ترجمہ: اے محبوب اٹھو! تم نے بہت سو لیا حالانکہ جنت کا طلب گار سوتا نہیں ہے۔ تعجب ہے محبت کرنے والے پر کہ وہ کیسے سو جاتا ہے حالانکہ محبت کرنے والوں پر نیند حرام ہوتی ہے۔

حکایت نمبر ۵

کفن چور

حضرت عبداللہ تعالیٰ بن مبارک کے پاس ایک غلام تھا۔ آپ نے اسے اس سودے پر مکاتب بنا لیا کہ وہ آپ کو ایک درہم روزانہ ادا کیا کرے گا۔ ایک دن ایک آدمی حضرت عبداللہ تعالیٰ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ آپ کا غلام قبریں کھود کر کفن چراتا ہے اور اسے بیچ کر آپ کو اس کی قیمت میں سے ایک درہم ادا کر دیتا ہے۔ حضرت عبداللہ تعالیٰ بن مبارک یہ سن کر بڑے پریشان ہوئے۔ جب رات نے ہر طرف اپنی کالی کالی زلفیں بکھیریں تو آپ اس غلام کے پیچھے پیچھے چل دیئے حتیٰ کہ وہ ایک قبرستان میں پہنچ گیا۔ پھر وہ قبر کی جانب بڑھا اور کافی دیر تک اسے کھودتا رہا اور پھر اس میں داخل ہو گیا۔ کافی دیر گزرنے پر بھی جب وہ باہر نہ نکلا تو آپ اس قبر کے قریب آئے اور اس کے اندر جھانکا' دیکھا تو اس قبر میں مصلی بچھا ہوا تھا اور غلام پشم کی عباء پہنے گلے میں زنجیر لٹکائے سر سجدہ میں رکھ کر رب کی عبادت میں

Marfat.com

مصروف تھا۔ وہ بار بار اپنے چہرے پر خاک ملتا اور رب کی بارگاہ میں عاجزی وانکساری کے ساتھ دعا مانگتا۔ حتیٰ کہ اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات شروع ہو جاتی۔ حضرت عبداللہ تعالیٰ بن مبارک یہ دیکھ کر رو پڑے اور پھر اس جگہ سے تھوڑا دور ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔ وہ غلام ساری رات قبر میں اس طرح رب کی عبادت اور اس کے ساتھ مناجات میں مصروف رہا حتیٰ کہ صبح ہو گئی۔ صبح کے ہوتے ہی وہ قبر سے باہر نکلا اس قبر کی مٹی اس میں ڈالی اور اس کو اوپر سے برابر کر دیا۔ اس کام سے فارغ ہونے کے بعد اس نے آسمان کی جانب نگاہ اٹھائی اور کہنے لگا: اے غیب جاننے والے! تو میرے حالات بخوبی جانتا ہے۔ اے وہ ذات جس پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں' اے اسباب مہیا فرمانے والے' اے تنگدستوں کے خزانے' صبح ہو چکی ہے اور میرا آقا اب مجھ سے ایک درہم مانگے گا' اے بے کسوں کے چارہ ساز' اور اس طرح وہ کافی دیر تک رب کی بارگاہ میں اپنی گزارشات پیش کرتا رہا۔ اچانک آسمان سے ایک نور سا اترتا دکھائی دیا اور اس میں سے ایک درہم برآمد ہوا اور غلام کی ہتھیلی پر آ کر گرا۔ جب یہ منظر حضرت عبداللہ تعالیٰ بن مبارک نے دیکھا تو آپ کا پیمانہ صبر چھلک پڑا۔ آپ آگے بڑھے اور اس غلام کو سینے سے لگا لیا۔ پھر اس کے ہاتھوں کو چومنا شروع کر دیا۔ جب غلام نے آپ کو دیکھا تو بڑا پریشان ہوا اور آسمان کی جانب منہ کر کے کہنے لگا: اے پروردگار عالم! تو نے اب میرا راز فاش کر دیا ہے میری زندگی کا پیمانہ تنگ ہو گیا۔ اب مجھے مزید زندہ رہنے کی کوئی خواہش نہیں۔ میں تیری بارگاہ میں التجا کرتا ہوں کہ تو اسی وقت میری روح قبض فرما لے۔ ابھی حضرت عبداللہ تعالیٰ بن مبارک اسے اپنے سینے سے چمٹائے اس کی آنکھوں کو بوسے دے رہے تھے' فوراً اس کی روح اس کے بدن سے پرواز کر گئی اور وہ آپ کے ہاتھوں پر جھول گیا۔ یہ دیکھ کر آپ بہت زیادہ پریشان ہوئے۔ بہر حال آپ نے اپنے مصاحبوں کو بلایا اور اس غلام کو اپنے ہاتھوں سے غسل دیا۔ آپ کے عقیدت مندوں نے اس کے لئے قبر تیار کی اور پھر اس کو اسی عباء میں جو وہ پہنے ہوئے تھا' کفنا کر دفن کر دیا۔ اس کے کفن دفن سے فارغ ہو کر آپ واپس گھر تشریف لے گئے اور پھر اسی رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد حبیب اللہ تعالیٰ صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہما براق پر سوار کہیں تشریف لے جا رہے ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ تعالیٰ بن مبارک کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اے عبداللہ تعالیٰ! تو نے اللہ تعالیٰ کے ولی کو اسی عباء میں کیوں کفنا دیا۔

Marfat.com

حکایت نمبر ٦

جا تو آزاد ہے

کہا جاتا ہے کہ حضرت رابعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پہلے بصرہ کے کسی بڑے آدمی کی لونڈی تھیں۔ آپ سارا دن اس کی خدمت میں بسر کرتیں اور جب رات کی تاریکی پھیل جاتی اور آپ کا آقا خواب خرگوش کے مزے لوٹنے لگتا تو آپ ایک دوسرے گھر میں تشریف لے جاتیں اور پھر صبح تک مالک حقیقی کی بارگاہ میں حاضر خدمت رہتیں۔ ایک عرصہ تک اس طرح ہوتا رہا کہ آپ دن بھر روزہ سے رہتیں اور شب بھر عبادت میں مشغول رہتیں۔ ایک رات آپ کا آقا نیند سے بیدار ہوا تو اس نے آپ کو موجود نہ پا کر آپ کو تلاش کرنا شروع کر دیا۔ تلاش کرتے کرتے اس نے اس گھر میں سے آپ کی آواز سنی' جس میں آپ عبادت میں مشغول تھیں۔ وہ گھر کے قریب ہوا اور اندر دیکھا تو آپ رب قدوس کی بارگاہ میں سجدہ ریز تھیں اور اس کی جناب میں عرض کناں تھیں کہ مالک الملک! تو جانتا ہے کہ میں تیرے حکم کی پابند ہوں' تیرے ذکر میں کوشاں ہوں اور میں نہیں چاہتی کہ ایک لمحے کے لئے بھی تیرا ذکر اور تیری فرمانبرداری ترک کروں لیکن کیا کروں تو نے مجھے اپنے مالک کی نوکری کا پابند کر دیا ہے اور مجھے مخلوق کا غلام بنایا ہے سو دن بھر میں مخلوق کی خدمت کرتی ہوں اور رات کے وقت تیری خدمت میں۔ اے مالک دو جہاں! اگر دن کے وقت مجھے مخلوق کی خدمت نہ کرنا ہوتی تو میں دن رات تیری ہی خدمت میں لگی رہتی۔ جب آپ کے آقا نے آپ کی یہ مناجات سنیں تو اس کے دل میں خدا کا خوف پیدا ہوا حتیٰ کہ وہ لرزہ براندام ہو گیا۔ پھر وہ اپنے گھر واپس لوٹ آیا۔ جب رات کی کالی دیوی نے اپنی زلفیں سمیٹ کر جہاں کو اپنے سحر سے آزاد کیا اور صبح کا اجالا کائنات کے چہرے پر چمکنے لگا تو آپ کے آقا نے آپ کو بلایا اور جو کچھ رات کو دیکھا سنا تھا وہ آپ کو بتایا اور کہنے لگا کہ میں آپ کو راہ خدا میں آزاد کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے میں آزادی قبول کرتی ہوں اور دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ بھی تمہاری دی ہوئی اس آزادی کو قبول فرمائے اور اپنی جناب سے تمہیں اس کا ثواب عطا فرمائے۔ اب تم مجھے اجازت دو کہ میں جہاں چاہوں چلی جاؤں۔ اس نے کہا: ٹھیک ہے میری طرف سے اجازت ہے۔ آپ جہاں جانا چاہیں چلی جائیں۔ اس طرح اس سے اجازت ملنے پر آپ شہر سے باہر ایک پرانے

Marfat.com

سے گھر میں آ گئیں اور پھر ساٹھ سال تک وہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہیں۔آپ ایک دن میں پانچ سو رکعت نفل ادا فرمایا کرتی تھیں۔لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ اتنی تھکاوٹ اور مشقت کیوں برداشت کرتی ہیں؟ آپ فرمانے لگیں کہ میں یہ مشقت اور تھکاوٹ اس لئے برداشت کرتی ہوں تا کہ قیامت کے دن میرے نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء کے درمیان رب کی بارگاہ میں سرخرو ہوں اور جب میرا نامہ اعمال میرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کیا جائے تو باقی انبیاء یہ کہنے پر مجبور ہو جائیں کہ جب امت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ایک لونڈی اور کنیز نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اتنی محنت اور مشقت سے کام لیا ہے تو پھر آپ کی امت کے آزاد متقیوں کی عبادت وریاضت کا عالم کیا ہوگا؟

ایک بار آپ بیت اللہ تعالیٰ شریف کی زیارت کے لئے تشریف لے گئیں۔آپ کے پاس ایک گدھا تھا جس پر آپ نے اپنا ساز وسامان اور زادراہ لادا ہوا تھا۔جنگل میں سے گزرتے ہوئے اچانک آپ کا گدھا مر گیا۔قافلہ والوں نے یہ دیکھا تو آپ کا ساز وسامان لادنے کے لئے انہوں نے اپنی سواریاں پیش کر دیں۔آپ نے فرمایا مجھے تمہاری سواریوں کی کوئی ضرورت نہیں۔تم لوگ جاؤ اور مجھے یہیں چھوڑ جاؤ۔کیونکہ مجھے یقین ہے کہ جس ذات نے مجھے اپنی اطاعت میں نکالا ہے وہ مجھے منزل مقصود تک بھی ضرور پہنچائے گا۔لہٰذا قافلہ والے بادل نخواستہ آپ کو وہیں چھوڑ کر چلے گئے۔جب قافلہ نظروں سے اوجھل ہوا تو آپ نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف بلند کی اور عرض کی: اے مالک الملک! اے محتاجوں کے مددگار! تو نے مجھے اپنے گھر کی زیارت کے لئے بلایا ہے مگر میرا گدھا اس جنگل و بیابان میں میرا ساتھ چھوڑ گیا ہے۔میں تن تنہا اپنے قافلے سے بچھڑ کر یہاں رہ گئی ہوں لیکن میری امید تجھ سے نہیں ٹوٹی۔اے رحم فرمانے والے مجھ پر رحم فرما۔جونہی آپ نے اپنی دعا مکمل کی' گدھے میں حرکت پیدا ہوئی اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اٹھ کھڑا ہوا۔آپ نے اپنا سامان اور زادراہ اس پر لادا اور قافلے سے پہلے ہی اپنی منزل پر جا پہنچیں۔

جس آدمی نے یہ حکایت بیان کی ہے وہ کہتا ہے کہ اس واقعے کے کافی عرصے بعد میں نے اس گدھے کو بازار میں بکتے ہوئے دیکھا ہے۔

Marfat.com

حکایت نمبر ۷

سخت پیاس

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک نیک آدمی مکہ کی طرف عازم سفر تھا۔ راستے میں اسے پیاس نے بڑا ستایا۔ بے چارہ مجبور ہو کر ایک گھر کے دروازے پر جا کر ٹھہر گیا اور دستک دی۔ تھوڑی دیر بعد ایک نوکرانی باہر آئی۔ اس نے نوکرانی سے کہا کہ مجھے بڑی شدت کی پیاس لگی ہے' برائے مہربانی پانی پلا دو۔ وہ نوکرانی اندر گئی اور پانی کا کٹورا لے کر واپس آ گئی اور اس مسافر کو دے دیا۔ اس نے جب پانی پی لیا تو نوکرانی کہنے لگی: شیخ محترم! آپ کی داڑھی سفید ہو چکی ہے اور آپ نے درویشوں والا لباس بھی پہن رکھا ہے لیکن اس کے باوجود آپ دن کو پانی پیتے ہیں۔ حالانکہ میں نے کبھی دن کو کچھ نہیں کھایا پیا۔ یعنی وہ نوکرانی دن بھر روزہ رکھا کرتی تھی۔

حکایت نمبر ۸

عقل مند کنیز

ایک بار حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کسی کام سے شہر سے باہر گئے۔ واپسی پر آپ شہر میں داخل ہونے لگے تو آپ شہر میں جانے سے پہلے قضائے حاجت کے لئے دریا کے کنارے کی طرف چلے گئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں قضائے حاجت کر کے واپس آیا اور میں نے شہر میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو اس سے پہلے میں نے وضو کیا۔ وضو سے فارغ ہونے کے بعد میں نے شہر کی طرف دیکھا تو مجھے ایک محل نظر آیا اس محل کی چھت پر ایک لونڈی کھڑی تھی۔ جو بہت خوبصورت تھی اور وہ محل کے کنگروں پر سے باہر دیکھ رہی تھی۔ میں نے سوچا کہ کیوں نہ اس لونڈی کو آزمایا جائے۔ لہٰذا یہ سوچ کر میں اس کی طرف چلا گیا۔ قریب جا کر میں نے اس سے پوچھا: اے کنیز! تو کون ہے؟ اس نے کہا: اے ذوالنون! جب تک آپ نے طہارت حاصل نہ کی تھی میں نے آپ کو پاگل سمجھا۔ جب آپ شہر کے قریب آئے اور آپ طہارت حاصل کرنے میں مصروف ہوئے تو میں نے سمجھ لیا کہ آپ عالم ہیں پھر جب آپ طہارت حاصل کر چکے تو میں نے بوجھ لیا کہ آپ عارف باللہ تعالیٰ ہیں۔ لیکن اس وقت آپ نہ تو پاگل ہیں' نہ عالم اور نہ ہی عارف۔ میں نے پوچھا: وہ کیوں؟ کہنے لگی: وہ اس لئے کہ اگر آپ پاگل ہوتے تو آلودگی سے

Marfat.com

پاکیزگی حاصل نہ کرتے۔ اگر آپ عالم ہوتے تو غیر محرم کو نہ دیکھتے اور اگر آپ عارف ہوتے تو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف متوجہ نہ ہوتے۔

حکایت نمبر ۹

ذکر الٰہی کا کرشمہ

حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے مسجد حرام میں ایک سیاہ غلام کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ وہ غلام وقفے وقفے کے ساتھ اپنے آپ سے گفتگو کرتا۔ جب وہ گفتگو کرتا تو اس کا جسم سفید اور روشن ہو جاتا اور جب وہ خاموش ہوتا تو اس کا جسم بھی پہلے جیسا سیاہ ہو جاتا۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ دیکھ کر میں اس کے قریب گیا اور اس سے کہا کہ اے اللہ تعالیٰ کے بندے! میں دیکھ رہا ہوں کہ جب تو اپنے آپ سے گفتگو کر رہا ہوتا ہے تو تیرا جسم سفید اور چمک دار ہو جاتا ہے اور جب تو خاموش ہوتا ہے تو تیرا جسم پھر کالا ہو جاتا ہے۔ مجھے بتا کہ تو اپنے آپ سے کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا کہ میں اپنے آپ سے کچھ بھی نہیں کہتا بلکہ میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہوں۔ میں نے کہا بڑی عجیب بات ہے کیونکہ تیرا رنگ کالا سیاہ ہے۔ جب تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو تیرا جسم سفید ہو جاتا ہے۔ اس نے کہا: اے قلب سلیم کے مالک! اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے سے سیاہ دل روشن ہو جاتے ہیں تو سیاہ جسم روشن کیوں نہیں ہو سکتا؟

حکایت نمبر ۱۰

عاشق کا پیغام

حضرت یوسف بن حسین رازی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں ایک گزرگاہ پر چلا جا رہا تھا۔ جب میں قبرستان کے پاس سے گزرا تو میں نے وہاں ایک غلام دیکھا جس کے پاؤں میں زنجیریں اور ہاتھوں میں ہتھکڑیاں لگی ہوئی تھیں۔ اس غلام نے مجھے دیکھا تو کہنے لگا: اے خراسانی ذرا میرے قریب آؤ۔ میں اس کے قریب گیا تو اس نے کہا: آپ یوسف بن حسین الرازی ہیں۔ میں نے حیران ہو کر پوچھا: اے غلام! میں نے تمہیں پہلی بار دیکھا ہے اور یقیناً تم نے بھی اس سے پہلے مجھے نہیں دیکھا ہوگا پھر تمہیں میرا نام کیسے معلوم ہوا۔ اس نے کہا: اس بات کو

Marfat.com

رہنے دیں۔ بس آپ اتنی مہربانی کریں کہ جب سحری کے وقت آپ اپنے رب کی بارگاہ میں مناجات کرنے لگیں تو میرا ایک پیغام میرے خالق و مالک رب کو پہنچا دیجئے گا۔ میرے رب سے کہنا کہ اے مولا! تیرا ضعیف بندہ عرض کرتا ہے کہ میرے آقا! تو نے اپنی محبت کی وجہ سے مجھے میرے وطن سے نکال کر میرے اہل و عیال اور عزیز و اقارب سے جدا کر دیا اور مجھے غلامی کی ذلت میں مبتلا کر دیا پھر میرا نام پاگل رکھوا کر میرے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پیروں میں زنجیریں پہنا دیں۔ لیکن مجھے تیرے جلال اور عزت کی قسم اگر ساتوں آسمانوں کو طوق بنا کر میری گردن میں ڈال دیا جائے اور ساتوں زمینوں کو میرے پاؤں کی زنجیریں بنا دیا جائے تب بھی میں تیری محبت نہ چھوڑوں گا بلکہ اس سے میری محبت اور عشق میں اضافہ ہی ہوگا۔ پھر اس نے یہ شعر پڑھا۔

ترجمہ: اے محبوب میں تجھے اپنی تمام تر خواہشات کے ساتھ چاہوں گا۔ بس تیری محبت نے مجھے تیرے سوا ہر چیز سے بیگانہ کر دیا ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

باب نمبر ۱۶

فقیروں کی حکایات

حکایت نمبر ۱

گٹھلی کا کمال

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے گھر میں جلوہ فرما تھے۔ اسی دوران ایک سوالی آیا اور آ کر عرض کرنے لگا: یا رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں فقیر آدمی ہوں میرے بہت سے بال بچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے مجھے کوئی چیز عنایت کریں جسے میں اپنے بچوں کے لئے گھر لے کر جا سکوں۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: عائشہ! دیکھو گھر میں کوئی چیز ہے تو اس سوالی کو دے دو۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر کے اندر تشریف لے گئیں اور تھوڑی دیر کے بعد واپس آ کر عرض کرنے لگیں یا رسول اللہ تعالیٰ! گھر میں تو اس وقت کوئی چیز نہیں جو سوالی کو دی جا سکے۔ لہٰذا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سوالی سے فرمایا: اے سوالی: اس وقت تو گھر میں کوئی چیز موجود نہیں جو تجھے دی جائے۔ پھر کسی وقت آنا اللہ تعالیٰ نے ہم پر کرم فرمایا تو ہم تجھے کوئی چیز ضرور دے دیں گے۔ سوالی کہنے لگا۔ یا رسول اللہ تعالیٰ! میرے بچے گھر میں میرا انتظار کر رہے ہوں گے وہ آس لگائے بیٹھے ہوں گے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ سے ہمیں کوئی نہ کوئی چیز مل ہی جائے گی۔ لہٰذا کاشانہ نبوت سے میں اگر گھر خالی ہاتھ واپس گیا تو ان کی امید ٹوٹ جائے گی اور مجھے یہ اچھا نہیں لگتا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ جاؤ ایک بار پھر دیکھو کوئی چیز ہو تو لے آؤ۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک بار پھر اندر تشریف لے گئیں اور بڑی احتیاط سے گھر کا کونہ کونہ چھان مارا کہ کوئی چیز ایسی مل جائے جو نبی

Marfat.com

کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سوالی کو دے سکیں اور وہ در نبوت سے ناکام نہ لوٹے لیکن کوئی ایسی چیز نہ مل سکی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آ کر عرض کی یا رسول اللہ تعالیٰ! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر بھیجا میں نے بڑی احتیاط سے گھر میں دیکھا مگر اس کھجور کی گٹھلی کے سوا گھر میں کوئی اور چیز نہیں ملی جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سوالی کو دے سکیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاتھ سے کھجور کی وہ گٹھلی لے کر اس سوالی کو عطا کر دی اور فرمایا: اے سوالی! ناراض مت ہونا کیونکہ میرے گھر میں اس وقت صرف یہی ایک گٹھلی ہی ہے اس کے سوا اور کوئی چیز نہیں جو میں تمہیں دے سکوں۔ اس سائل نے وہ گٹھلی لی اور گھر واپس چلا گیا۔ گھر جا کر اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی کے گھر میں بھی اس گٹھلی کے سوا کچھ نہیں جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں عنایت فرما دیتے۔ یہ سن کر وہ سب رونے لگے پھر جب انہیں بھوک نے خوب ستایا اور بھوک کی وجہ سے نڈھال ہونے لگے تو اچانک اس آدمی نے وہی گٹھلی اپنے منہ میں رکھی اور اسے چوسنے لگا۔ اس نے محسوس کیا کہ اس گٹھلی میں سے دودھ اور شہد نکل کر اس کے حلق میں داخل ہو رہا ہے وہ کافی دیر تک اس گٹھلی میں سے دودھ اور شہد چوستا رہا۔ پھر جب وہ سیر ہو گیا تو اس نے اپنی بیوی سے کہا۔ بڑی حیرانگی کی بات ہے کہ اس گٹھلی میں سے دودھ اور شہد نکلتا ہے۔ لو تم بھی چوس کر دیکھ لو۔ یہ کہہ کر اس نے گٹھلی اپنی بیوی کو دے دی اس نے وہ گٹھلی منہ میں رکھی تو واقعی اس میں سے دودھ اور شہد نکلنے لگا۔ اس طرح جب وہ سیر ہو گئی تو باری باری سب گھر والوں نے اس گٹھلی کو چوس کر دودھ اور شہد سے اپنی بھوک مٹالی اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ پھر انہوں نے اس گٹھلی کو تبرک سمجھ کر کہ یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھر سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ سے چھو کر آئی ہے اسے کپڑے میں لپیٹ کر رکھ لیا۔ جب دوسرا دن ہوا اور عورت کو بھوک لگی۔ تو اس کو گٹھلی کا خیال آیا لہٰذا وہ گئی اور جس کپڑے میں اسے لپیٹ کر رکھا تھا وہ اٹھا کر لے آئی اور جب اس نے اس کپڑے کو کھول کر دیکھا تو وہی گٹھلی سرخ یاقوت بن چکی تھی جس کی روشنی سے سارا گھر جگمگانے لگا۔ وہ بڑی حیران ہوئی۔ بہر حال اس نے وہ گٹھلی لی اور بازار چلی گئی جہاں اس نے اسے ساٹھ ہزار درہم کے عوض بیچ دیا۔ اس طرح نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے ان کی بھوک بھی ختم ہو گئی اور افلاس و تنگدستی بھی۔

Marfat.com

حکایت نمبر ۲

سخی داتا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی بستی میں ایک فقیر رہتا تھا۔ وہ بے چارہ فقیر تھا۔ لیکن بڑا متقی و پرہیزگار۔ لیکن اس کی بیوی بڑی جھگڑالو اور سخت تھی وہ اکثر اوقات اس کے ساتھ لڑتی جھگڑتی رہتی تھی اور کہتی تھی کہ مجھ میں مزید بھوک برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ بے چارے مرد کے پاس تھا ہی کچھ نہیں جو وہ اس کو دیتا ایک دن اس عورت نے بڑا اصرار کیا اور کہا کہ اب میں مزید یہ فقر و فاقہ برداشت نہیں کر سکتی۔ مرد پریشان ہو گیا اس نے اپنی بیوی سے کہا: تم فکر نہ کرو میں انشاء اللہ تعالیٰ کل بازار جاؤں گا اور گارے مٹی کا کام کروں گا اور اس سے جو مزدوری ملے گی وہ لا کر تجھے دے دوں گا۔ اگلے دن وہ آدمی بازار گیا اور اس چوراہے میں جا کر بیٹھ گیا جہاں دوسرے مزدور بھی آ کر بیٹھا کرتے تھے تاکہ اگر کسی کو مزدور کی ضرورت ہو تو وہ وہاں سے آ کر لے جائے۔ بہر حال جو بھی آدمی آتا وہ وہاں سے ایک مزدور اپنے ساتھ لے جاتا اس طرح ایک ایک کر کے تمام مزدور مزدوری پر چلے گئے لیکن اس بے چارے کو کوئی مزدوری نہ ملی۔ جب دن خوب چڑھ آیا اور اسے مزدوری ملنے کی کوئی امید نہ رہی تو وہ اپنی جھگڑالو بیوی کے ڈر کی وجہ سے گھر جانے کے بجائے جنگل میں چلا گیا۔ وہاں اس نے پانی دیکھا تو اس سے وضو کرنے کے بعد نماز ادا کرنا شروع کر دی اور شام تک رب کی عبادت میں مصروف رہا۔ پھر اس نے مغرب و عشاء کی نماز بھی وہیں ادا کی اور ڈرتا ڈرتا گھر واپس آ گیا اتنی رات گئے جب وہ گھر آیا تو بیوی نے سمجھا شاید وہ کوئی پیسے وغیرہ بھی ساتھ لایا ہو گا اس کے آتے ہی کہنے لگی۔ آج سارا دن تو کہاں رہا اور کیا کرتا رہا دن بھر کی مزدوری کہاں ہے لاؤ مجھے دے دو۔ مرد بے چارہ کیا کرتا اس کے پاس کچھ ہوتا تو وہ اسے دیتا۔ اس نے اسے ٹالنے کے لئے کہہ دیا کہ جس کے ہاں میں مزدوری کرنے گیا تھا اس نے مجھے کہا ہے کہ کل پھر آنا اور کام کرنا میں تمہیں دو دن کی مزدوری اکٹھی ہی ادا کر دوں گا اس کی بیوی نے اس کی یہ بات سنی تو کچھ دیر تک اس کے ساتھ جھگڑا کرنے کے بعد خاموش ہو گئی اور بغیر کچھ کھائے پیئے ہی سو گئی اگلے دن صبح کے وقت وہ مرد پھر اس چوک پر گیا جہاں مزدور اکٹھے ہوا کرتے تھے لیکن کافی دیر تک بیٹھے رہنے کے باوجود کوئی آدمی اسے مزدوری پر نہ لے گیا اور جب اسے مزدوری

Marfat.com

ملنے کی امید نہ رہی تو وہ اسی جنگل میں آ گیا اور اسی پانی کے جوہڑ سے وضو کرنے کے بعد رب تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہو گیا اور دن بھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز رہا۔ پھر اس نے مغرب و عشاء کی نماز بھی وہیں ادا کی اور بیوی کے خوف سے کانپتا ہوا گھر واپس آ گیا۔ اسے خالی ہاتھ واپس آتے ہوئے دیکھ کر بیوی اس سے لڑنے جھگڑنے لگی لیکن اس نے پھر وہی دلاسہ دیا کہ ذرا صبر سے کام لو کیوں کہ جس کی مزدوری میں کرنے جاتا ہوں وہ بڑا کریم اور سخی ہے۔ اس نے کہا ہے کہ کل پھر کام پر آنا اور تین دن کی اجرت اکٹھی ہی لے جانا۔

اس نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ وہ اسے اجرت ضرور دے گا۔ بیوی نے اس بات پر پھر اس سے جھگڑا شروع کر دیا اور کہنے لگی کہ اگر اس نے کل تمہیں مزدوری دے دی تب تو ٹھیک ہے وگرنہ پھر میرے لئے اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ ہوگا کہ میں اس گھر کو چھوڑ جاؤں میں تیرے پاس ایک لمحے کے لئے بھی نہیں ٹھہروں گی۔

جب تیسرا دن ہوا تو اس کی بیوی نے اسے مزدوری پر جانے سے پہلے اسے ایک جراب دی اور کہا کہ تین دن کی جو مزدوری تمہیں ملے گی وہ اس جراب میں ڈال کر لے آنا۔ اس نے کچھ سوچ کر اس سے وہ جراب لے لی اور پھر اسی جنگل میں چلا گیا وہاں جا کر اس نے پانی کے ساتھ وضو کیا اور پھر نماز میں مشغول ہو گیا۔ دن بھر وہ عبادت میں مصروف رہا اور جب رات آ گئی تو عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد وہ واپس آ گیا راستے میں اس نے بیوی کے ڈر سے اس کو دی ہوئی جراب میں کنکریاں بھر لیں تا کہ اسے بہلا سکے پھر وہ گھر آ گیا۔ بیوی کے ڈر سے اس نے وہ جراب دروازے کی چوکھٹ کے قریب ہی رکھی اور سوچا کہ گھر جانے کے بجائے واپس چلا جائے ابھی وہ واپس جانے کا ارادہ ہی کر رہا تھا کہ اسے اپنے گھر میں سے کستوری کی خوشبو آتی محسوس ہوئی وہ حیران ہو کر رک گیا کہ اس کے گھر میں کستوری کہاں سے آ گئی اتنے میں اس کی بیوی مسکراتی ہوئی باہر آ گئی اس نے بیوی سے پوچھا کہ یہ خوشبو کیسی ہے اور کہاں سے آ رہی ہے۔ اس کی بیوی نے اس سے کہا کہ اندر آؤ پھر تمہیں بتاؤں گی۔ جب وہ اس کے ساتھ گھر میں داخل ہوا تو اس کی بیوی کہنے لگی تو نے بالکل سچ کہا تھا کہ جس کی تم مزدوری کرتے رہے ہو وہ بڑا سخی ہے کیونکہ آج دن کے وقت میں گھر میں پریشان بیٹھی تھی کہ اچانک گھر کا دروازہ کھٹکنے کی آواز آئی میں دروازہ کھولنے گئی دیکھا تو دروازے پر ایک آدمی جو گھوڑے پر سوار تھا کھڑا تھا۔ اس نے سبز رنگ کا لباس پہنا ہوا تھا

Marfat.com

میں نے اس سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ تیرا بھلا کرے تو کون ہے؟ اور کس سے ملنا ہے؟ اس نے کہا میں اس کی طرف سے آیا ہوں جس کے ہاں تیرا شوہر تین دن مزدوری کرتا رہا ہے اس نے یہ تھال بھی دیا اور وہ سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ اس کی تین دن کی مزدوری ہے۔ میں نے وہ تھال اس سے لے کر اسے دیکھا تو اس میں پچاس دینار تھے۔ جن سے کستوری کی خوشبو کے بلّے اٹھ رہے تھے وہ آدمی اس تھال کے قریب گیا اور دیکھا تو واقعی اس میں پچاس دینار تھے جن میں ہر دینار کا وزن کم از کم پچاس مثقال تھا۔ اس کی بیوی پھر کہنے لگی کہ جس آدمی نے یہ تھال دیا ہے اس نے یہ بھی کہا ہے کہ اپنے خاوند سے کہنا کہ جس کی وہ مزدوری کرتا رہا ہے وہ کہتا ہے کہ اگر تو نے اور محنت کی تو ہم اور زیادہ مزدوری دیں گے۔ لہٰذا اپنے کام میں مزید محنت اور دل جمعی سے لگا رہے ہم اس کی مزدوری میں اضافہ کر دیں گے یہ سن کر وہ آدمی رونے لگا اور بیوی سے کہنے لگا اری پگلی! جس کی مزدوری میں کرنے جاتا تھا وہ مخلوق میں سے نہیں ہے بلکہ وہ تو خود خالق کائنات اور رازق دو جہاں ہے میں تو تین دن تک صرف تیرے ڈر کی وجہ سے تجھے بہلاتا رہا ہوں کہ اگلے دن مزدوری مل جائے گی اور وہ جراب جو تو نے مجھے آج دی تھی اب میں بھی میں نے تجھے بہلانے کی غرض سے کنکریاں بھر دی تھیں۔

بہر حال اب جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں اتنا سونا عطا کر دیا ہے تو ہمیں کنکریاں کیا کرنا ہیں لہٰذا جاؤ اور اس جراب کو خالی کر کے لے آؤ۔ اس کی بیوی گئی اور جراب کو خالی کرنے کے لئے اس کا منہ کھولا اور دیکھا تو اس میں کنکریوں کے بجائے ہیرے جواہرات اور موتی بھرے پڑے تھے۔ وہ بھاگتی بھاگتی اس کے پاس آئی اور کہنے لگی ذرا غور سے دیکھو اس جراب میں کنکریاں نہیں بلکہ ہیرے جواہرات ہیں۔ المختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اب ان کی تنگدستی ختم ہو گئی اور وہ ہنسی خوشی زندگی بسر کرنے لگے۔

حکایت نمبر ۳

ولی کی گستاخی

بیان کیا جاتا ہے کہ بصرہ شہر میں ایک آدمی رہتا تھا۔ وہ اکثر غمگین، پریشان اور روتا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تو ہر وقت کیوں غمگین اور پریشان رہتا ہے وہ کہنے لگا میری

Marfat.com

پریشانی کا سبب یہ ہے کہ مجھ سے ایک دفعہ اللہ تعالیٰ کے ایک ولی کی بارگاہ میں گستاخی ہوگئی تھی۔ میں ڈرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے قیامت کے روز اس گستاخی کی وجہ سے جہنم میں نہ ڈال دے۔ لوگوں نے پوچھا وہ گستاخی کیا تھی کہنے لگا: ہوا یوں کہ ہمارے ہاں ایک کمزور سا دبلا پتلا آدمی رہتا تھا۔ ظاہراً وہ پاگل سا لگتا تھا مگر تھا وہ کوئی عارف باللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کا ولی اس کا نام زید تھا۔ ایک دفعہ میں نے حج پر جانے کا ارادہ کیا تو میرے گھر والے اور رشتہ دار مجھے الوداع کہنے کے لئے میرے ساتھ کافی دور تک آئے۔ میں نے انہیں الوداع کہا اور واپس بھیج دیا۔ تھوڑی دور جانے کے بعد میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو زید میرے پیچھے پیچھے چلتا آ رہا تھا۔ میں نے اس سے کہا: زید اب تم بھی واپس چلے جاؤ وہ کہنے لگا: میں بھی حج کرنے جا رہا ہوں۔ میں نے اس سے کہا تیرے پاس نہ تو زادراہ ہے اور نہ ہی کوئی سواری' تو کس طرح حج پر پہنچ سکے گا۔ جا واپس چلا جا وہ نہ مانا۔ میں نے بڑا اصرار کیا کہ وہ واپس لوٹ جائے لیکن اس نے واپس جانے سے صاف انکار کر دیا میں نے جھڑکا دبکا کر شاید اسی طرح واپس چلا جائے مگر بے سود۔ لہٰذا میں نے اسے اس کی حالت پر چھوڑ دیا اور اس کا خیال بھی دل سے بھلا دیا۔ نہ ہی راستے میں میں نے کسی سے اس کے بارے میں پوچھا اور نہ کسی نے مجھے بتایا حتیٰ کہ میں اپنے قافلے سمیت مکہ پہنچ گیا اور پھر حج کے مناسک کی ادائیگی میں مصروف ہوگیا جب میں حج ادا کر چکا اور روضہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حاضری دینے کے لئے مکہ سے جانب مدینہ روانہ ہوا تو ہمارے قافلے نے مکہ سے ایک منزل کے فاصلے پر پہلا ٹھہراؤ کیا سب لوگ اپنی اپنی سواریوں سے اتر آئے اور سب دوست اکٹھے ہو کر باتیں وغیرہ کرنے لگے اتنے میں اچانک میں نے زید کو آتے ہوئے دیکھا وہ سیدھا میرے خیمے میں آیا اور مجھے سلام کہنے کے بعد میرے پاس بیٹھ گیا میں نے اس سے پوچھا: زید! تم نے حج کر لیا ہے؟ کہنے لگا ہاں' میں نے حج کر لیا ہے پھر میں نے بطور مذاق اس سے پوچھا کہ زید: تم نے پروانہ بھی لے لیا ہے کہنے لگا نہیں پھر پوچھنے لگا کہ کیسا پروانہ؟ میں نے کہا کہ جو بھی آدمی حج کر لیتا ہے اسے ایک پروانہ دیا جاتا ہے جس میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ فلاں بن فلاں نے حج کر لیا ہے۔ اس پر وہ مجھ سے پوچھنے لگا اس پروانے کو کیا کہا جاتا ہے میں نے کہا: اسے سنبھال کر رکھ لیا جاتا ہے اور جب آدمی فوت ہو جاتا ہے تو اس کے ساتھ اسے بھی دفن کر دیا جاتا ہے تاکہ قیامت کے دن وہ اسے ساتھ لے کر حشر کے میدان میں جا سکے جہاں وہ فرشتے کو پروانہ دکھا کر جہنم سے بچ جائے

Marfat.com

گا۔اس نے کہا اچھا یہ بات ہے تو میں ابھی مکہ جاتا ہوں اور وہ پروانہ لے کر آتا ہوں یہ کہہ کر وہ سخت غمگین ہو گیا کہ دیکھو پروانے بھی صرف امیروں کو دیئے جاتے ہیں اور غریبوں کو نہیں دیئے جاتے بہر حال یہ کہہ کر خیمے سے باہر نکل گیا۔ پھر ہم نے اپنا سفر شروع کیا اور مدینۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جا کر روضہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے بے چین آنکھوں اور پریشان دل کو ٹھنڈا کیا۔ ایک دن میں اپنے خیمے میں بیٹھا ہوا تھا کہ زید میرے خیمے میں آ داخل ہوا اور سلام کر کے میرے پاس بیٹھ گیا میں نے اس سے پوچھا کہ تو کہاں چلا گیا تھا۔ اس نے کہا میں مکہ واپس گیا اور پھر وہاں سے وہ پروانہ لے کر ہی آیا ہوں۔ میں نے کہا تمہاری یہ بات درست نہیں ہے اس نے فوراً اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ریشم کا ایک کپڑا نکالا۔ میں نے اس جیسا نفیس اور خوبصورت کپڑا پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا میں نے اسے کھول کر دیکھا تو اس پر سبز رنگ کے ساتھ لکھا ہوا تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے زید کے لئے دوزخ کی آگ سے نجات کا پروانہ ہے۔

جب میں نے یہ دیکھا تو ڈر گیا اور خوف سے میرے بدن پر لرزہ طاری ہو گیا اور تھوڑی دیر بعد مجھ پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ پھر جب میں ہوش میں آیا تو میں نے اس سے پوچھا کہ زید: تو نے یہ پروانہ کیسے حاصل کیا اس نے بتایا کہ میں تمہارے پاس سے اٹھ کر سیدھا مکہ گیا اس وقت تک تمام حاجی مکہ سے واپس جا چکے تھے اور حرم شریف لوگوں سے بالکل خالی ہو چکا تھا لہٰذا میں کعبہ شریف کے پاس گیا اور رب کی بارگاہ میں عرض کی کہ مولا! دنیا کے بادشاہ تو امیروں کو غریبوں پر فضیلت دیتے ہیں کہ امیروں کو خلعتوں اور انعامات سے نوازتے ہیں اور غریبوں کو قریب بھی نہیں آنے دیتے لیکن اے زمین و آسمان کے مالک اور بادشاہوں کے بادشاہ! کیا تیرے دروازے پر بھی اسی طرح ہوتا ہے کہ تو نے امیروں کو تو پروانہ نجات عطا فرما دیا لیکن اپنے اس غریب مسکین بندے کو محروم کر دیا ہے۔ مجھے بھی تیری عزت و جلال کی قسم! کہ میں بھی حرم کے دروازے سے تب ہی باہر نکلوں گا جب تو مجھے پروانہ نجات عطا فرمائے گا جس طرح تو نے اپنے امیر بندوں کو دیا ہے۔

پھر میں نے ستون کے ساتھ ٹیک لگائی اور سو گیا اچانک میں نے کسی کو کہتے ہوئے سنا کہ اے زید! لو یہ پروانہ نجات لے لو اور واپس چلے جاؤ اس کے ساتھ ہی میں نے کعبہ کے ستونوں میں سے ایک ہاتھ باہر نکلتے دیکھا جس کی انگلیوں میں یہ پروانہ موجود تھا۔ میں نے وہ پروانہ پکڑا اور اسے لے کر آ گیا میں زید کی کہانی سن کر بڑا حیران ہوا پھر زید مجھ سے کہنے لگا کہ بھائی! لو میرا

Marfat.com

پروانہ بھی اپنے پروانے کے ساتھ سنبھال کر رکھ دو اور جب میں مر جاؤں تو میرے ساتھ دفنا دینا میں یہ سن کر رو پڑا بالآخر میں نے اس سے وہ پروانہ لے لیا اسے چوم کر اپنی آنکھوں سے لگایا سر پر رکھا اور پھر اسے ساتھ لے کر بصرہ واپس آ گیا بصرہ آ کر میں نے اس پروانہ کو ایک ڈبے میں رکھا اور اس ڈبے کو صندوق میں رکھ کر تالا لگایا اور احتیاطاً اس پر مہر بھی لگا دی۔ میں کبھی کبھار اس پروانہ کو صندوق سے نکالتا اور اسے چوم کر آنکھوں پر لگا کر اسے پھر اسی صندوق میں واپس رکھ دیتا۔ اس طرح کافی عرصہ گزر گیا اس دوران زید فوت ہو گیا اور لوگوں نے اسے کفن پہنا کر قبرستان میں دفن کر دیا۔ مجھے علم ہوا تو میں بڑا پریشان ہوا اور اپنی کوتاہی اور بے مروتی پر اپنے آپ کو بڑی ملامت کی پھر ایک دن مجھے پروانہ کا خیال آیا تو میں صندوق کے پاس گیا دیکھا تو اسی طرح اس کو تالا لگا ہوا تھا جس طرح میں نے لگایا تھا میں نے تالا کھولا اور ڈبہ نکال کر اس میں وہ پروانہ نکالنے لگا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ پروانہ اس میں موجود نہ تھا۔ اب تو مجھ پر گویا غم واندوہ کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ بہرحال جب رات آئی اور میں سو گیا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ جنت کو خوب سجایا گیا تھا اور جنت کی حوریں ہاتھ باندھے زید کی زیارت کے لئے کھڑی تھیں۔ جب کہ زید سر پر تاج سجائے ایک تخت پر بیٹھا تھا میں ہمت کر کے اس کے پاس گیا اور اسے سلام کیا مجھے دیکھ کر وہ کہنے لگا بھائی! تم تو مجھے پروانہ دینا بھول گئے تھے لیکن وہ ہستی جس نے مجھے پہلے پروانہ عطا فرمایا تھا اس نے مجھے اب بھی نہیں بھلایا تھا اور مجھے پھر پروانہ عطا فرما دیا۔ یہ ہے میرا پروانہ یہ کہہ کر اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیا میں نے اس کی طرف دیکھا تو اس کے ہاتھ میں پروانہ موجود تھا۔

حکایت نمبر ۴

گمشدہ موتی

حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک بار میں کشتی پر سوار ہو کر حج کرنے جا رہا تھا۔ اس کشتی میں مالداروں اور تاجروں کا ایک گروہ بھی ہمارے ساتھ تھا انہی میں سے ایک تاجر کے پاس بہت موتی تھے خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اس کا ایک موتی کہیں گم گیا وہ اسے تلاش کرنے لگا اس کشتی میں موجود تمام لوگوں سے اس کے بارے میں پوچھا لیکن سب نے اپنی لاعلمی کا اظہار کر دیا اسی کشتی میں ایک غریب سا درویش بھی تھا ان سب تاجروں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ موتی اسی غریب درویش کے پاس ہے جب اس درویش کو علم ہوا کہ یہ سب

Marfat.com

مجھ پر موتی اٹھانے کا الزام لگا رہے ہیں تو اسے بڑا افسوس ہوا اس نے اپنی نگاہ آسمان کی جانب اٹھائی اور رب کی بارگاہ میں عرض کی: اے سمیع وبصیر اور علیم پروردگار! پھر اس نے دعا مانگی جب اس نے اپنی دعا ختم کی تو اچانک ہر طرف سے مچھلیاں اس کشتی کے اردگرد جمع ہو گئیں۔ اور جب ان مچھلیوں نے پانی میں سے منہ باہر نکالا تو ہر مچھلی کے منہ میں ایک موتی تھا۔ اس درویش نے وہ موتی لیا اور اس تاجر کو دے دیا۔ پھر وہ کشتی سے نیچے اترا اور پانی پر چلنے لگا حتیٰ کہ وہ ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔

حکایت نمبر ۵

محل کا کنگرہ

کسی گاؤں میں دو میاں بیوی رہتے تھے۔ دونوں بڑے نیک اور پارسا تھے۔ لیکن تھے بڑے غریب اکثر اوقات بے چاروں کو فاقہ کرنا پڑتا ایک دفعہ یوں ہوا کہ مسلسل تین دن تک انہیں کھانے کو کوئی چیز نہ ملی جب تین دن تک یہی حالت رہی تو میاں نے بیوی سے کہا کہ تین دن گزر گئے ہیں لیکن ہمارے گھر میں چولہا تک نہیں جلا ایسا نہ ہو کہ ہمارے پڑوسی ہماری طرف متوجہ ہو جائیں۔ لہٰذا تم یوں کرو کہ کہیں سے لکڑیاں لا کر تندور میں ڈالو اور اسے روشن کرو۔ تا کہ ہمارے پڑوسی یہ سمجھیں کہ ہم روٹیاں پکا رہے تھے۔ عورت گئی اور کہیں سے لکڑیاں لا کر اس نے تندور میں آگ جلا دی۔ جب اس کی پڑوسن نے دیکھا تو وہ آگ لینے کے لئے آ گئی وہ تندور کے پاس گئی اور آگ لے کر اس عورت کی طرف متوجہ ہو کر بولی: بہن شاید تم نے تندور میں روٹیاں لگا کر بھول گئی ہو جلدی کرو انہیں نکال لو ایسا نہ ہو کہ وہ جل جائیں۔ وہ جلدی سے تندور کے پاس گئی اور اس میں دیکھا تو واقعی تندور میں تمام اطراف پر روٹیاں لگی ہوئی تھیں اور پک چکی تھیں عورت نے فوراً تندور میں سے روٹیاں نکالیں اور اپنے شوہر کے پاس لے کر چلی گئی جا کر شوہر سے کہنے لگی دیکھو کتنے تعجب کی بات ہے کہ ہمارے تندور میں خود بخود کہیں سے روٹیاں لگ گئیں۔ میاں نے کہا: اس میں حیران ہونے کی کیا بات ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ پھر انہوں نے سیر ہو کر روٹیاں کھائیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے لگے اتنے میں بیوی نے میاں سے کہا: میرے خیال میں اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہارا بڑا مقام ہے۔ لہٰذا تم دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں رزق وافر

Marfat.com

عطا فرمائے جسے ہم استعمال کریں اور لوگوں کی محتاجی سے نکل آئیں اور پھر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہا کریں میاں نے کہا: اس قسم کی باتیں مت کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اگر وہ ہماری اس حالت پر راضی ہے تو ہمیں بھی اس حالت پر راضی رہنا چاہیے لیکن عورت نہ مانی اور بار بار اس سے دعا مانگنے کے لئے کہتی رہی بالآخر میاں مان گیا اور کہنے لگا ٹھیک ہے تم کہتی ہو تو انشاء اللہ تعالیٰ میں دعا مانگوں گا۔ جب رات ہوئی اور اس کی بیوی گہری نیند سو گئی تو وہ اٹھا اور نوافل ادا کرنے لگا۔ جب وہ نوافل ادا کر چکا تو اس نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور رب تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرنے لگا: اے پروردگار عالم! تو جانتا ہے کہ مجھے دنیا کے مال و دولت کی کوئی خواہش نہیں نہ ہی مجھے اس کے کم ہونے کی پرواہ ہے اور نہ ہی زیادہ ہونے کی لیکن میری بیوی مجھے چین سے نہیں بیٹھنے دیتی۔ براہ کرم اگر تو چاہتا ہے تو اس کی مراد کو پورا فرما دے۔ اس نے دعا ختم کی تو دیوار میں ایک خلا نمودار ہوا اور اس میں سے ایک ہاتھ اندر داخل ہوا جس میں بیش قیمت ہیرا تھا اس ہیرے کی روشنی سے کمرہ جگ مگ کرنے لگا۔ یہ دیکھ کر وہ آدمی اس ہاتھ کے قریب آیا اور اپنا ہاتھ بڑھا کر ہیرا لے لیا۔ پھر وہ اپنی بیوی کے پاس آیا اور اسے جگانے لگا جب وہ نیند سے بیدار ہو گئی تو اس سے کہنے لگا یہ ہیرا لو تمہاری مراد اللہ تعالیٰ نے پوری کر دی ہے۔ اس نے جواب میں خوش ہونے کے بجائے کہا کہ تم نے مجھے خواہ مخواہ ہی بیدار کر دیا ہے۔ حالانکہ میں عجیب و غریب خواب دیکھ رہی تھی۔ میاں نے پوچھا کیا خواب دیکھ رہی تھیں۔ اس نے کہا مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میں جنت میں ہوں میں نے وہاں ہیروں اور جواہرات سے بنا ہوا ایک محل دیکھا۔ اس کے تمام کنگرے بھی بیش قیمت اور گراں بہا ہیروں سے بنے ہوئے تھے۔ میں اس کی خوبصورتی اور حسن کو دیکھ کر دنگ رہ گئی۔ پھر میں نے پوچھا کہ یہ محل کس کا ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ محل تیرا اور تیرے خاوند کا ہے۔ میں نے اسی خوشی میں ایک بار پھر محل کے کنگروں کی طرف دیکھا تو وہاں سے ایک کنگرا غائب پایا اس کے غائب ہونے سے اس عمارت کا حسن کم پڑ گیا اور اس کی خالی جگہ بڑی عجیب سی محسوس ہونے لگی میں نے پوچھا کہ یہاں سے ہیرا کہاں گیا؟ کہا گیا کہ اس کو ہم نے دنیا میں تمہاری طرف بھیج دیا ہے لہٰذا جو چیز بھی تم دنیا میں طلب کرو گے وہ یہاں سے کم ہوتی جائے گی یہ سن کر خاوند بولا وہ کنگرہ یہ ہے۔ عورت بولی نہیں مجھے اب اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارا محل اس کے بغیر نامکمل لگے گا۔ لہٰذا ہم اس دنیا میں فقر و فاقہ پر صبر کر لیں گے تاکہ

Marfat.com

اس محل کے کنگرے کم نہ ہوتے جائیں۔ ایک بار پھر یہ سن کر میاں نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور کہنے لگا: اے پروردگار عالم! تو نے سب کچھ دیکھ بھی لیا اور اپنی اس مسکین بندی کی باتیں بھی سن لیں تو بہتر جانتا ہے کہ اس کے دل میں کیا ہے۔ لہٰذا میں تیری بارگاہ میں التجا کرتا ہوں کہ تو اس ہیرے کو اس کی جگہ پر واپس لوٹا دے۔ اسی وقت وہی ہاتھ دیوار سے نمودار ہوا اس نے وہ ہیرا اس سے واپس لیا اور غائب ہو گیا۔

حکایت نمبر ۶

نیکی کا صلہ

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں بتایا جاتا ہے۔ کہ آپ کا معمول مبارک تھا۔ کہ آپ لوگوں سے قرض لیتے اور اس سے فقیروں اور محتاجوں کی مدد کرتے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ آپ کو مال وغیرہ عطا فرماتا تو آپ اس سے ان قرض خواہوں کا قرضہ واپس کر دیتے بعض اوقات آپ کا قرضہ کافی بڑھ جاتا اور آپ لمبی مدت تک وہ قرض نہ اتار پاتے ایک دفعہ بھی کچھ ایسا ہی ہوا اور آپ پر قرضہ کافی زیادہ ہو گیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرض کی رقم تقریباً اسی ہزار درہم تھی اور کچھ کا خیال ہے کہ وہ رقم تقریباً ایک لاکھ درہم تھی آپ اتنی رقم جمع ہو جانے پر بڑے پریشان ہوئے اور اسی پریشانی کے باعث بیمار ہو گئے اور کافی عرصہ بیمار رہے۔ آپ کا مرض روز بروز بڑھتا چلا گیا۔ اس دوران آپ کے قرض خواہ آپ کے گھر کے آس پاس جمع ہو کر آپ کی حالت کے بارے میں پوچھنے لگے۔ ان میں سے ایک قرض خواہ آپ کے خادم کے پاس آیا اور آپ کے بارے پوچھنے لگا خادم یہ صورت حال دیکھ کر گھبرا گیا اور آپ سے عرض کرنے لگا۔ اے ابویزید! آپ کے قرض خواہ گھر کے اردگرد جمع ہو کر آپ کے بارے میں دریافت کر رہے ہیں ادھر آپ کی حالت یہ ہے کہ دن بدن صحت خراب ہوتی جا رہی ہے۔ آپ ان کے ساتھ کیا کریں گے اور ان کا قرض کہاں سے ادا کریں گے۔ یہ سن کر آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور پھر آپ نے آسمان کی طرف دیکھا اور التجا کرنے لگے۔ اے مالک الملک تو جانتا ہے کہ تیرے اس مسکین بندے پر کتنا قرض چڑھ گیا ہے۔ قرض خواہ اس کے دروازے پر کھڑے اپنے پیسوں کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ یہ بندہ تجھ سے اس کی ادائیگی کا درخواست گزار ہے۔ کیونکہ جب تک میں یہاں زندہ تھا تب تک تو ان کے ہاں رہن تھا لیکن اب یہ رہن ان کے ہاتھوں سے نکل جائے گا

Marfat.com

کیونکہ جونہی میں مروں گا تو ان کے رہن سے آزاد ہو جاؤں گا جب کہ ان کا قرض ادا نہیں کیا ہو گا۔لہٰذا میں تجھے تیری عزت وجلال کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ جب تک تو میرا قرض ادا نہ کر دے میری روح کو میرے بدن سے جدا نہ کرنا۔آپ اپنی دعا سے فارغ ہوئے ہی تھی کہ دروازہ پر دستک کی آواز سنائی دی نوکر نے باہر دیکھا تو وہاں ایک گھڑ سوار کھڑا پایا جس کو لوگوں نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔اس نے دروازہ پر کھڑے کھڑے اعلان کرنا شروع کر دیا کہ ابو یزید بسطامی کے قرض خواہ کہاں ہیں؟وہ آئیں اور اپنا اپنا قرض لے جائیں یہ خبر آناً فاناً پورے شہر میں پھیل گئی اور خبر سن کر آپ کے قرض خواہ ہر طرف سے آنا شروع ہو گئے۔اس گھڑ سوار نے ان سب کو ان کی مطلوبہ رقوم واپس کر دیں اور پھر تھوڑی ہی دیر کے بعد حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھی انتقال ہو گیا آپ کو بڑے عزت واحترام کے ساتھ کفن پہنا کر سپردِ خاک کر دیا گیا۔اسی شب کسی نے آپ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ بایزید! آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیسا سلوک فرمایا۔آپ نے اسے فرمایا کہ میرے رب نے میرے ساتھ اپنے شایان شان سلوک فرمایا لیکن ایک بات پر سخت عتاب بھی کیا اور فرمایا تو نے اتنا تھوڑا قرض لیا اور پھر مجھے اس کا ضامن بنا دیا تو نے دنیا کا سارا مال ہی کیوں نہ قرض لے کر میری راہ میں خرچ کر ڈالا پھر تو دیکھتا کہ ہم تیرا قرض ادا کرتے ہیں یا نہیں۔

حکایت نمبر ۷

اندھا پرندہ

حضرت ابراہیم بن ادھم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک دفعہ علم ہوا کہ ان کا کوئی قریبی عزیز فوت ہو گیا ہے اس نے کافی سارا مال وراثت چھوڑا ہے جس کا وارث حضرت ابراہیم بن ادھم کے سوا کوئی بھی نہیں لہٰذا آپ اسی غرض سے خراسان کی طرف روانہ ہو گئے تا کہ وہ مال لے کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر ڈالیں۔

آپ عزم سفر ہو گئے۔جب آپ جنگل میں سے گذر رہے تھے تو آپ ایک دریا کے کنارے کچھ دیر آرام کرنے کے لئے ٹھہر گئے۔آپ نے وہاں ایک پرندہ دیکھا جس کی دونوں آنکھیں اندھی تھیں اور وہ کوئی چیز دیکھ نہیں سکتا تھا۔تھوڑی دیر کے بعد آپ کو ایک مینڈک دکھائی دیا جو ابھی ابھی دریا سے نکلا تھا اس نے اپنے منہ میں ایک کیڑا پکڑ رکھا تھا وہ مینڈک پرندے کے

Marfat.com

قریب گیا اور جونہی پرندے نے اس کی آمد کو محسوس کیا اس نے اپنا منہ کھول لیا اور مینڈک نے اس کے منہ میں وہ کیڑا ڈال دیا اور پھر دریا میں واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہی مینڈک ایک بار پھر دریا کی سطح پر آیا اور دریا سے باہر نکل کر اس نے منہ میں پکڑا ہوا کیڑا اس پرندے کے منہ میں ڈال دیا۔ آپ یہ دیکھ کر بڑے حیران ہوئے اور اپنے ہمراہیوں سے کہنے لگے کہ دیکھا تم نے اللہ تعالیٰ نے اس بے بس پرندے کو بھی ضائع نہیں ہونے دیا اور اس کے لئے اس مینڈک کو مقرر فرما دیا ہے کہ وہ اس جگہ سے اس کی روزی لے کر آتا ہے جہاں سے اس کی وہم وگمان میں بھی نہیں ہوتا۔ بس اسی طرح اگر تو خراسان میں میرا رزق موجود ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مجھ تک پہنچ جائے گا مجھے وہاں جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آپ اسی جنگل سے واپس آ گئے اور وہ مال خراسان میں ہی رہنے دیا واپسی پر تین دن تک چلنے کے بعد آپ کو وضو کی ضرورت محسوس ہوئی تو آپ ایک کنوئیں کی طرف گئے اور کنوئیں میں سے پانی نکالنے کے لئے اس میں ڈول ڈالا اور جب آپ نے اس ڈول کو باہر کھینچا تو دیکھا کہ وہ درہموں سے بھرا ہوا تھا۔ آپ نے کہا مجھے درہم کی کوئی ضرورت نہیں ہے لہٰذا پھر اس ڈول کو واپس کنوئیں میں ڈالا اور جب دوبارہ ڈول کو باہر نکالا تو دیکھا کہ وہ سونے کے سکوں سے بھرا ہوا ہے۔ آپ نے اسے پھر کنوئیں میں ڈال دیا۔ جب تیسری بار آپ نے ڈول باہر نکالا تو دیکھا کہ وہ ہیرے جواہرات سے بھرا ہوا تھا۔ آپ نے یہ دیکھ کر آسمان کی طرف نگاہ بلند کی اور کہنے لگے۔ یا اللہ تعالیٰ! مجھے تو وضو کرنے کے لئے پانی چاہئے میں نے ہیرے جواہرات اور سونے چاندی کو کیا کرنا ہے۔ اس وقت آسمان سے غیبی آواز آئی: اے ابراہیم! اگر تجھے پانی کی ضرورت ہوتی تو پھر تو خراسان کیوں جاتا اگر تجھے مال ودولت کی ہی ضرورت ہے تو یہی سونا چاندی اور ہیرے جواہرات لے لے یہ سن کر آپ کو ندامت ہوئی اور آپ نے فوراً رب کی بارگاہ عالی میں توبہ کی اور پھر واپس تشریف لے گئے۔

حکایت نمبر ۸

مغرور غلام

حضرت عمر بن عبد الرحمٰن الاوزاعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں اپنے گھر میں بیٹھا ہوا تھا وہ رات عید کی رات تھی۔ اچانک میرے گھر کے دروازے پر دستک ہوئی۔

Marfat.com

میں نے دروازہ کھولا دیکھا تو میرا پڑوسی سامنے کھڑا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا: کیا بات ہے؟ کہنے لگا: اے امام المسلمین! میں بال بچوں والا آدمی ہوں۔ صبح عید ہے لیکن میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جو میں صبح اپنے بچوں پر خرچ کر سکوں۔ اگر آپ مہربانی فرما کر کوئی چیز عنایت فرما دیں تو میرے بچوں کی عید بھی اچھی گزر جائے گی۔ میرے پاس اس وقت پچیس درہم تھے جو میں نے اس عید کے لئے بچوں کو دینے کے لئے جمع کر رکھے تھے میں نے اپنی بیوی سے جا کر کہا: نیک بخت! ہمارا فلاں پڑوسی آیا ہے اس کے اہل و عیال بہت زیادہ ہیں۔ صبح عید ہے اور اس کے پاس کچھ بھی نہیں اور وہ ہمارے پاس پہلی دفعہ اپنی ضرورت لے کر آیا ہے۔ لہٰذا جا کر وہ پچیس درہم لے آؤ جو ہمارے پاس موجود ہیں ہو سکتا ہے راہ خدا میں یہ درہم دینے سے اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ سے ہمارے رزق میں وسعت ڈال دے۔

میری بیوی گئی اور وہ پچیس درہم لے آئی۔ میں نے وہ درہم لے کر اس پڑوسی کو دے دیئے۔ ابھی اس کو گئے ہوئے تھوڑی دیر ہی گزری ہو گی کہ ایک بار پھر دروازے پر دستک ہوئی اور پھر ایک آدمی حضرت عمر بن عبدالرحمٰن کے پاس آیا اور آ کر آپ کے ہاتھ پاؤں چومنے لگا۔ آپ نے کہا: تمہیں کیا ہوا؟ میرے ہاتھ کیوں چوم رہے ہو۔ کہنے لگا: حضور میں آپ کے والد گرامی کا بھاگا ہوا غلام ہوں۔ میں کافی عرصہ پہلے گھر سے بھاگ گیا تھا اور میں نے اس دوران یہ پچیس دینار کمائے ہیں میں اپنی اس غلطی پر سخت نادم ہوں لہٰذا آپ نے وہ مال اس سے لے لیا اور بڑے اچھے طریقے سے اس کے ساتھ پیش آئے۔ پھر آپ نے اس غلام کو آزاد کر دیا۔ غلام اپنی آزادی پر بڑا خوش ہوا اور دعائیں دیتا ہوا چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد آپ نے اپنی بیوی سے فرمایا: دیکھا تم نے ہمارا رب کریم کتنا عظیم ہے۔ اس نے ہمیں فوری طور پر پچیس درہم کے بدلے پچیس دینار بھی دے دیئے اور ایک غلام بھی اس کے ساتھ ساتھ ہمیں ایک غلام کو آزاد کرنے کا ثواب بھی حاصل ہو گیا۔

حکایت نمبر ۹

ایک لقمے کا بدلہ

کہا جاتا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک کسان رہا کرتا تھا اس کی ایک بیوی بھی تھی۔ اس نے

Marfat.com

ایک روز اپنی بیوی سے کہا کہ آج کے بعد تو ہر روز میرے لئے روٹی پکا کر میرے پیچھے کھیتوں میں لایا کرے گی اس نے کہا ٹھیک ہے اگلے دن اس نے روٹی پکائی اور کھیتوں کی طرف لے کر چل دی۔ ابھی وہ گھر سے باہر نکلی ہی تھی کہ ایک سوالی نے اس سے روٹی مانگی۔ اس نے تھوڑی سی روٹی توڑ کر اسے دی دی اور کھیتوں کی طرف روانہ ہوگئی اس کے ساتھ ایک اس کا دودھ پیتا بچہ بھی تھا جسے اس نے ہاتھوں میں اٹھایا ہوا تھا۔ راستے میں اسے کچھ حاجت محسوس ہوئی تو اس نے اپنے بچہ کو زمین پر لٹایا کھانا بھی اس کے پاس رکھا اور کام میں مشغول ہوگئی۔ اتنے میں جنگل سے بھیڑیا آیا اور بچے کو اٹھا کر لے گیا جب تھوڑی دیر کے بعد وہ عورت واپس آئی تو دیکھا کہ وہاں بچہ موجود نہ تھا۔

ادھر ادھر دیکھا تو اسے بھیڑیا نظر آیا جس نے اپنے منہ میں اس کے بچے کو اٹھایا ہوا تھا اور بھاگتا جا رہا تھا یہ دیکھ کے بے چاری عورت بڑی پریشان ہوئی فوراً آسمان کی طرف منہ اٹھا کر رب کی بارگاہ میں عرض کرنے لگی یا اللہ تعالیٰ میرا بچہ! یا اللہ تعالیٰ میرا بچہ! ابھی وہ اتنا ہی کہہ پائی تھی کہ آسمان سے ایک باز اڑتا ہوا آیا اور اس نے آ کر بھیڑیے کو بچے سمیت اپنے پنجوں میں دبا لیا اور لا کر اس عورت کے پاس رکھ دیا اور بڑی صاف زبان میں اس سے مخاطب ہو کر کہنے لگا: اے عورت اس بھیڑیے نے تیرے بچے کو اٹھا کر اپنے منہ میں نوالا بنا کر ڈال لیا تھا۔ لیکن چونکہ تو نے اس سائل کو روٹی کا ایک لقمہ دیا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے بھیڑیئے کے منہ سے تیرے بچے کو نکال لیا جب کہ وہ اسے لقمہ بنا چکا تھا اس طرح اس نے تجھے اس لقمے کے بدلے میں ایک لقمہ عطا کر دیا ہے یہ سن کر اس عورت نے فوراً اپنے بچے کو بھیڑیئے کے منہ سے باہر نکال لیا اور دیکھا تو اس بچے کا ایک بال بھی بیکا نہ ہوا تھا۔ واہ رے مولا تیری قدرت۔

حکایت نمبر ۱۰

غیبی قمیض

کسی گاؤں میں ایک عورت رہتی تھی۔ اس کے ہاں ایک شیر خوار بچہ تھا۔ ایک دن جب وہ اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی تو ایک فقیرنی آئی۔ اس فقیرنی نے ایک بچہ اٹھایا ہوا تھا جس کے تن بدن پر کوئی کپڑا نہ تھا۔ اس عورت کو اس بچہ پر بڑا ترس آیا۔ لہٰذا اس نے اپنے بچے کے گلے سے

Marfat.com

قمیض اتار کر اس فقیرنی کے بچے کو پہنا دی۔ فقیرنی وہ قمیض لے کر بڑی خوش ہوئی اور دعائیں دیتی ہوئی چلی گئی۔

اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ اچانک آسمان سے ایک قمیض اڑتی ہوئی آئی اور اس عورت کے بچے کے گلے میں خود بخود پڑ گئی (اور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وہ قمیض اس بچے کے) اور جوں جوں وہ بچہ جوان ہوتا گیا وہ قمیض بھی لمبی اور بڑی ہوتی گئی خدا کی قدرت سے وہ قمیض نہ تو پھٹتی تھی اور نہ ہی اسے دھونے کی ضرورت پڑتی تھی یوں ساری زندگی وہ قمیض اس بچے کے گلے میں رہی اور سردی گرمی میں اس کو آرام وسکون پہنچاتی رہی۔

☆☆☆

Marfat.com

باب نمبر ۱۷

بے بس لوگوں کی حکایات

حکایت نمبر ۱

خطرناک ڈاکو کا انجام

کسی جنگل میں ایک بڑا ہی خطرناک ڈاکو رہا کرتا تھا۔ وہ مسافروں اور حاجیوں کے قافلوں پر ڈاکے مارتا اور ان کا مال واسباب چھیننے کے بعد انہیں قتل کر دیا کرتا تھا۔ ایک روز وہ اپنے شکار کی تلاش میں گھات لگائے بیٹھا تھا کہ اچانک اسے ایک مسافر آتا دکھائی دیا۔ جب وہ مسافر اس کے سامنے سے گذر کر آگے بڑھ گیا تو وہ بھی اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا اور پھر تھوڑی دور جانے کے بعد اس نے آگے بڑھ کر اس کی سواری کو روک لیا اور کہنے لگا۔ کیا اس جنگل میں ہونے والی موتوں اور پڑنے والے ڈاکوں کے بارے میں تجھے معلوم ہے۔ مسافر نے کہا ہاں! میں نے ان کے بارے میں سن رکھا ہے۔ وہ ڈاکو کہنے لگا: تجھے علم ہونا چاہئے کہ میں ہی وہ ڈاکو ہوں جو ان کے مال و اسباب لوٹتا اور انہیں قتل کرتا رہا ہے۔ مسافر بے چارہ یہ سن کر ڈر گیا اور کہنے لگا: بھائی! میرے پاس جو کچھ ہے وہ لے لو اور مجھے جانے دو۔ قتل مت کرو۔ ڈاکو نے کہا: نہیں ہرگز نہیں میں ایسا کبھی نہیں کروں گا۔ بے چارہ مسافر سمجھ گیا کہ اس ڈاکو سے جان بچانا مشکل ہے۔ لہٰذا اس نے سوچا کیوں نہ رب کی بارگاہ میں التجا کی جائے۔ یہی سوچ کر اس نے ڈاکو سے کہا: اچھا تو پھر مجھے دو رکعت نماز ادا کر لینے دو پھر میرے ساتھ جو چاہئے سلوک کرنا ڈاکو نے کہا ٹھیک ہے۔ یہ سن کر مسافر اپنی سواری سے نیچے اترا اور نماز ادا کرنے لگا۔ نماز ادا کرنے کے بعد اس نے اپنا سر سجدے میں رکھا اور گڑگڑا کر رب کی بارگاہ میں دعا کرنے لگا: پروردگار عالم! اے بے چاروں کے چارہ ساز! میری مدد فرما پھر اس نے سجدے سے سر اٹھایا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ ابھی بے چارہ مسافر آنے والی مصیبت کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ اسے اپنے پیچھے سے کسی گھڑسوار کے آنے کی آواز

Marfat.com

سنائی دی اور پھر تھوڑی ہی دیر میں ایک گھڑ سوار بڑی تیزی کے ساتھ اس کے پہلو سے نکلا اور اپنے نیزے کو اس ظالم ڈاکو کے سینے میں پروتے ہوئے اسے اٹھا کر لے گیا اور پھر اس نے آسمان کی طرف اڑنا شروع کر دیا مسافر نے جب یہ منظر دیکھا تو حیران رہ گیا اور چلا کر کہنے لگا: اے شاہ سوار! میں تجھے خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ تو کون ہے! خدا کا لاکھ لاکھ بار شکر ہے کہ اس نے مجھے تیری وجہ سے اس مصیبت سے بچالیا۔ اس شاہ سوار نے پلٹ کر جواب دیا: میں سولہ ہزار برس سے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر نیزہ ہاتھ میں پکڑ کر عرش بریں کے نیچے کھڑا رہا۔ مجھے کہا گیا کہ نیچے زمین کی طرف دیکھتے رہو اور جب زمین سے کسی بے بس کی پکار آئے تو اس کی مدد کے لئے نیچے جانا۔ میں سولہ ہزار سال سے اپنی باری کا انتظار کرتا رہا۔ آج جب تو نے سجدہ میں سر رکھ کر پکارا: اے بے چاروں کے چارہ ساز! میری مدد فرما تو مجھے حکم دیا گیا کہ آج تیرے لئے زمین سے پکار آئی ہے۔ جا اور نیچے جا کر پکارنے والے کی مدد کر۔ لہٰذا میں اسی لمحے عرش سے آیا اور تیری مدد کو پہنچ گیا۔

حکایت نمبر ۲ ۔

اچھا کوا

ایک مرتبہ حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حج کے ارادے سے گھر سے نکلے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اپنے سفر کے دوران جب ایک دن میں جنگل سے گذر رہا تھا تو میں نے ایک کوے کو دیکھا جس کی چونچ میں روٹی دبی ہوئی تھی اور وہ اڑتا جا رہا تھا۔ مجھے کچھ تعجب سا ہوا۔ لہٰذا میں اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا کافی دور جانے کے بعد وہ ایک آدمی کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ جس کے دونوں ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے اور کسی نے اسے جنگل کے بیچ میں پھینک دیا تھا۔ وہ کوا اس آدمی کے سینے پر جا بیٹھا پھر اس نے وہ روٹی اپنے پنجوں میں پکڑی اور اپنی چونچ کے ساتھ اس روٹی کو لقمہ لقمہ کر کے اس آدمی کے منہ میں ڈالنے لگا۔ حتیٰ کہ اس نے آدھی روٹی اسے کھلا دی۔ پھر وہ کوا اڑا اور فضا میں غائب ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد وہی کوا ایک طرف سے نمودار ہوا تو اس نے اپنے منہ میں پانی بھرا ہوا تھا۔ اس کوے نے وہ پانی اس آدمی کے حلق میں انڈیل دیا اور پھر باقی آدھی روٹی بھی لقمہ لقمہ کر کے اس کو کھلانی شروع کر دی۔ حتیٰ کہ اس نے وہ پوری روٹی اس آدمی کو کھلا دی اس کے بعد کوا پھر اڑا اور فضا میں غائب ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہی کوا ایک سمت سے

Marfat.com

نمودار ہوا جب کہ اس نے اپنے منہ میں پانی بھرا ہوا تھا وہ کوا پھر اس آدمی کے پاس گیا اور وہ پانی اس کے حلق میں انڈیل دیا اس کو پانی پلانے کے بعد وہ کوا اڑ کر کہیں چلا گیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ ماجرا دیکھنے کے بعد مجھے بڑا تعجب ہوا۔ لہٰذا میں اس آدمی کے قریب گیا اور پوچھا کہ بھائی تو کون ہے؟ اور تیرا قصہ کیا ہے؟ اس نے کہا بھائی: میں حج پر جا رہا تھا۔ جب ہمارا قافلہ اس جگہ پہنچا تو ڈاکوؤں نے ہم پر حملہ کر دیا۔ انہوں نے ہمارا تمام مال و اسباب چھین لیا اور بہت لوگوں کو قتل کر دیا۔ لیکن مجھے انہوں نے قتل کرنے کے بجائے رسیوں سے باندھا اور یہاں پھینک کر چلے گئے۔ میں تین دن تک یہاں پڑا رہا نہ کچھ کھایا اور نہ کچھ پیا۔ حتیٰ کہ بھوک اور پیاس سے میری حالت غیر ہوگئی اور میں مرنے کے قریب پہنچ گیا آخر کار موت کو آنکھوں کے سامنے دیکھ کر میں نے آسمان کی طرف منہ کیا اور بارگاہ ربوبیت میں عرض کی: اے پریشان حالوں کی مدد فرمانے والے اپنے اس بے بس اور لاچار بندے کی مدد فرما۔ اللہ تعالیٰ نے میری اس فریاد کو سن لیا اور پھر اس کوّے کو مقرر فرما دیا۔ یہ کوا صبح شام میرے پاس آتا ہے اور مجھے پیٹ بھر کر کھانا کھلاتا ہے اور جی بھر کر پانی پلاتا ہے اور واپس لوٹ جاتا ہے۔ میں نے اس کی یہ داستان سنی تو اللہ تعالیٰ کی قدرت پر میرا ایمان مزید پختہ ہوگیا۔ پھر میں نے اس آدمی کی رسیاں کھولیں اور ہم دونوں حج کے لئے روانہ ہوگئے۔

حکایت نمبر ۳

اچھائی کا بدلہ

اللہ تعالیٰ کا ایک نیک بندہ تھا جو مفلس اور بیمار تھا۔ بے چارہ چل پھر بھی نہیں سکتا تھا اور گھر میں اکیلا رہتا تھا۔ ایک رات وہ اپنے گھر میں تنہا بیٹھا ہوا تھا کہ اس کو وضو کی حاجت محسوس ہوئی اس وقت اس کے پاس پانی بھی نہیں تھا اور نہ ہی کوئی ایسا شخص وہاں موجود تھا جو اسے پانی لا کر دیتا ادھر تہجد کی نماز کا وقت بھی گزرتا جا رہا تھا۔ بے چارہ بڑا غمگین اور پریشان ہوا کہ اب کیا کرے کیونکہ نماز تہجد کا وقت بھی ختم ہوتا جا رہا تھا۔ بے چارے نے پریشان ہو کر آسمان کی طرف دیکھا اور کہنے لگا: اے اسباب مہیا فرمانے والے! آج اپنی قدرت کا کرشمہ دکھا اور میرے لئے کوئی سبب پیدا فرما دے اس نے دعا مانگی اور انتظار کرنے لگا۔ اس کے پڑوس میں ایک آدمی رہا کرتا تھا۔ جو کپڑا بننے کا کام کرتا تھا اچانک بیٹھے بیٹھے اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ ہو سکتا ہے۔

Marfat.com

میرے بوڑھے پڑوسی کو اس وقت کوئی حاجت ہو چل کر اس کا پتہ کرنا چاہئے۔ یہ خیال آتے ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے پاس جا پہنچا اور پوچھنے لگا: اے بھائی! آپ کو کوئی حاجت ہو تو بتائیں۔ اس بوڑھے نے جواب دیا۔ ہاں میرے بھائی مجھے وضو کے لئے پانی چاہئے۔ جولاہے نے فوراً ڈول اور رسی اٹھائی' کنوئیں پر گیا اور ڈول کو رسی سے باندھ کر کنوئیں میں لٹکا دیا۔ جب اس نے ڈول کو کنوئیں سے باہر نکالا دیکھا تو وہ سونے چاندی سے بھرا ہوا تھا جولاہا فوراً اس بوڑھے کے پاس آیا اور اسے تمام قصہ بتایا اس بوڑھے نے جواب دیا کہ یہ تمہاری اجرت ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا کی ہے جاؤ اسے لے جاؤ اور مجھے پانی لا کر دو۔ جولاہا نے وہ سونا چاندی لے لیا اور اسے کنوئیں سے جا کر پانی لا دیا۔

حکایت نمبر ۴

پتھر کا پجاری

حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ میں سمندری سفر کر رہا تھا۔ راستے میں ہم ایک جزیرہ پر اترے۔ تو میں نے وہاں ایک نوجوان کو دیکھا جو اللہ تعالیٰ کے بجائے ایک پتھر کی عبادت میں مصروف تھا۔ مجھے یہ دیکھ کر دکھ ہوا۔ لہٰذا میں نے اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ اللہ تعالیٰ نے بڑا کرم فرمایا اور اسے اسلام قبول کرنے کی سعادت عطا فرما دی۔ اور اس نے میری دعوت پر لبیک کہتے ہوئے میرے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔ میں اسی خوشی میں اپنی کشتی کی طرف واپس آیا اور اپنے ساتھی مسافروں کو ساری بات بتا کر ان سے چار سو درہم اکٹھے کر کے اس کے پاس لے گیا۔ میں نے اسے وہ درہم دیئے اور کہا کہ یہ رکھ لو اور ان کے ذریعے اپنے رب کی دل جمعی کے ساتھ عبادت کرو۔ کیونکہ تمہارے پاس کھیتی بھی نہیں ہے اور کوئی روزگار کا ذریعہ بھی نہیں ہے۔ لہٰذا ان دراہم کے ساتھ گذر بسر کر لینا۔ اس نے میری یہ بات سنی تو مسکرا دیا اور پھر کہنے لگا: میرے دوست! میں تیس سال تک ایک پتھر کی عبادت کرتا رہا۔ تو اللہ تعالیٰ مجھے رزق عطا فرماتا رہا اب جب اس نے مجھے اپنی عبادت کرنے کی سعادت عطا فرمائی ہے۔ تو آپ کا کیا خیال ہے کہ وہ مجھ سے میرا رزق روک لے گا یہ کہہ کر اس نے مجھے وہ درہم واپس کر دیئے۔

Marfat.com

حکایت نمبر ۵

ظالم بادشاہ

کسی ملک کا بادشاہ بڑا ظالم تھا۔ ایک روز اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ نیا محل بنانا چاہئے۔ لہٰذا اس نے فوراً انجینئروں، کاریگروں اور مزدوروں کو بلایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اس کے لئے ایک شان دار محل تعمیر کریں۔ اس کے حکم پر فوراً عمل شروع ہو گیا۔ چنانچہ اس کی بنیاد رکھی گئی اور جلد ہی اس کی تعمیر کا کام شروع ہو گیا۔ جس جگہ اس کا نیا محل تعمیر ہو رہا تھا اس کے ساتھ ہی ایک بڑھیا کا گھر تھا۔ اس بڑھیا کو کہا گیا کہ بادشاہ کو اپنا محل بنانے کے لئے تیرے گھر والی جگہ کی ضرورت ہے۔ لہٰذا وہ چاہتا ہے کہ تو یہ جگہ اس کو بیچ دے۔ لیکن بڑھیا نہ مانی اور اس نے اپنا مکان بیچنے سے انکار کر دیا۔ اور کہنے لگی کہ میرے اتنے سارے بچے ہیں میں انہیں لے کر کہاں ماری ماری پھروں گی لہٰذا میں یہ گھر نہیں بیچ سکتی۔ بادشاہ کے حواریوں نے بڑا اصرار کیا کہ وہ یہ گھر بیچ دے مگر بڑھیا نہ مانی۔ پھر وہ کسی کام سے اپنے گھر سے باہر گئی تو وزیر نے حکم دیا کہ اس کے گھر کو کہیں اور منتقل کر دو۔

لہٰذا اس بڑھیا کے واپس آنے سے پہلے پہلے اس کے گھر کے ساز و سامان کو وہاں سے دوسری جگہ منتقل کر دیا گیا اور گھر کی عمارت کو توڑ پھوڑ دیا گیا۔ جب وہ بڑھیا واپس آئی تو دیکھا کہ اس کا گھر ملبے کا ڈھیر بن چکا ہے اور وہاں پر اینٹوں کے انبار کے سوا کوئی چیز موجود نہیں بے چاری بڑھیا اپنے گھر کا یہ حشر دیکھ کر بڑی غمگین ہوئی اور اسی دکھ اور کرب کی حالت میں زمین و آسمان کے بادشاہ کی طرف منہ اٹھا کر بولی: اے میرے پروردگار! میں تو یہاں موجود نہ تھی لیکن تو تو موجود تھا پھر میرا یہ گھر تیری موجودگی میں کیسے تباہ کر دیا گیا۔ اے سمیع و بصیر رب میری پکار سن لے اور میری مدد فرما۔ ابھی وہ دعا مانگ ہی رہی تھی کہ آسمانوں میں سے آواز آئی کہ اے جبرئیل جلدی کر اور میری اس باندی کی مدد کر اور پھر اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وہ محل اس بادشاہ اور تمام خدام و سپاہیوں کے ساتھ زمین میں دھنس گیا۔

Marfat.com

حکایت نمبر ۶

اژدھے کا کارنامہ

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں میں سے ایک بزرگ حج کے لئے جا رہے تھے ایک تاریک رات کو جب ان کا قافلہ جنگل میں سے گزر رہا تھا۔ تو اچانک ان کے پاؤں میں ایک ہڈی کھب گئی۔ وہ بے چارے اسی جگہ گر گئے اور پھر اٹھ نہ سکے ان کے پاؤں میں اتنی سخت درد شروع ہو گئی کہ پاؤں زمین پر رکھنا دشوار ہو گیا۔ اسی دوران ان کا قافلہ اور ہم سفر سب آگے چلے گئے اور وہ اکیلے ہی اسی جگہ پڑے رہ گئے۔ تین دن تک وہ بزرگ وہیں پڑے رہے اس تمام تر صورتحال نے انہیں بڑا پریشان اور مغموم کر دیا۔ بالآخر جب کوئی چارہ کار نہ رہا تو انہوں نے اپنے رب کی بارگاہ میں اپنی دکھ بھری مصیبت بیان کی اور عرض کی! اے خالق دو جہاں! یا اللہ تعالیٰ کیا تیرا اپنے کمزور اور مسکین بندوں کے ساتھ یہی سلوک ہو گا اس جنگل بیابان میں جہاں نہ چرند ہے نہ پرند تو نے اپنے اس عاجز بندے کو مرنے کے لئے چھوڑ دیا ہے۔ اس سال تیرے اس مسکین بندے کی حج پر پہنچنے کی امید بھی اب ختم ہوتی جا رہی ہے۔ یا اللہ تعالیٰ! میرا تیرے سوا کوئی مددگار نہیں ہے تو ہی کرم فرما اور مجھ پر رحم کر۔

یہ دعا مانگ کر وہ تھوڑی دیر کے لئے سو گئے اس دوران خواب میں انہوں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑے اژدھے نے انہیں نگل لیا اور ان کے تمام اعضاء کو سختی سے دبانے لگا حتیٰ کہ ان کے پاؤں سے وہ ہڈی نکل گئی اور پھر اسی گھبراہٹ میں ان کی آنکھ کھل گئی دیکھا تو ان کا پاؤں درست ہو چکا تھا اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے وہ پہلے سے بھی اچھا ہو گیا تھا۔ وہ بزرگ فوراً اٹھے اور چلنا شروع کر دیا۔ بالآخر چلتے چلتے وہ اپنے قافلے سے جا ملے اور پھر اسی سال انہوں نے حج کی سعادت بھی حاصل کر لی۔

حکایت نمبر ۷

آگ کا گڑھا

پرانے وقتوں کی بات ہے کہ ایک ملک کا بادشاہ مجوسی تھا۔ جس شہر میں اس بادشاہ کا محل تھا

Marfat.com

اس کے ایک کونے میں ایک عیسائی راہب بھی اپنے کلیسا میں رہا کرتا تھا۔ جب کہ اس شہر میں ایک کافر تھا جو بچوں کو تعلیم وغیرہ دیتا تھا بادشاہ نے اپنے بچے کو اس کافر آدمی کے پاس علم حاصل کرنے کے لئے بھیجنا شروع کر دیا۔ وہ بچہ جب اپنے استاد سے پڑھ کر واپس آتا تو راستے میں واقع اس کلیسا میں بھی چلا جاتا۔ ایک دن اس بچہ نے عجیب معاملہ دیکھا کہ راستے میں ایک بہت بڑا اژدھا کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔ اس نے بہت سے لوگوں کو مار دیا تھا اور بے چارے لوگ اس کے ڈر سے وہ راستہ چھوڑ کر دوسری طرف سے جانے پر مجبور ہو گئے تھے۔ بچے نے جب یہ دیکھا تو اچانک اس کے ذہن میں یہ بات آئی کہ میرا والد اس کافر کو پسند کرتا ہے اور اس کے دین میں دلچسپی رکھتا ہے جب کہ کلیسا والا راہب مجھے اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف دعوت دیتا ہے کیوں نہ میں ان دونوں کو آزماؤں۔ اس طرح پتہ چل جائے گا کہ ان دونوں میں سے کون حق پر ہے لہٰذا اس بچہ نے ایک پتھر اٹھایا اور اژدھے کی طرف منہ کر کے کہا کہ اے اللہ تعالیٰ: اگر تو یہ راہب سچا ہے تو میری مدد فرما اور مجھے اس اژدھے پر غلبہ عطا فرما۔ یہ کہہ کر اس نے وہ پتھر اژدھے کو دے مارا اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وہ پتھر چکی کے پاٹ جتنا بڑا ہو کر اس اژدھے کے سر لگا اور اس نے اژدھے کو ختم کر دیا۔ جب بچے نے یہ دیکھا تو بہت زیادہ خوش ہوا اور بھاگتا ہوا راہب کے پاس گیا اور جا کر اسے سارا واقعہ سنا دیا۔ راہب نے اس کی بات سن کر کہا: میرے بیٹے! اللہ تعالیٰ تجھے اس کے بدلے میں بڑا اجر عطا فرمائے گا۔ لیکن ایک بات ذہن میں رکھنا کہ لوگوں کو یہ نہ بتانا کہ تم میرے پاس آتے رہتے ہو کیوں کہ میں کمزور آدمی ہوں لوگوں کی باتیں برداشت نہیں کر سکتا۔ بچہ راہب کی بات سن کر وہاں سے واپس آ گیا۔ لوگوں کو جب اژدھے کے مرنے کی خبر پہنچی تو سب اس بچے کے ارد گرد اکٹھے ہو گئے اور اس سے پوچھنے لگے کہ تم نے اژدھے کو کیسے مار دیا؟ بچے نے جواب دیا کہ میں نے اس کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے مارا ہے۔ لوگوں نے یہ بات جا کر بادشاہ کو بتائی کہ یہ بچہ کہتا ہے کہ میں نے اس اژدھے کو اس تمہارے معبود کے علاوہ کسی دوسرے خدا کے حکم سے مارا ہے۔ بادشاہ نے یہ سن کر اس بچہ کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔ جب بچہ حاضر ہوا تو بادشاہ نے اس سے اس بات کے بارے میں پوچھا۔ بچے نے جواب دیا کہ: اے بادشاہ سلامت! تمہارا دین جھوٹا ہے۔ تم حق پر نہیں ہو اور یہ خدا جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے سوا سب جھوٹے ہیں۔ سچا خدا تو وہ ہے جس نے اس زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے۔ بادشاہ نے جب بچے کی یہ باتیں سنیں تو اس سے

Marfat.com

پوچھا کہ وہ سچا خدا کون ہے؟ جس کی تم بات کر رہے ہو بچے نے کہا کہ وہ خدا مشرق و مغرب کا رب ہے۔ بادشاہ یہ سن کر غصے میں آ گیا اور کہنے لگا کہ اس بچے کو لے جاؤ اور سمندر میں جا کر غرق کر دو۔ سپاہیوں نے اس کو اٹھایا اور کشتی میں ڈال کر سمندر میں لے گئے جب وہ گہرے سمندر میں پہنچے تو خدا کی قدرت سے کشتی الٹ گئی اور اس بچے کے سوا سب لوگ ڈوب گئے بچہ صحیح سلامت سمندر سے باہر نکل آیا اور سیدھا بادشاہ کے پاس گیا اور کہنے لگا اے بادشاہ! اللہ تعالیٰ پر قیامت کے دن پر آسمانی کتابوں پر اور تمام انبیاء پر ایمان لے آؤ۔ یہ سن کر بادشاہ پھر غصے میں آ گیا اور اپنے نوکروں سے کہا کہ اسے لے جاؤ اور پہاڑ کی چوٹی پر لے جا کر وہاں سے نیچے پھینک دو تا کہ اس کا قصہ ہی تمام ہو جائے اور ہم اس کی باتوں سے بچ جائیں۔ انہوں نے اس بچے کو پکڑا اور پہاڑ پر لے گئے لیکن خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ جونہی انہوں نے اس بچے کو نیچے دھکا دینے کا ارادہ کیا اسی وقت تیز ہوا آئی اور اس نے ان سب کو پہاڑ سے نیچے پھینک دیا وہ سب نیچے گرے اور مر گئے جب کہ بچہ صحیح سلامت پہاڑ سے نیچے اتر آیا اور سیدھا اسی بادشاہ کے پاس پہنچ گیا اور اس سے کہنے لگا: اے بادشاہ! جس رب کی یہ قدرت اور طاقت ہے کہ وہ مجھے ہر بار بچا لیتا ہے اس کی ذات پر ایمان لے آ۔ بادشاہ نے کہا: اے بچے! تو یہ سب کیا کہہ رہا ہے تو نے تو ہم سب کو عاجز کر دیا ہے میں اب یہیں تیرا قصہ تمام کر کے چھوڑوں گا۔ یہ کہہ کر اس نے اپنی تلوار نکالی اور اپنے سپاہیوں کو بھی تلواریں نکالنے کا حکم دیا اور کہا کہ میرے سامنے اس بچے کی گردن اڑا دو۔

بچے نے بادشاہ کی بات سن کر کہا کہ اے بادشاہ! اگر تو لاکھ حیلے بھی کر لے تو مجھے نہیں مار سکتا۔ ہاں البتہ ایک طریقہ ہے اگر تو اس پر عمل کرے تو پھر میں مر سکتا ہوں اور وہ یہ کہ سب سے پہلے مجھے ایک بڑے ستون پر کھڑا کر دے۔ پھر اپنی ساری فوج کو بلا لے اور خود بھی اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آ جا اور پھر جب مجھے مارنے لگے تو اپنی کمان کو بلند کر کے اس پر تیر چڑھانا اور کہنا: اے بچے میں تجھے تیرے خدا کے نام سے تیر مارتا ہوں۔ یہ کہہ کر مجھے تیر مارنا پھر اس طرح میں مر جاؤں گا بادشاہ اس کی بات سن کر اس پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو گیا لیکن وہ اس بچہ کی بات کا مطلب نہ سمجھ سکا۔

بہر حال اس نے تمام لوگوں کو اکٹھے ہونے اور بچے کو سولی کے ساتھ لٹکانے کا حکم دیا۔ جب بچے کو سولی پر لٹکا دیا گیا تو بادشاہ اس کے سامنے آ گیا اس نے کمان سیدھی کی اس پر تیر چڑھایا اور

Marfat.com

کہا: میں اس بچے کو اس کے رب کے نام سے تیر مارتا ہوں یہ کہہ کر تیر چلا دیا تیر سیدھا اس بچے کی کن پٹی پر جا کر لگا بچے نے وہ تیر کھینچ کر باہر نکالا اور زخم والی جگہ پر ہاتھ رکھ دیا اور اس طرح بچے نے توحید کی خاطر اپنی ننھی سی جان کا نذرانہ پیش کر دیا۔ لوگ یہ منظر دیکھ کر چیخ اٹھے اور کہنے لگے کہ ہم بھی اس بچے کے خدا پر ایمان لاتے ہیں جس کیلئے اس نے اپنی جان قربان کر دی ہے۔ اس طرح بادشاہ کی فوج میں سے بھی آدھے سپاہیوں نے اسلام قبول کر لیا۔ جب بادشاہ نے یہ صورت حال دیکھی تو گھبرا گیا اور سپاہیوں سے کہنے لگا کہ زمین میں چالیس گز چوڑا گڑھا کھود دو اور اسے لکڑیوں کے ساتھ بھر دو اس کے بعد اس میں تیل چھڑک کر اسے آگ لگا دو جب یہ آگ بھڑک اٹھی تو بادشاہ نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ آج جس جس نے اسلام قبول کیا ہے اسے اٹھا کر اس آگ میں پھینکتے جاؤ۔ سپاہیوں نے بہت سے لوگوں کو اٹھا کر آگ میں پھینک دیا حتی کہ ایک بڑھیا کی باری آ گئی۔ جس کے بہت سے بچے تھے بادشاہ نے اس بڑھیا سے کہا کہ اے بڑھیا! دین اسلام کو چھوڑ دے وگرنہ میں تجھے تیرے بچوں سمیت آگ میں پھینکوا دوں گا۔ بوڑھی عورت نے جواب دیا۔ اے بادشاہ! تو نے جو کچھ کرنا ہے کر لے میں اپنے دین کو نہیں چھوڑ سکتی بادشاہ نے حکم دیا تو سپاہیوں نے ایک ایک کر کے اس کے بچوں کو آگ میں پھینکنا شروع کر دیا حتی کہ اس کا سب سے چھوٹا بچہ بچ گیا۔ جب اس کی باری آئی تو اس عورت کا دل نرم پڑ گیا اسے اس ننھی سی جان پر بڑا ترس آیا ماں کی ممتا نے جوش مارا۔ اس کے بدن پر اپنے بچے کے انجام کی وجہ سے لرزہ طاری ہو گیا اور بالآخر اس نے مجبور ہو کر دل میں ارادہ کیا کہ (نعوذ باللہ) مرتد ہو جائے۔ اسی وقت وہی چھوٹا سا بچہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے بولنے لگا۔ اس نے اپنی ماں سے کہا: امی جان اس آگ سے مت ڈریئے اپنے دل کو مضبوط رکھئے میرے سب بہن بھائی جنت میں جا چکے ہیں۔ اب میری باری ہے۔ میں بھی جنت میں جانے والا ہوں اتنے میں سپاہیوں نے زبردستی اس سے بچہ کو چھینا اور آگ کے اس آلاؤ میں پھینک دیا یہ منظر دیکھ کر ماں کا دل پھٹ گیا اور وہ رونے اور چیخنے چلانے لگی۔ اسی وقت خدا کی قدرت سے اسی آگ میں سے ایک لپکا سا اٹھا اور سب سپاہیوں میں سے چالیس گز کے اندر کھڑے سپاہیوں کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ پھر وہ آگ آگے بڑھی اور اس نے بادشاہ کو اس کے وزیروں کو اور اس کے خدام کو اپنی لپیٹ میں لے لیا پھر کرتے کرتے اس آگ نے زور پکڑا اور پورے شہر میں پھیل گئی اس خطرناک آگ نے پورے شہر کو جلا کر خاکستر بنا دیا اور شہر والوں میں سے اہل ایمان کے علاوہ کوئی بھی نہ بچ سکا اتنی سخت آگ کے باوجود ایمان

Marfat.com

والوں کا بال بھی بیکا نہ ہوا۔

حکایت نمبر ۸

بوڑھے کی فریاد

کسی بادشاہ کی فوج کے ہراول دستہ کے چند فوجی اپنے سالار کے ساتھ جا رہے تھے۔ راستے میں وہ زبردستی رات گزارنے کے لئے ایک بوڑھے غریب آدمی کے گھر میں جا گھسے۔ بوڑھے غریب آدمی نے ان کی منت سماجت کی کہ دیکھو میرا یہ گھر چھوٹا سا ہے جب کہ میرے گھر میں میری نوجوان بچیاں بھی ہیں۔ میں تمہیں کہاں ٹھہراؤں گا لہٰذا تم کہیں اور جا کر ٹھکانہ کر لو وہ سپاہی نہ مانے آخر کار اس بوڑھے غریب اور فقیر آدمی نے ان سے کہا کہ میرے پاس بادشاہ کا فرمان بھی موجود ہے کہ کوئی آدمی میرے گھر میں میری مرضی کے بغیر داخل نہ ہو۔ لہٰذا جب میں تمہیں یہاں رہنے کی اجازت نہیں دے رہا تو تمہیں یہاں سے چلے جانا چاہئے انہوں نے کہا اچھا جاؤ وہ فرمان لے کر آؤ ہم بھی دیکھیں کہ اس میں کیا لکھا ہے۔ وہ بوڑھا شخص اندر گیا اور جا کر قرآن مجید اٹھا لایا اور انہیں یہ آیت نکال کر دکھائی جس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''اے ایمان والو! تم دوسروں کے گھروں میں بلا اجازت داخل مت ہو۔''

یہ دیکھ کر وہ سالار کہنے لگا اچھا تو یہ ہے تمہارا فرمان میں تو سمجھا تھا کہ واقعی کسی بادشاہ کا لکھا ہوا فرمان ہوگا۔ بوڑھا سمجھ گیا کہ یہ قرآن کے حکم پر عمل پیرا نہیں ہوں گے۔ بے چارے نے مجبور ہو کر آسمانوں زمینوں کے مالک کی بارگاہ میں التجا کی اور کہا کہ اے مولا تو دیکھ رہا ہے اور سن رہا ہے کہ یہ تیرے فرمان پر عمل نہیں کرنے والے۔ لہٰذا تو میرا گھر گرا دے تاکہ میں اس مصیبت سے چھٹکارا پا جاؤں بوڑھے شخص نے جب یہ دعا مانگی تو آسمان سے ایک عجیب سی آواز آئی اور پھر وہ سالار اور اس کے سارے سپاہی وہیں پر ہلاک ہو گئے جب کہ قدرت خداوندی سے وہ بوڑھا شخص اور اس کے اہل و عیال زندہ سلامت بچ گئے۔

حکایت نمبر ۹

جن کا سر

حضرت ابراہیم الخواص رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں ایک جنگل میں سے

Marfat.com

گذر رہا تھا کہ مجھے رات ہوگئی رات بہت تاریک تھی اور راستہ بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ لہٰذا میں حیران پریشان راستے میں ہی رک گیا اور سوچنے لگا کہ اب کیا کروں ابھی میں اس شش و پنج میں تھا کہ اچانک میں نے کسی کتے کے بھونکنے کی آواز سنی میں نے دل میں کہا کہ کتے تو آبادی میں ہوتے ہیں۔ لہٰذا ضرور یہاں قریب ہی آبادی بھی ہوگی یہ سوچ کر میں اس آواز کی سمت چل پڑا ابھی میں چند قدم ہی چلا تھا کہ اچانک کسی جن نے میرے منہ پر ایک زوردار طمانچہ رسید کر دیا۔ میں درد کی شدت سے وہیں بیٹھ کر رونے لگا۔ پھر اس تکلیف کی حالت میں میں نے رب کی بارگاہ میں شکایت کی اور کہا یا اللہ تعالیٰ! کیا تیری حفظ و امان میں چلنے والوں کا یہی حشر ہوتا ہے جو میرے ساتھ ہوا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے ایک آدمی کو اپنی طرف آتے ہوئے محسوس کیا جب وہ میرے قریب آیا تو بڑے غور سے دیکھنے کے بعد مجھے پتہ چلا کہ اس نے ہاتھ میں کسی جن کا سر پکڑا ہوا ہے اس نے وہ سر میرے سامنے لا کر پھینک دیا اور چلا گیا میں حیران و پریشان اس سر کو دیکھ ہی رہا تھا جب آسمان سے کسی ہاتف غیبی کی آواز آئی کہ اے ابراہیم! جب تک تو رب کی امان میں تھا تو معزز و مکرم تھا اور جب تو نے اس کتے کی آواز پر بھروسہ کیا اور اس کے پیچھے چل پڑا تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس پر عتاب فرمایا اور پھر جب تو نے اس عتاب کی شکایت اپنے رب سے کی تو اللہ تعالیٰ نے اس جن کا سر تیرے سامنے پھنکوا دیا جس نے تجھے طمانچہ مارا تھا۔

حکایت نمبر ۱۰

بوڑھے کی بددعا

کسی بستی میں ایک بوڑھا شخص رہتا تھا وہ بڑا نیک اور پاکباز تھا۔ ایک دن وہ بازار میں سے گذر رہا تھا کہ پیچھے شہر کے گورنر کی سواری آ گئی اس کے ساتھ اس کے نوکر چاکر اور محافظ بھی تھے۔ جب وہ قریب آئے تو اس گورنر کے ایک سپاہی نے اس بوڑھے شخص سے چلا کر کہا کہ اے بوڑھے ذرا جلدی چل اور راستہ خالی کر دیکھتا نہیں گورنر کی سواری آ رہی ہے۔ بوڑھے نے کہا: بھائی میں کمزور اور ضعیف آدمی ہوں تیز نہیں چل سکتا۔ یہ سن کر سپاہی طیش میں آ گیا اور اس نے اس غصے میں بوڑھے آدمی کو کوڑے مارنا شروع کر دیئے۔ بوڑھے آدمی کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور اس نے روتے ہوئے اسے بددعا دی کہ اے ظالم! اللہ تعالیٰ تیرے ہاتھ کاٹ دے۔ مجھے

Marfat.com

کیوں مارتا ہے میں بوڑھا آدمی ہوں تیز نہیں چل سکتا۔ بہر حال گورنر کی سواری گزر گئی تو بوڑھا گھر واپس آ گیا۔ اگلے دن ہی بوڑھا شخص بازار گیا دیکھا تو کل جس سپاہی نے اسے مارا تھا وہ ایک جگہ بیٹھا رو رہا ہے اس کے ہاتھ کٹے ہوئے ہیں اور اس کے گلے میں پروئے ہوئے ہیں۔

حکایت نمبر ۱۱

چرغے بیچنے والا

کسی شہر میں ایک نوجوان رہا کرتا تھا وہ نوجوان بڑا خوبصورت اور بہت ہی نیک اور پارسا تھا۔ اپنی روزی کمانے کے لئے وہ چرغے بیچا کرتا تھا۔ ایک دن وہ چرغے بیچنے کے لئے ایک گلی میں داخل ہوا اور آواز لگائی کہ "چرغے لے لو چرغے لے لو" اس کی صدا پر ایک لونڈی باہر آئی اور اس سے کہا کہ میرے ساتھ آؤ امیر شہر کے گھر جانا ہے۔ وہ اس لونڈی کے ساتھ چل پڑا کہ شاید انہیں چرغوں کی ضرورت ہو اور وہ چرغے خریدنا چاہتے ہوں۔ وہ لونڈی اسے گھر کے سامنے لے آئی اور اسے باہر ٹھہرا کر اندر چلی گئی اندر جا کر امیر کی بیوی کو بتایا۔ امیر شہر کی بیوی نے لونڈی سے کہا کہ جاؤ اسے گھر کے اندر لے آؤ۔ جب وہ اسے اندر لے آئی تو امیر شہر کی بیوی نے اس سے کہا کہ جاؤ اس نوجوان سے کہو کہ وہ یہ کام چھوڑ دے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے میرے پاس رہ جائے۔ لونڈی اس نوجوان کے پاس گئی اور اس سے کہنے لگی: اے نوجوان! تیری عیش کے دن آ گئے ہیں اب تجھے چرغے اٹھا کر گلی گلی نہیں جانا پڑے گا کیونکہ امیر کی بیوی نے کہہ بھیجا ہے کہ اس نوجوان سے کہو کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہمارے پاس رہ جائے۔ اس نوجوان نے اس کی بات ماننے سے صاف انکار کر دیا اور کہنے لگا کہ میں اپنے رب کی نافرمانی ہرگز نہیں کروں گا اور اس کے پاس نہیں رہوں گا۔ جب امیر کی بیوی کو یہ پتہ چلا تو اس نے لونڈی سے کہا کہ جاؤ اسے جا کر کہہ دو کہ وہ میری بات مان جائے وگرنہ میں اسے قتل کروا دوں گی۔ لونڈی نے جا کر یہ بات اس کے کہہ دی۔ اب بے چارہ بری طرح پھنس گیا تھا۔ مجبوراً اسے رضامندی کا اظہار کرنا پڑا۔ لہٰذا اس نے کہا کہ ٹھیک ہے جاؤ اپنی مالکن سے جا کر کہہ دو کہ میں یہاں رہنے کے لئے تیار ہوں ہاں لیکن مجھے فی الحال وضو کرنا ہے۔ لونڈی نے اس کی بات امیر کی بیوی کو پہنچا دی۔ امیر کی بیوی نے اسے محتاط رہنے کا حکم دیا اور کہا کہ اس کو وضو کروا دو مگر اس کا پیچھا نہ چھوڑنا لونڈی آئی اور اسے کہا کہ چھت پر آ جاؤ وہاں

Marfat.com

جا کر وضو کر لینا نوجوان چھت پر چلا گیا اوپر جا کر اس نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور رب کی بارگاہ میں التجا کرنے لگا کہ اے مولا کریم! تیری نافرمانی کرنے کے بجائے مجھے جان دے دینا زیادہ پسند ہے اور مجھے معاف فرما دینا یہ کہہ کر اس نے بسم اللہ تعالیٰ پڑھی اور چھت سے نیچے کود گیا۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اسی وقت ایک فرشتہ نے اسے اپنے پروں پر اٹھایا اور سلامتی کے ساتھ اسے زمین پر اتار دیا اور اس طرح وہ صحیح سلامت اپنے گھر واپس لوٹ آیا۔

☆☆☆

Marfat.com

باب نمبر ۱۸

اولیاء کی وفات اور کرامات

حکایت نمبر ۱

اللہ تعالیٰ کا دوست

حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ آپ مصر میں مقیم تھے۔تو لوگ آپ کے ساتھ گفتگو نہیں کرتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ (نعوذ باللہ تعالیٰ) آپ زندیق اور ملحد ہیں اور حق پر نہیں ہیں۔لیکن جب آپ کا وصال مبارک ہوا تو اس وقت ایک عجیب بات ظاہر ہوئی۔ہوا یوں کہ آپ کے وصال کے وقت سخت دھوپ اور شدت کی گرمی تھی لیکن قدرت خداوندی سے بہت سارے پرندے یکا یک اکٹھے ہوئے اور آ کر آپ کے جنازے کو گھیر لیا اور اپنے پروں سے اس پر سایہ کرنے لگے جس سے آپ کا جنازہ دھوپ سے بچ گیا۔جب اہل مصر نے یہ صورتحال دیکھی تو بڑے حیران ہوئے اور پھر یہ بات جنگل کی آگ کی طرح پورے شہر میں پھیل گئی۔لوگ چاروں جانب سے فوراً پہنچ گئے اور آپ کی نماز جنازہ کی تیاری کرنے لگے۔لوگ آپ کے جنازے کو اٹھا کر مسجد کے پاس سے گزرے اسی وقت مؤذن نے اذان شروع کر دی تو لوگوں نے آپ کے جنازہ کو مسجد کے دروازے کے سامنے رکھ دیا جب مؤذن نے ''اشھد ان الا الہ لا اللہ تعالیٰ'' کے کلمات ادا کیے تو آپ نے اپنے کفن کے نیچے سے ہی اپنی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی اور کہا ''اشھد ان لا الہ لا اللہ تعالیٰ'' تمام لوگ یہ ماجرا دیکھ کر حیران رہ گئے اور یہ سمجھنے لگے کہ شاید آپ ابھی زندہ ہیں۔انہوں نے آپ کے چہرہ مبارک پر سے کفن ہٹا کر دیکھا تو آپ وصال کی حالت میں نظر آئے لیکن اس وقت بھی آپ کی انگلی آسمان کی طرف اٹھی ہوئی تھی۔لوگوں نے بڑی کوشش کی کہ انگلی کو واپس پہلی حالت میں لے آئیں لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکے۔بہر حال لوگوں نے جنازہ اٹھایا اور قبرستان لے جا کر نماز جنازہ ادا کی اور آپ کو دفن کر دیا۔دوسرے دن

Marfat.com

جب لوگ آپ کی قبر کی زیارت کے لئے گئے تو دیکھا کہ آپ کی قبر پر بڑے خوش خط انداز میں جو کہ کسی انسان کا نہیں ہوسکتا تھا لکھا تھا اللہ تعالیٰ کا دوست اور اس کی محبت میں شہید ہونے والا ذوالنون مصری یہاں آرام فرما ہے۔

حکایت نمبر ۲

امام کون تھا؟

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنے گھر والوں اور خادموں سے فرمایا کہ سب لوگ جاؤ اور مجھے آج کی رات یہاں تنہا چھوڑ دو۔ آپ کا حکم سن کر سب لوگ باہر آ گئے اور دروازہ بند کر دیا۔ اگلے دن جب صبح ہوئی تو آپ کی زوجہ محترمہ حضرت فاطمہ بنت عبدالملک بن مروان سب سے پہلے آپ کے کمرے میں داخل ہوئیں۔ جونہی آپ اندر داخل ہوئیں تو دیکھا کہ آپ وصال فرما چکے ہیں اور آپ کو غسل بھی دے دیا گیا ہے اور کفن بھی پہنا دیا گیا ہے۔ آپ یہ دیکھ کر حیران رہ گئیں۔ بہر حال آپ نے علماء کو بلا بھیجا اور ساری صورتحال ان کے سامنے بیان کی اور ان کی رائے پوچھی علماء نے کہا کہ آپ بڑے زاہد اور متقی انسان تھے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے کرم نوازی فرماتے ہوئے آپ کا کفن جنت سے بھیج دیا اور ساتھ ہی ملائکہ کو بھی بھیج دیا۔ جنہوں نے آپ کو غسل دے دیا۔ لہٰذا یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے متقی بندوں کے ساتھ بہتر سلوک ہی فرماتا ہے۔ لیکن پھر بھی آپ کو دوبارہ غسل دے دیا جائے تا کہ مزید فضیلت حاصل ہو جائے۔ لوگوں نے آپ کو غسل دے دیا اور پھر آپ کا جنازہ قبرستان کی طرف لے گئے۔ عام اطراف سے لوگ نماز جنازہ ادا کرنے کے لئے اکٹھے ہو گئے۔ مسلمہ بن عبدالملک بن مروان آپ کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے آگے بڑھے تو اچانک زمین پر کوئی چیز زور سے ماری گئی۔ لیکن مارنے والا نظر نہ آیا یہ دیکھ کر مسلمہ بن عبدالملک پیچھے ہٹ آئے اور پھر سب لوگوں نے مل کر ایک عالم و فاضل شخصیت الیاس بن مجیب پر اتفاق کیا اور وہ نماز جنازہ پڑھانے کے لئے آگے بڑھے لیکن جونہی انہوں نے نماز جنازہ شروع کرنے کا ارادہ کیا کسی غیبی ہاتھ نے ان کے سینے پر ضرب لگائی جس سے وہ گر پڑے لیکن اس بار بھی مارنے والے کو لوگ دیکھ نہ سکے۔ لوگ اس صورتحال کو دیکھ کر مزید پریشان ہو گئے

Marfat.com

اور زور زور سے رونے لگے اور کہنے لگے: عجیب بات ہے امام المسلمین کا جنازہ اسی طرح رکھا ہے اور کوئی بھی آدمی نماز جنازہ نہیں پڑھا سکتا۔ ابھی لوگ اسی پریشانی میں مبتلا تھے کہ اچانک انہیں نماز جنازہ کی تکبیر کہنے کی آواز آئی لوگوں نے آگے دیکھا تو تکبیر کہنے والا نظر نہ آیا لوگوں نے بھی اس غائب امام کے پیچھے تکبیر کہہ کر نماز شروع کر دی اس طرح امام نے مکمل نماز جنازہ پڑھائی۔ لوگوں نے علماء سے اس سلسلے میں استفسار کیا تو علماء نے یہی جواب دیا کہ آپ کی نماز جنازہ حضرت خضر علیہ السلام نے پڑھائی ہے۔ نماز جنازہ ادا کئے جانے کے بعد لوگوں نے آپ کے جسد خاکی کو دفن کر دیا جب آپ کو دفن کئے ہوئے تین دن گزرے تو لوگوں نے آپ کی قبر پر ایک رقعہ دیکھا جس پر عربی زبان میں لکھا تھا "یہ اللہ تعالیٰ عزیز و حکیم کی طرف سے عمر بن عبدالعزیز کے لئے آگ (جہنم) سے نجات کا پروانہ ہے"۔ لوگوں نے یہ رقعہ دیکھا تو اٹھا کر امیر المومنین! ولید بن عبد الملک بن مروان کے پاس لے گئے وہ یہ رقعہ دیکھ کر بڑے حیران ہوئے اور اٹھ کر کہنے لگے کہ اے لوگو! یہ رقعہ کاغذ کا بھی نہیں اور نہ ہی ریشم کا ہے۔ لہٰذا علماء اور حکماء کو بلاؤ تا کہ وہ اس رقعہ کے بارے میں کوئی حتمی رائے قائم کر سکیں۔ علماء و حکماء بڑی مقدار میں وہاں جمع ہو گئے مگر اس رقعہ کے بارے میں کوئی بھی پورے وثوق سے کچھ نہ کہہ سکا۔ بالآخر حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں ایک شخص ہوگا۔ جس کو عمر بن عبدالعزیز کے نام سے پکارا جائے گا اور اس کے لئے دنیا میں بھی جنت کے درخت کے پتے پر دوزخ سے نجات کا پروانہ لکھ دیا جائے گا۔ یہ سن کر عطاء نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور کہا کہ یہ رقعہ جنت کے درخت کا پتہ ہے اس میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام لکھا گیا ہے۔

حکایت نمبر ۳

شہید بیٹا

ملک شام میں ایک آدمی رہا کرتا تھا اس کا ایک بیٹا بھی تھا جو کہ جہاد میں شہید ہو گیا تھا۔ وہ آدمی اپنے بیٹے کی وجہ سے بڑا ہی مغموم اور پریشان رہا کرتا تھا اور ہر جمعہ کی رات کو اسے خواب میں دیکھتا تھا۔ خواب میں وہ اس کے ساتھ باتیں کرتا اور اس کی خیریت وغیرہ دریافت کر لیتا اس

Marfat.com

طرح اس کا دل مطمئن ہو جاتا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ ایک جمعہ کی رات کو وہ خواب میں اپنے بیٹے کو نہ دیکھ سکا بڑا پریشان ہوا۔ اور اگلا سارا ہفتہ اسی پریشانی میں بسر ہوا جب اگلی جمعہ کی رات آئی تو اس نے اپنے بیٹے کو خواب میں دیکھا فوراً اس سے پوچھا کہ بیٹا کیا وجہ تھی کہ میں نے پچھلے جمعہ کی رات تجھے خواب میں نہیں دیکھا۔ اس کے بیٹے نے جواب دیا ابا جان پریشان ہونے کی بات نہیں دراصل پچھلے جمعے کی رات حضرت عمر بن العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو گیا تھا اور ہم سب شہداء کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ آپ کے جنازے میں شریک ہوں۔ لہٰذا اس رات میں وہاں چلا گیا تھا۔

حکایت نمبر ۴

نائب ابدال

ایک دفعہ کچھ لوگ سمندر میں سفر کر رہے تھے کہ اچانک سمندری طوفان نے انہیں گھیر لیا۔ سخت ہوا اور طوفانی لہروں نے ان کی کشتی کو ایک جزیرہ کے قریب کنارے پر لگا دیا۔ ان لوگوں کے ساتھ ایک نوجوان بھی تھا جب وہ سب لوگ جزیرہ پر اتر گئے تو وہ نوجوان جزیرہ پر اتر کر درختوں کے ایک جھنڈ میں داخل ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں دو تھیلیاں تھیں اس نے اپنے مسافر ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ میرے بھائیو! میری موت کا وقت آ گیا ہے لہٰذا جب میں مر جاؤں تو یہ دو تھیلیاں کھولنا ان میں سے ایک میں میرا کفن ہے اور دوسری میں خوشبو جب میں مر جاؤں تو مجھے غسل دے کر یہ کفن پہنا دینا اور یہ خوشبو لگا دینا اور پھر میری یہ قمیض اتار کر اسے اپنے ساتھ لے جانا تمہیں ایک نوجوان ملے گا اور وہ تم سے یہ قمیض مانگ لے گا تم اسے یہ قمیض دے دینا یہ کہہ کر وہ نوجوان دوبارہ درختوں کے اسی جھنڈ میں واپس چلا گیا۔ باقی مسافر بھی اس کے پیچھے درختوں کے جھنڈ میں پہنچے دیکھا تو وہ وصال کر چکا تھا۔ انہوں نے مل کر اسے غسل دیا اور پھر دونوں تھیلیاں کھولیں تو ایک میں ریشمی کپڑا تھا جو اتنا نفیس اور عمدہ تھا کہ انہوں نے کبھی ایسا کپڑا نہیں دیکھا تھا اور دوسری تھیلی میں خوشبو بھی جو اتنی عمدہ اور اچھی تھی کہ ساری عمر انہوں نے ایسی خوشبو نہ سونگھی ہو گی وہ سب یہ دیکھ کر کہنے لگے کہ ہو نہ ہو یہ کپڑا اور خوشبو جنت سے آئے ہیں۔ بہر حال انہوں نے اسے وہ کفن پہنایا اور خوشبو لگانے کے بعد اس کی نماز جنازہ ادا کی اور اسے وہیں دفن کر دیا انہوں نے اس کی قمیض جو پہلے سے اتار لی تھی ساتھ لی اور کشتی پر سوار ہو کر

Marfat.com

اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے جب وہ اپنی منزل پر پہنچ گئے اور کشتی سے نیچے اترے تو انہیں ایک نوجوان آدمی ملا جس نے بڑا عمدہ لباس زیب تن کیا ہوا تھا۔

اس نے انہیں سلام کیا اور کہا کہ میری امانت جو تمہارے پاس ہے وہ مجھے دے دو۔ ان لوگوں نے وہ قمیض اسے دے دی اس نے قمیض لی اور اپنا لباس اتار کر وہ پہن لی اور اپنا لباس ان لوگوں کو دے کر کہا کہ یہ لے جاؤ اور بازار میں اسے فروخت کر کے اس کی قیمت غریبوں میں بانٹ دینا۔ لوگوں نے اس کے جانے سے پہلے اس کا دامن تھام لیا اور کہا کہ ہم تمہیں خدا کا واسطہ دے کر پوچھتے ہیں کہ وہ نوجوان کون تھا؟ جس نے یہ قمیض ہمارے ہاتھ تمہیں بھجوائی اور پھر یہ کہ تمہیں کیسے علم ہوا کہ وہ قمیض ہمارے پاس ہے؟

اس نے کہا کہ وہ نوجوان چالیس ابدالیوں میں سے ایک تھا۔ پس جب وہ فوت ہو گیا تو مجھے اس کا نائب بنا دیا گیا۔

حکایت نمبر ۵

کستوری کی خوشبو

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ثابت بن صفار سے سنا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ جب میں بغداد میں تھا تو ایک رات میں ایک جنازہ کے پاس سے گذرا۔ میں نے اچانک کستوری کی خوشبو سونگھی۔

وہ خوشبو اتنی مسحور کن تھی کہ میں اس کا پتہ لگائے بنا نہ رہ سکا۔ لہٰذا میں اس خوشبو کے تعاقب میں چل دیا۔ حتیٰ کہ ایک قبرستان میں جا پہنچا وہاں جا کر میں نے اندازہ لگایا تو خوشبو ایک طرف سے آ رہی تھی۔ میں اس سمت آگے بڑھا وہاں حضرت معروف کرخی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر موجود تھی۔ میں نے جب غور سے دیکھا تو آپ کی قبر کی مٹی ایک کونے سے تھوڑی سی ہٹی ہوئی تھی اور کستوری کی خوشبو اس کے اندر سے آ رہی تھی۔

حکایت نمبر ۶

ولی کبھی نہیں مرتا

ایک بڑا ہی پارسا آدمی اپنے ساتھ پیش آنے والا واقعہ بیان کرتا ہے کہ ایک روز میرے

Marfat.com

پاس ایک نوجوان سا آدمی آیا اور مجھ سے کہنے لگا اے بزرگ! کیا آپ میت کو غسل دے سکتے ہیں۔ میں نے کہا جی ہاں میں میت کو غسل دے سکتا ہوں۔ اس نے کہا کہ ٹھیک ہے آپ میرے ساتھ تشریف لائیں ایک میت کو غسل دینا ہے۔ میں اس کے کہنے پر اس کے ساتھ چل دیا۔ تھوڑی دیر چلنے کے بعد وہ ایک گھر کے سامنے رکا اور مجھ سے کہنے لگا کہ جناب آپ یہاں تھوڑی دیر کے لئے رکیے اور پھر اندر داخل ہو جایئے گا۔ میں وہاں بیٹھ گیا لیکن مجھے گھر میں کسی میت کے آثار نظر نہ آئے۔

بہر حال تھوڑی دیر کے بعد میں اندر داخل ہو گیا دیکھا تو اندر وہی نوجوان قبلہ کی طرف منہ کئے فوت ہو چکا تھا میں سمجھ گیا کہ یہ کوئی نیک آدمی تھا۔ میں نے اسے غسل دیا اور پھر جب میں اسے کفن پہنانے لگا تو اچانک اس نے آنکھیں کھول دیں اور میری طرف دیکھ کر مسکرانے لگا۔ میں نے حیران ہو کر اسے دیکھا اور کہا کہ بھائی اگر تو مر چکا ہے تو آنکھیں بند رکھ اور مسکرانا ختم کر اور اگر تو زندہ ہے تو پھر اٹھ کھڑا ہو۔ میری بات سن کر اس نے کہا کہ اے بزرگ محترم! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اولیاء اللہ تعالیٰ کبھی نہیں مرتے بلکہ وہ تو ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہو جاتے ہیں۔ یہ کہہ کر اس نے آنکھیں بند کر لیں اور اللہ تعالیٰ کے ایک ولی کے اس دنیا سے پردہ فرما جانے پر میری آنکھوں میں بے اختیار آنسو آ گئے۔

حکایت نمبر ۷

ثابت البنانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعا

اللہ تعالیٰ کے ایک نہایت ہی متقی اور پرہیز گار بندے جن کا نام ثابت البنانی تھا۔ جب ان کی وفات ہوئی اور جنازہ تیار کر کے جنازہ گاہ میں لے جایا گیا تو جنازہ ادا کرنے والوں میں حضرت حمید الطویل اور حضرت ربیع الصبیح بھی شامل تھے۔ جنازہ ادا کرنے کے بعد جب لوگوں نے آپ کو قبر میں اتارا تو ان لوگوں میں یہ دو حضرات بھی شامل تھے۔ جب آپ کو قبر میں اتارا گیا اور لحد میں رکھا جانے لگا تو آپ لوگوں کے ہاتھوں سے ہوا میں بلند ہوئے اور غائب ہو گئے آپ کو قبر میں اتارنے والے لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے اور پریشانی کے عالم میں ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ لیکن ان دو حضرات نے ان سب کو کسی اور سے اس بات کا ذکر سے روک لیا تاکہ

Marfat.com

لوگوں میں فتنہ نہ پیدا ہو جائے۔ پھر ان سب نے مل کر قبر پر مٹی ڈالی اور اسے برابر کر دیا اور سب لوگ گھروں کو چل دیئے۔ حضرت حمید الطویل وہاں سے سیدھے حضرت سلیمان بن علی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آئے اور ان سے سارا قصہ بیان کیا۔ آپ بھی یہ ماجرا سن کر بڑے حیران ہوئے۔ جب رات ہوئی تو حضرت سلیمان بن علی نے اپنے خدام کو ساتھ لیا اور حضرت ثابت کی قبر پر گئے وہاں جا کر آپ نے ان کی قبر کھدوائی دیکھا تو آپ واقعی وہاں موجود نہ تھے۔ انہوں نے قبر کو پہلے کی طرح اوپر سے برابر کر دیا اور واپس آ گئے۔ دوسرے دن آپ حضرت ثابت البنانی کے گھر تشریف لے گئے حضرت کی ایک صاحبزادی سے آپ کی ملاقات ہوئی تو آپ نے اس سے پوچھا کہ بیٹی! ہمیں اپنے والد گرامی کے بارے میں بتاؤ کہ وہ اپنی زندگی میں کیا کام کرتے تھے؟ اس نے جواب دیا: آپ مجھ سے ایسا کیوں پوچھ رہے ہیں؟ شاید میرے والد گرامی اپنی قبر میں موجود نہیں اس لئے؟ آپ نے فرمایا! تعجب ہے! تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا؟ اس نے کہا دراصل میرے والد گرامی ساٹھ سال سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ التجا کرتے رہتے تھے کہ اے مولا! میں تیری خدمت میں خوش ہوں اور میری خوشی تیری خدمت میں ہے اور میری غمی میری موت میں۔ کیونکہ اس طرح میں تیری خدمت سے محروم ہو جاؤں گا۔ لہٰذا میں تجھ سے تیرے جلال اور قدرت کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے میری قبر میں مت رہنے دینا تاکہ میں تیری بندگی سے محروم نہ ہو جاؤں۔ میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ محض اپنے فضل و کرم سے تو مجھے یہ مرتبہ عطا فرمائے۔ جب حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں کہ میں نے ثابت البنانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو مرنے کے بعد اپنی خواب میں نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

حکایت نمبر ۸

ٹہنیاں کہاں گئیں

کسی علاقے میں ایک شریف النفس اور صالح آدمی رہتا تھا۔ جب وہ فوت ہو گیا تو لوگوں نے اسے غسل دیا کفن پہنایا اور پھر دفنانے کے لئے قبرستان میں لے گئے۔ قبرستان میں جب لوگ اسے دفن کرنے لگے تو انہوں نے دیکھا کہ اس کی قبر میں پھولوں کی سیج بچھی ہوئی ہے اسے قبر میں اتارنے والوں نے وہاں سے ایک ایک ٹہنی پھولوں کی اٹھائی اور گھر لے آئے۔ کہنے والے

Marfat.com

کہتے ہیں کہ وہ شاخیں چالیس دنوں تک ان کے گھروں میں رہیں لیکن نہ تو وہ مرجھائیں اور نہ ہی ان کا رنگ زرد ہوا بلکہ بالکل تروتازہ محسوس ہوتی تھیں۔ آہستہ آہستہ ان ٹہنیوں کے بارے میں تمام لوگوں کو علم ہو گیا اور پھر لوگ دور دور سے ان ٹہنیوں کو دیکھنے کے لئے آنے لگے۔ جب اس بات کی خبر امیر شہر کو ہوئی تو اس نے لوگوں کے فتنے میں پڑ جانے کے خوف سے وہ ٹہنیاں منگوا کر خزانے میں رکھوا دیں لیکن ہوا یوں کہ اگلے دن جب اس نے ان ٹہنیوں کو دیکھنے کے لئے منگوایا تو سب ٹہنیاں وہاں سے غائب تھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم وہ سب کہاں غائب ہو گئیں تھیں؟

حکایت نمبر ۹

پہاڑوں کا بَین

کہا جاتا ہے کہ جس دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو لوگوں نے پہاڑوں کے رونے کی آواز سنی۔ علماء سے جب اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ آپ کی موت پر دین اسلام کا گریہ اور آہ و زاری ہے کیوں کہ آپ دین کے محافظ تھے۔

حکایت نمبر ۱۰

حوروں کا انتظار

عبادان نامی شہر میں ایک بزرگ رہتے تھے وہ فرماتے ہیں کہ ہمارے علاقے میں ایک نوجوان رہا کرتا تھا۔ جو بہت ہی نیک اور متقی تھا ایک دن اچانک وہ فوت ہو گیا۔ گرمیوں کا موسم تھا اور اس دن تو گرمی بھی بڑی شدید تھی۔ میں نے سوچا کہ اسے ظہر کے بعد گرمی کی شدت کم ہونے پر غسل وغیرہ دے کر دفن کروں گا۔ لہٰذا میں نے اسے بغیر غسل کے رہنے دیا اور گرمی کی شدت کم ہونے کا انتظار کرنے لگا اسی دوران میری آنکھ لگ گئی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ قبرستان میں ایک جگہ پر قیمتی ہیرے جواہرات سے بنا ایک خیمہ نصب ہے۔ جس کی کرنوں سے سارا قبرستان جگمگ کر رہا ہے۔ میں بڑا حیران ہوا کہ قبرستان میں یہ خیمہ کس کا ہے۔ لہٰذا میں آگے بڑھا اور خیمے میں جھانک کر دیکھا تو اس میں مجھے ایک حور نظر آئی۔ میری آہٹ پا کر اس نے فوراً خیمے سے باہر سر نکالا اور مجھ سے مخاطب ہو کر کہنے لگی! اے ابو عمر! تو نے اس نوجوان کو ظہر تک کیوں ہم سے جدا کر رکھا ہے جاؤ اور جلدی سے اسے ہمارے پاس بھیج دو میں فوراً نیند سے بیدار ہوا اور جلدی سے

Marfat.com

اس نوجوان کو غسل دیا کفن پہنایا اس پر نماز جنازہ پڑھی اور پھر اسے اس جگہ پر دفن کر دیا جہاں میں نے خواب میں وہ خیمہ لگا دیکھا تھا۔

حکایت نمبر ۱۱

بیس دینار اور بیس سال

حضرت داؤد الطائی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں لوگ بتاتے ہیں کہ آپ پورے سال میں صرف ایک دینار اپنے کھانے وغیرہ پر صرف کیا کرتے تھے آپ کو وراثت میں بیس دینار ملے تھے اور وہی آپ کا سرمایہ تھے۔ کرتے کرتے وہ بیس دینار بھی ختم ہو گئے اور صرف ایک دینار آپ کے پاس بچ گیا۔ آپ نے اگلے دن حجام کو بلوایا اور اسے کہا کہ میرے سر اور داڑھی کے بال وغیرہ درست کر دے حجام نے اپنا کام شروع کر دیا۔ آپ اس دوران بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے۔ ذکر کی وجہ سے آپ کے ہونٹ ہل رہے تھے جب حجام آپ کی مونچھوں کو درست کرنے لگا تو آپ سے کہنے لگا کہ جناب! تھوڑی دیر کے لئے خاموش رہیں اور ہونٹ نہ ہلائیں ایسا نہ ہو کہ آپ کا ہونٹ زخمی ہو جائے۔ آپ نے فرمایا! اگر تو مجھے خاموش کروانا چاہتا ہے تو پھر جا کے سورج کو روک دے کہ وہ آگے نہ بڑھے تو دیکھتا نہیں کہ سورج اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے اور میری زندگی کے لمحات کو کم کرتا جا رہا ہے۔ جب وہ نہیں رک سکتا تو پھر میں اپنے وقت کو کیوں ضائع کروں۔ الغرض حجام اپنے کام میں لگا رہا اور آپ اپنے کام میں جب حجام کام سے فارغ ہوا تو آپ نے وہ دینار اسے دے دیا اور خود نماز کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔ پھر آپ نے نماز شروع کی اور جونہی سجدے میں سر رکھ کر رب کی پاکی بیان کرنے لگے آپ کا وصال ہو گیا۔

☆☆☆

Marfat.com

باب نمبر ۱۹

وفات کے بعد صلحاء کی زیارت

حکایت نمبر ۱

باب الشمس

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد کسی نے آپ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اے ابراہیم بن ادھم! بتایئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیسا معاملہ فرمایا؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رب العزت نے میری روح کو باب الشمس میں ٹھہرایا ہے۔ اس نے پوچھا کہ یہ باب الشمس کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ ایک ڈولی ہے جو عرش کے بالکل سامنے رکھی گئی ہے اس میں اولیاء کی روحیں رکھی جاتی ہیں تاکہ وہ ہر دن میں ستر بار اپنے رب کریم کے چہرے کی زیارت کرسکیں۔

حکایت نمبر ۲

جنت مبارک ہو

اللہ تعالیٰ کے ایک نیک اور صالح بندے نے خواب میں دیکھا وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے خواب میں جنت کا دستر خوان دیکھا۔ اس کے بالکل وسط میں نور کا ایک درخت تھا اور اس کے اردگرد بارہ ہزار ملائکہ قطاروں میں ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔ اس دستر خوان کے پاس ایک یا قوت کی مسند رکھی تھی۔ جس پر سبز لباس میں ملبوس ایک نوجوان بیٹھا تھا جو کہ اس دستر خوان پر رکھے کھانے میں سے کھا رہا تھا۔ میں نے پوچھا: یہ نوجوان جو مسند پر جلوہ فرما ہے کون ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ مالک بن دینار ہیں اور یہ جو ملائکہ ہاتھ باندھے کھڑے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ قاصد ہیں۔ جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام پہنچاتے ہیں کہ اے لوگو! تم میں سے جو کوئی دنیا میں میری رضا

Marfat.com

کی خاطر لذات وشہوات سے بچا کرتا ہے اسے مبارک ہو اور وہ میری جنت کی ان نعمتوں سے لطف اندوز ہو۔ وہ آدمی کہتا ہے کہ میں اس جگہ سے آگے بڑھ گیا دوسری جگہ پہنچا دیکھا تو وہاں ایک آدمی کھڑا تھا جس نے ہاتھ باندھ رکھا تھا اور ایک ہاتھ کے ساتھ اسے پکڑ رکھا تھا وہ آدمی ہوا میں ٹکٹکی باندھے کچھ دیکھ رہا تھا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ جو اس طرح کھڑے آسمان میں دیکھتے جا رہے ہیں اور کچھ کھاتے پیتے بھی نہیں ہیں بس یونہی کھڑے ہیں۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کے دیدار کے شوق میں مست کھڑے ہیں اور جب تک انہیں دیدار الٰہی نہیں ہوتا یہ اسی حالت میں رہیں گے۔

حکایت نمبر ۳

نورانی محفل

ایک دفعہ اللہ تعالیٰ کی ایک نیک بندی نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور ایک شخص آپ کے دائیں جانب جب کہ دوسرا شخص آپ کے بائیں جانب بیٹھا ہے۔ کافی دیر گزرنے کے بعد ایک اور آدمی آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ کے دائیں جانب بیٹھنے لگا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی جگہ سے تھوڑی سے حرکت فرمائی تا کہ اس شخص کو بیٹھنے کی جگہ مل سکے۔ لیکن ہوا یوں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بائیں جانب جو ہستی تشریف فرما تھی اس نے انہیں وہاں بیٹھنے سے روک دیا۔ یہ دیکھ کر حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس ہستی کو اپنے پاس بلایا اور اپنی گود میں بٹھا کر انہیں اپنے سینے سے لگا لیا وہ نیک عورت کہتی ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حضرت میمون بن مہران کو بھی کھڑے دیکھا تو ان سے پوچھا کہ یہ ہستیاں کون ہیں؟ مجھے ان کا تعارف تو کروا دیں۔ انہوں نے بتایا کہ وہ ہستی جو سب کے درمیان میں جلوہ گر ہیں وہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور آپ کے دائیں جانب جو شخصیت تشریف فرما ہے۔ وہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور آپ کے بائیں جانب جو شخصیت تشریف فرما ہے وہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جب کہ جس شخصیت کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گود میں لے کر سینے سے لگایا ہے یہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

Marfat.com

حکایت نمبر ۴

قید خانہ

حضرت یحیٰی بن معاذ رازی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات کے بعد کسی نے ان کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اے یحیٰی بن معاذ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ جب میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو اس نے مجھ سے پوچھا اے یحیٰی بن معاذ! بتا دنیا میں میرے لئے کیا کرتا رہا اور میرے لئے کیا لے کر آیا ہے؟

میں نے جواب دیا: اے رب قدوس! میں تو ابھی قید سے رہا ہو کر آیا ہوں۔ تو جانتا ہے کہ قید خانے میں کون سی راحتیں اور آسائشیں ہوتی ہیں۔ سوائے اس کے کہ وہاں بال بڑھ جاتے ہیں ان میں گندگی کے باعث جوئیں پڑ جاتیں ہیں اور ایک قیدی بھاری قرض کے نیچے دب جاتا ہے۔ تو تو جانتا ہے کہ دنیا والے بھی صرف اسی کا ساتھ دیتے ہیں جو ان کا ساتھ دیتا ہے۔ لہٰذا میں تیرا مسکین اور عاجز بندہ دنیا کی جیل سے اسی حالت میں نکل کے آیا ہوں۔ جس حالت میں ایک قیدی لمبی قید کے بعد نکل کے آتا ہے۔ اے ارحم الراحمین! میں تیری بارگاہ سے رحم کی امید کرتا ہوں اس وقت میرے رب نے فرمایا اے یحیٰی بن معاذ! میرے بندوں کے لئے مجھ سے بڑھ کر کوئی زیادہ رحم کرنے والا اور سخاوت کرنے والا نہیں۔ لہٰذا جا میں نے تجھے اپنی جنت عطا کی اور تیری مغفرت کی۔

حکایت نمبر ۵

تحفہ

حضرت بشار بن غالب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میرا یہ معمول تھا کہ میں حضرت رابعہ بصریہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہا کی وفات کے بعد ہر رات ان کے لئے دعا مانگا کرتا تھا۔ ایک رات حضرت رابعہ بصریہ میری خواب میں آئیں اور فرمانے لگیں کہ اے بشار تیرے تحفے ہر رات مجھے ملتے رہتے ہیں۔ میں نے کہا کون سے تحفے تو آپ فرمانے لگیں کہ ہر دعا اور صدقہ جو میت کے لئے کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرماتا ہے اور پھر حکم دیا جاتا ہے کہ اسے ایک نوری تھال میں رکھ کر نور کے غلاف سے ڈھانپ کر اس میت کی قبر پر لے جاؤ اور اسے کہو کہ اے فلاں بن فلاں یہ تحفہ تیرے لئے فلاں بن فلاں نے بھیجا ہے۔

Marfat.com

حکایت نمبر ۶

مقام شمسین

ایک نیک آدمی یہ حکایت بیان کرتا ہے اور کہتا ہے۔ کہ ایک دفعہ میں کشتی میں سفر کر رہا تھا میرے ساتھ اور بھی لوگ کشتی میں سوار تھے۔ اچانک ہوا تیز چلنے لگی اور موجیں بھی خطرناک ہو گئیں اور بالآخر انہوں نے کشتی کو توڑ دیا لیکن خوش قسمتی سے ایک نوجوان کے علاوہ باقی سب لوگ صحیح سلامت کنارے تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ وہ نوجوان بے چارہ سمندر کی تند و تیز موجوں کا مقابلہ نہ کر سکا اور بالآخر سمندر میں ڈوب گیا۔ میں نے اسے خواب میں دیکھا تو اس سے پوچھا کہ اے نوجوان بتا اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ اس نے جواب دیا کہ جونہی میں سمندر میں ڈوبا اور میری روح میرے بدن سے نکلی تو وہ سیدھی شمسین میں چلی گئی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ شمسین کیا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ ایک خاص مقام ہے جہاں پر صرف پانی میں ڈوب کر شہید ہونے والوں کی روحوں کو رکھا جاتا ہے۔

حکایت نمبر ۷

جنت میں اذان

موسیٰ بن عیسیٰ رحمتہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میرے پاس خراسان سے ایک بزرگ تشریف لائے اور مجھ سے کہنے لگے کہ کیا تم نے شداد موذن کو دیکھا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں مگر آپ اس کے بارے میں کیوں دریافت کر رہے ہیں۔ فرمانے لگے کہ ایک رات میں سویا ہوا تھا تو میں نے ایک خواب دیکھا۔ مجھے یوں لگا جیسے میں جنت میں گھوم پھر رہا ہوں۔ وہاں میں نے اذان کی آواز سنی۔ میں نے کسی سے پوچھا کہ یہ اذان دینے والا کون ہے؟ مجھے جواب ملا کہ یہ شداد موذن ہے۔ حالانکہ وہ اس وقت زندہ ہیں لیکن جب بھی اذان دیتے ہیں ان کی اذان کی آواز جنت میں بھی سنی جاتی ہے۔

حکایت نمبر ۸

ہیرے جواہرات کی بارش

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں روایت ہے۔ کہ آپ بیان

Marfat.com

فرمایا کرتے تھے کہ ایک رات میں نے خواب میں حضرت بشر حافی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا۔ اس وقت انہوں نے اپنی جھولی میں کچھ اٹھا رکھا تھا۔ میں نے ان سے پوچھا بتایئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا۔ آپ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ رب العزت نے اپنے شایان شان میرے ساتھ معاملہ کیا۔ میں نے پھر پوچھا کہ اب آپ کہاں سے تشریف لا رہے ہیں؟ اور یہ آپ کی جھولی میں کیا ہے؟ فرمانے لگے کہ گزشتہ شب حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ سونے چاندی اور ہیرے جواہرات سے بھرا ہوا تھال لاؤ اور آپ کی روح پر نچھاور کرتے جاؤ۔ میں بھی وہاں حاضر تھا اور میں نے وہ ہیرے جواہرات متبرک سمجھ کر چن لئے یہ میری جھولی میں وہی جواہرات ہیں۔ میں نے پھر آپ سے یہ پوچھا کہ حضرت یحییٰ رازی، احمد بن حنبل اور حضرت عبداللہ تعالیٰ وغیرہم کے بارے میں کچھ فرمایئے۔ آپ نے فرمایا میں ابھی ان کے پاس سے ہی آ رہا ہوں وہ اس وقت رب رحمٰن و رحیم کے عرش کے سایہ میں بیٹھے اپنی نگاہوں سے رب کی عظمت اور اس کے جلال کو ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

حکایت نمبر ۹

معافی مل گئی

کہا جاتا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ خواب میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی آپ نے دیکھا کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے آپ فرماتے ہیں کہ میں بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور سلام عرض کر کے ایک طرف بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر گزری ہو گی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف لے آئے۔ لیکن وہ وہاں بیٹھنے کے بجائے ایک کمرے میں چلے گئے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد واپس تشریف لے آئے۔ اس وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ رہے تھے کہ رب کعبہ کی قسم میرے حق میں فیصلہ ہو گیا جب کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کہتے آ رہے تھے کہ رب کعبہ کی قسم مجھے معاف کر دیا گیا رب کعبہ کی قسم مجھے بخش دیا گیا۔

Marfat.com

حکایت نمبر ۱۰

ایصال ثواب کی برکت

حضرت علی المرتضیٰ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک رات اچانک بیٹھے بیٹھے مجھے اپنا ایک دوست یاد آ گیا جسے فوت ہوئے کافی مدت گزر چکی تھی لیکن کسی وجہ سے میں کافی عرصے سے اس کی قبر کی زیارت کو نہ جا سکا۔ لہٰذا میں اٹھا اور سیدھا قبرستان چلا گیا وہاں میں نے اس کی قبر پر جا کر دو رکعتیں نماز ادا کیں اور پھر اس کے لئے دعائے مغفرت کرنے لگا۔ دعا کرنے کے بعد میں تھوڑی دیر کے لیے وہیں بیٹھ گیا۔ بیٹھے بیٹھے مجھے اونگھ سی آ گئی اور میں سو گیا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا وہ دوست زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے اور فرشتے اسے عذاب دے رہے ہیں۔ میں گھبرا گیا اور اس سے پوچھنے لگا۔ دوست! یہ کیا ہوا تمہاری کیا حالت ہو رہی ہے! اس نے کہا کہ جب سے مرا ہوں تب سے مجھے عذاب دیا جا رہا ہے اور میری روح جہنم کے داروغہ مالک کے ہاتھ میں ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس کی یہ حالت دیکھ کر مجھے بڑا دکھ ہوا۔ بہرحال اس گھبراہٹ میں میری آنکھ کھل گئی اور میں فوراً گھر واپس آ گیا اور بڑا پریشان رہا۔ تین دن اسی طرح پریشانی اور دکھ میں گذر گئے۔ پھر تین دن کے بعد رات کو میں نے پھر خواب میں اپنے اسی دوست کو دیکھا اس وقت وہ جنتی لباس میں ملبوس تھا اور اس کے سر پر نور کا تاج سجا ہوا تھا۔ مجھ سے رہا نہ گیا تو میں نے اس سے پوچھا دوست! اس رات تو میں نے تمہیں کسی اور حالت میں دیکھا تھا اور آج اور حالت میں دیکھ رہا ہوں۔ میرا دوست کہنے لگا: ہوا یوں کہ ایک قافلہ مصر سے روانہ ہوا اس میں ایک نیک آدمی بھی تھا اس نے شہر سے نکلنے کے بعد اعوذ باللہ تعالیٰ اور بسم اللہ تعالیٰ پڑھنے کے بعد سورہ اخلاص (قل ھو اللہ تعالیٰ احد) پڑھی اور پھر بصرہ کی طرف منہ کر کے کہا: اے اللہ تعالیٰ! میں تجھے گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے جو کچھ پڑھا ہے اس کا ثواب تمام مردوں کو بخشتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ شخص سفر پر روانہ ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس ثواب کے بدلے میں عذاب سے آزاد فرما دیا اور پھر اپنے فضل و کرم کے ساتھ میرے نصیب میں یہ عزت و تکریم لکھ دی۔

☆☆☆

Marfat.com

باب نمبر ۲۰

مختلف حکایات

حکایت نمبر ۱

تین معجزے

حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں مجھے آپ کی ہمراہی کا شرف حاصل ہوا اس سفر کے درمیان میں نے آپ کے تین معجزے دیکھے۔ ان سے پہلا یہ کہ راستے میں جاتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قضائے حاجت کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اس وقت ہم جس جگہ سے گزر رہے تھے۔ وہاں کوئی ایسی جگہ نہ تھی جہاں پردے میں ہو کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قضائے حاجت فرماتے۔ لہٰذا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کچھ دور ایک پہاڑ کی طرف دیکھا تو اس پر دو درخت نظر آئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا کہ جاؤ جا کر ان درختوں سے کہو کہ تم دونوں کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلا رہے ہیں۔ میں پہاڑ کی طرف گیا اور جا کر ان درختوں سے کہا کہ چلو تم دونوں کو آقائے دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلا رہے ہیں۔ ان دونوں نے پہاڑ میں سے اپنی جڑیں سمیٹیں اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف چل پڑے اور وہاں جا کر انہوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چاروں طرف سے چھپا لیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قضائے حاجت فرمائی اور پھر مجھ سے ارشاد فرمایا کہ ان سے کہو کہ واپس اپنی جگہ پر چلے جائیں۔ لہٰذا جونہی میں نے ان سے واپس جانے کا کہا وہ واپس چلے گئے۔

دوسرا معجزہ یہ ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہی میں چلتا ہوا ایک جگہ پر پہنچا تو وہاں کچھ لوگ جمع دیکھے جو ایک اونٹ کے ارد گرد اکٹھے ہوئے کھڑے تھے۔ وہ شاید اونٹ کو مار دینا چاہتے تھے۔ اونٹ نے جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا تو فوراً آپ کی بارگاہ میں عرض کرنے لگا: یا رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے ان لوگوں سے بچائیے۔ آپ صلی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے پوچھا کہ تم سب اس اونٹ کو کیوں مارنا چاہتے ہو۔ انہوں نے عرض کی! یارسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ اونٹ پاگل ہو گیا ہے ہمیں ٹانگیں بھی مارتا ہے اور دانتوں سے کاٹتا ہے اس نے ہمیں بڑا تنگ کر رکھا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اونٹ سے پوچھا کہ تو اس طرح کیوں کرتا ہے؟ اونٹ نے جواب دیا: یارسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں پاگل نہیں ہوں بلکہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ یہ لوگ سوئے رہتے ہیں اور عشاء کی نماز ادا نہیں کرتے۔ مجھے ڈر ہے کہ ان پر کہیں اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل نہ ہو جائے اور میں بھی ان کے ساتھ ہی مارا نہ جاؤں۔ لہٰذا میں انہیں نیند سے بیدار کرتا ہوں تو یہ سمجھتے ہیں کہ میں انہیں کاٹ کھاؤں گا یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو! اس اونٹ کو چھوڑ دو اور سونے سے پہلے عشاء کی نماز ادا کیا کرو یہ تمہیں کچھ نہیں کہے گا۔

اور تیسرا واقعہ یہ کہ سفر کے دوران ہی میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی! یارسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے بڑی سخت پیاس محسوس ہو رہی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جاؤ اس پہاڑ کے پاس جا کر اس سے کہو کہ تجھے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حکم فرماتے ہیں کہ مجھے پانی پلاؤ۔ میں پہاڑ کے پاس گیا اور جو کچھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا میں نے اسے جا کر کہہ دیا۔ پہاڑ نے میری بات سن کر مجھ سے کہا کہ حضور نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں میرا سلام عرض کرنا اور کہنا کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی ہے کہ ”اس (جہنم) کا ایندھن لوگ اور پتھر ہوں گے“ اس دن سے رو رو کر میں نے اپنا پانی ختم کر لیا ہے اب مجھ میں ایک قطرہ پانی بھی نہیں بچا اسی وجہ سے میری پشت پر کوئی جڑی بوٹی بھی نہیں اگ سکی۔

حکایت نمبر ۲

جو مانگو ملے گا

سرزمین طرطوس میں ایک ابدال رہا کرتے تھے جن کا اسم گرامی عبداللہ تعالیٰ بن مبارک تھا۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک اور ابدال جن نام نامی محمد بن احمد تھا سے سنا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد میں بیت المقدس میں باب سلیمان بن داؤد علیہما

Marfat.com

السلام کے پاس بیٹھا تھا کہ میں نے دو آدمیوں کو اپنی جانب آتے دیکھا ان میں سے ایک تو عام انسانوں کے مشابہ ہی تھا جب کہ دوسرا آدمی ذرا مختلف تھا کیونکہ اس کا منہ غیر معمولی چوڑا' پیشانی بھی زیادہ فراخ اور سر کافی بڑا تھا۔ ان میں جو ہمارے مشابہ تھا وہ میرے قریب آیا اور مجھے سلام کہا جب کہ دوسرا ذرا پرے ہٹ کر بیٹھ گیا میں نے اس سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ اس نے کہا: میں خضر (علیہ السلام) ہوں میں نے پھر پوچھا: یہ دوسرے جو آپ کے ساتھ ہیں یہ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ یہ حضرت الیاس علیہ السلام ہیں۔ محمد بن احمد فرماتے ہیں کہ میں انہیں دیکھ کر بڑا ڈر گیا۔ لیکن حضرت خضر علیہ السلام نے میرا خوف بھانپ لیا اور فرمایا کہ ڈرو نہیں ہم تم سے محبت کرتے ہیں۔ کیا تم پسند کرتے ہو کہ میں تمہیں ایسی دعا سکھا دوں جس کے ساتھ تو جو بھی دعا مانگے وہ قبول ہو۔ میں نے کہا کیوں نہیں؟ فرمانے لگے جب تم جمعہ کے روز عصر کی نماز ادا کر چکو تو قبلہ رو ہو کر بیٹھے رہو حتی کہ سورج غروب ہو جائے جب سورج غروب ہو جائے تو یہ الفاظ کہو" یا اللہ تعالیٰ یا رحمٰن یا رحیم" اس کے بعد جو بھی دعا مانگو گے وہ قبول ہو گی۔ میں اس پر بڑا خوش ہوا اور کہا کہ جس طرح آپ نے مجھے خوش کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی آپ کو اسی طرح خوش کرے۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ روئے زمین پر موجود تمام اولیاء اور ابدال کو جانتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: کیوں نہیں؟ میں جانتا ہوں کہ کیوں کہ ان کے نام اور تعداد بڑی واضح ہے میں نے حیران ہو کر کہا: یہ کیسے ممکن ہے؟ مجھے ذرا تفصیل سے بتائیے۔ فرمانے لگے کہ جب رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو زمین رونے لگی اور کہنے لگی کہ یا اللہ تعالیٰ اب میں قیامت تک کے لئے انبیاء علیہم السلام کے قدم چومنے سے محروم ہو گئی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو وحی کی اور فرمایا کہ میں تجھ پر ایسے لوگ پیدا کر دوں گا جن کے دل انبیاء کے دلوں کی طرح ہوں گے ان کی یہ بات سن کر میں نے پوچھا کہ ان کی تعداد کتنی ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ تین سو نفوس ایسے ہیں جو ولی ہیں' بہتر ایسے لوگ ہیں جن کو" نجباء" اور" ابدال" کہا جاتا ہے چالیس ایسے افراد ہیں جنہیں" اوتاد" کہا جاتا ہے اور دس ایسے ہیں جنہیں" نقباء" کہا جاتا ہے۔ سات ایسے ہیں" عرفاء" کہا جاتا ہے تین ایسے ہیں جنہیں" مختار" کہا جاتا ہے ایک ایسا فرد ہوتا ہے جسے" غوث" کہا جاتا ہے جب کہ ایک ایسا ہوتا ہے جسے قطب کہا جاتا ہے اور پھر جب غوث کے وصال کا وقت قریب آتا ہے تو تین مختاروں میں سے ایک کو قطب کا درجہ دے دیا جاتا ہے اسی طرح جب کسی مختار کا آخری وقت آتا

Marfat.com

ہے تو سات عرفاء میں سے کسی ایک کو یہ مقام عطا کر دیا جاتا ہے اور یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہتا ہے اور دنیا ان افراد سے قیامت تک خالی نہیں رہے گی ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جن کے دل حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کے دل کی مانند ہیں۔ میں حضرت خضر کی یہ بات سن کر حیران سا ہو گیا اور آپ سے پوچھنے لگا کہ کیا ان میں سے کسی کا دل حضرت سلیمان' حضرت ایوب اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے دلوں کی مانند بھی ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں کیوں نہیں کیا تم نے قرآن مقدس کی یہ آیت نہیں پڑھی'' کہ ان میں سے ہاریوں کی پیروی کرو' اس طرح کوئی بھی نبی ایسا نہیں ہے جس کے طریقے کے مطابق امت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سے کوئی بھی آدمی نہ ہو اور پھر یہ بھی یاد رکھو کہ ان سب کا کتنا مقام و مرتبہ ہونے کے باوجود اگر دن میں غوث کو مختاروں کے بارے میں پتہ چل جائے کہ یہ مختار ہیں تو وہ ان کے بارے میں یہ گمان کرے کہ یہ تو مومن ہی نہیں ہیں اور اس کے نزدیک ان کو قتل کرنا حلال ہو۔ اسی طرح جب مختاروں میں کسی کو'' عرفاء'' کا پتہ چل جائے تو وہ بھی ان کو قتل کرنا جائز سمجھ لے اور پھر اسی طرح تمام کے تمام آخر تک یہی صورتحال ہے میں ان کی یہ باتیں سن کر متعجب ہوا تو فرمانے لگے کہ کیا تم میری بات پر حیران ہو رہے ہو میں نے کہا جی ہاں بات ہی ایسی ہے کہ حیران ہوئے بنا نہیں رہا جا سکتا۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تمہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعے کی خبر نہیں جس میں کشتی والی بات ہے حضرت موسیٰ نے فرمایا'' اخرقتها لتغرق اهلها'' اور بچے والے واقعہ میں فرمایا'' اقتلت نفساً زكية بغير نفس '' اسی طرح جب دیوار والا واقعہ ہوا تو فرمایا'' اتخذت عليه اجراً'' میں نے آپ سے پوچھا کہ آپ رہتے کہاں ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جنگلوں میں۔ میں نے کہا کہ حضرت الیاس علیہ السلام کہاں رہتے ہیں فرمایا سمندر میں ایک جزیرہ ہے اس میں رہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ مجھے کیا ہوا کہ آپ کو ایک ہی جگہ دیکھتا ہوں آپ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کے کسی ولی کا وصال ہوتا ہے تو ہم اس کے جنازے میں حاضر ہوتے ہیں اور جب حج کے دن آتے ہیں تو ہم مکہ مکرمہ چلے جاتے ہیں اور میرا سر صاف کرتے ہیں اور میں ان کا۔ میں نے کہا کہ آپ مجھے اولیاء اللہ تعالیٰ کے نام بتانا پسند فرمائیں گے؟ آپ نے اسی وقت اپنی آستین میں سے ایک رقعہ نکالا جس میں تمام اولیاء اور ابدالوں کے نام لکھے ہوئے تھے۔ اس کے بعد آپ اٹھ کھڑے ہوئے میں بھی ان کے ساتھ ہی کھڑا ہو گیا۔ آپ نے پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو میں نے کہا میں بھی آپ کے ساتھ

Marfat.com

جاؤں گا۔فرمایا تم ہمارے ساتھ نہیں رہ سکتے۔میں نے کہا اب آپ کہاں جارہے ہیں؟ فرمایا تم کیوں پوچھ رہے ہو؟ میں نے کہا تاکہ آپ کے پیچھے آسکوں اور آپ کے نقش قدم پر چلنے کی برکت حاصل کرسکوں۔آپ نے فرمایا کہ میرا معمول یہ ہے کہ میں فجر کی نماز مکہ مکرمہ میں رکن یمانی کے سامنے ادا کرتا ہوں اور پھر سورج کے طلوع ہونے تک وہیں بیٹھا رہتا ہوں۔سورج طلوع ہونے کے بعد بیت اللہ تعالیٰ شریف کا طواف کرتا ہوں پھر مقام ابراہیم پر نفل ادا کرتا ہوں بعدازاں میں جنگلوں بیابانوں میں گھومتا رہتا ہوں۔اگر کوئی آدمی راستہ بھٹک گیا ہو تو اسے سیدھے راستے پر لگا دیتا ہوں اور اگر کسی کا بوجھ بہت زیادہ ہو تو اس کی مدد کردیتا ہوں۔اس طرح ظہر کی نماز تک مصروف رہتا ہوں پھر جب ظہر کی نماز کا وقت ہوتا ہے تو مدینہ منورہ آجاتا ہوں۔ یہاں ظہر کی نماز ادا کرکے بارگاہ مصطفوی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہدیہ درود پیش کرتا ہوں اس کے بعد پھر جنگلوں بیابانوں میں نکل جاتا ہوں اور بھٹکے ہوؤں کو راہ دکھلاتا ہوں اور بوجھ والوں کا بوجھ بانٹتا ہوں۔اس طرح عصر کی نماز کا وقت ہوجاتا ہے اور میں عصر کی نماز ادا کرنے کے لئے بیت المقدس چلا جاتا ہوں وہاں نماز ادا کرتا ہوں اور مغرب کی نماز تک وہیں رہتا ہوں۔پھر جب مغرب کی نماز کا وقت ہوجاتا ہے تو جبل طور پر چڑھ جاتا ہوں اور وہاں پر مغرب کی نماز زاہدوں کی جماعت کے ہمراہ ادا کرتا ہوں۔اور پھر جب عشاء کی نماز کا وقت ہوتا ہے تو سیدھا یاجوج ماجوج کی قوم والے بند پر چلا جاتا ہوں وہاں پر عشاء کی نماز ادا کرتا ہوں اور پھر صبح تک رب ذوالجلال کی بارگاہ میں یہ دعا کرتا رہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس بند کی حفاظت کرے اور یہ مضبوط رہے تاکہ یاجوج ماجوج کی قوم اندر ہی رہے۔پھر جب فجر طلوع ہوتی ہے اور صبح روشن ہوجاتی ہے اور دنیا والے یاجوج ماجوج کی قوم سے امن میں رہتے ہیں تو پھر میں مکہ مکرمہ آجاتا ہوں اور رکن شامی کے پاس فجر کی نماز ادا کرتا ہوں یہ میرا معمول ہے جو قیامت تک برقرار رہے گا۔

حکایت نمبر ۳

والد کے تین فرائض

ایک روز ایک آدمی اپنے بیٹے کا ہاتھ پکڑے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے امیر المؤمنین! یہ بچہ میرا بیٹا ہے لیکن یہ تمام کاموں میں میری نافرمانی کرتا ہے اور

Marfat.com

میری کوئی بات نہیں مانتا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر فرمایا: اے بچے! تو اپنے والد کی نافرمانی کیوں کرتا ہے اور اس کا حق ادا کیوں نہیں کرتا؟ بچے نے جواب دیا: اے امیر المؤمنین! کیا تمام حقوق بچوں پر ہی لازم ہیں اور اولاد کا کوئی حق نہیں؟ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں۔ والد کے ذمے بھی کئی حقوق ہیں جن کا پورا کرنا اس کی ذمہ داری ہے مثلاً ایک تو یہ کہ والد کسی صحیح النسب عورت سے شادی کرے تاکہ ماں کی وجہ سے اس کے بچہ کو عیب نہ لگایا جا سکے۔ دوسرا یہ کہ اپنے بچے کا نام اچھا رکھے اور تیسرا یہ کہ اس کو علم و ادب کے زیور سے آراستہ کرے۔ بچے نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ نے جو باتیں کہی ہیں ان میں سے کوئی بھی میرے والد نے پوری نہیں کی کیوں کہ میری والدہ ایک لونڈی ہے جس کو اس نے دو سو درہم میں خریدا تھا اور پھر اس نے میرا نام بھی "جعل" رکھا ہے۔ اسی طرح اس نے مجھے قرآن مقدس کی ایک آیت بھی یاد نہیں کروائی۔ بچے کی بات سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے ناراض ہوئے اور فرمانے لگے۔ اے شخص! اپنے بیٹے پر ظلم کی ابتدا تو تو نے خود کی ہے اس وجہ سے اب تیرے بیٹے کی طرف سے بھی ظالمانہ سلوک کا اظہار ہو رہا ہے۔ لہٰذا جا چلا جا میں اس سلسلے میں تیری کیا مدد کر سکتا ہوں۔

حکایت نمبر ۴

قابیل کا انجام

ابوالحسن کاتب نے "کتاب المناقب" میں یہ حکایت بیان کی ہے کہ ایک آدمی کشتی میں سوار کسی ملک کی طرف جا رہا تھا۔ جب کشتی سمندر کے درمیان میں پہنچی تو سمندر کی موجیں بپھر گئیں اور انہوں نے کشتی کو توڑ دیا اس طرح کشتی کے باقی مسافر تو ڈوب گئے لیکن یہ آدمی کشتی کے ایک تختے پر بچ گیا سمندر کی موجیں کبھی اس تختے کو ادھر سے ادھر لے جاتیں اور کبھی ادھر سے ادھر بے چارہ کا دل زندگی سے مایوس ہو گیا اور مجبوراً اس نے اپنے آپ کو موت کے حوالے کر دیا۔ لیکن خدا کا کرنا یہ ہوا کہ ہوا نے اس تختے کو سمندر کے ایک جزیرے کے کنارے لگا دیا وہ آدمی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے جزیرہ میں اتر گیا اور کسی پناہ گاہ کی تلاش میں ادھر ادھر گھومنے لگا۔ اچانک اس نے وہاں پتھر سے بنی ہوئی ایک عمارت دیکھی یہ دیکھ کر اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی وہ اس عمارت کی طرف چلا اور اندر داخل ہو گیا وہاں ایک آدمی کو دیکھا۔ اس نے اسے سلام کیا اور اس

Marfat.com

کے پاس بیٹھ گیا۔ اس نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا کہ تو کہاں سے آیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں مسلمان ہوں اور سمندر کے راستے آیا ہوں۔ اس نے پوچھا کہ تو کس امت کا فرد ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کا فرد ہوں۔ اس کے بعد سمندری طوفان سے بچ کر آنے والے نے اس عمارت میں موجود شخص سے پوچھا کہ آپ کون ہیں اور یہاں کیا کر رہے ہیں؟ اس نے جواب دیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا فرد ہوں۔ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس میں ارشاد فرمایا ہے" **ومن قوم موسیٰ امة یهدون بالحق وبه یعدلون** " کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے ایک گروہ ایسا ہے جو حق کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور حق کے ساتھ ہی عدل کرتا ہے۔ میں یہاں اس جزیرے میں اپنے بھائی کے ساتھ مل کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتا تھا۔ لیکن پھر میرا بھائی فوت ہو گیا اور میں نے خود اپنے ہاتھوں سے اسے دفن کیا۔ اب میں یہاں اکیلا رہ گیا ہوں کیا تو یہاں رہ کر اللہ تعالیٰ کی خدمت اور بندگی میں اپنی زندگی گزار سکتا ہے اور اس جزیرے میں میرے ساتھ رہو گے ہم دونوں یہاں مل کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے۔ آنے والے نے کہا کہ جی ہاں۔ میں بغیر کسی شرط کے یہاں رہنے کو تیار ہوں۔ وہ کہتا ہے کہ اس طرح میں اس آدمی کے ساتھ اس جزیرے پر رہ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہنے لگا۔ ایک دن میں اس جزیرے میں گھومنے کے لئے نکلا تو ایک جگہ میں پانی کا چشمہ دیکھا جو چل رہا تھا۔ میں اس پانی کی مخالف سمت میں چل پڑا تاکہ وہ جگہ دیکھ سکوں جہاں سے یہ چشمہ نکل رہا تھا۔ میں چلتا رہا حتی کہ ایک دروازے پر پہنچ گیا اس دروازے کے اندر سے وہ پانی بہہ کر باہر نکل رہا تھا میں پانی کے پیچھے پیچھے اس دروازے کے اندر داخل ہو گیا جب اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ وہاں پانی کے کنارے ایک آدمی زنجیروں میں جکڑا ہوا کھڑا تھا اور ہائے پیاس ہائے پیاس پکار رہا تھا۔ میں اس کی یہ حالت دیکھ کر بڑا حیران ہوا۔ اسی دوران اس نے مجھے دیکھ لیا اور مجھ سے کہنے لگا کہ اے آدمی! مجھے تھوڑا سا پانی تو پلا دو۔ میں پانی کے قریب گیا اور اس میں سے ایک چلو بھر کر اس کے منہ کے قریب لے گیا۔ لیکن ہوا یوں کہ جونہی وہ شخص پانی پینے لگا اسی کی زنجیروں نے اس کو ہوا میں بلند کر دیا اور مجھ سے دور ہٹا دیا۔ جونہی میرے ہاتھوں میں موجود پانی ختم ہوا تو زنجیروں نے اس کو چھوڑ دیا اور وہ نیچے آ گیا۔ میں نے پھر پانی کا چلو بھرا اور اس کے قریب لے گیا جونہی وہ پانی پینے لگا زنجیروں نے پھر اسے کھینچا اور ہوا میں معلق کر دیا۔ اس

Marfat.com

دوران جب میرے ہاتھوں سے سارا پانی نیچے گر گیا تو وہ آدمی پھر نیچے آ گیا۔ اسی طرح جب تیسری مرتبہ میں نے اسے پانی پلانا چاہا تو اس کا یہی انجام ہو گیا۔ میں یہ ساری صورت حال دیکھ کر بڑا حیران اور پریشان ہوا اور اس سے پوچھنے لگا: تو کون ہے؟ اور یہ تیری حالت کس طرح ہوئی میرے پوچھنے پر اس نے جواب دیا: میں حضرت آدم علیہ السلام کا بیٹا قابیل ہوں جس نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت سے سزا کے طور پر مجھے پیاس کے عذاب میں مبتلا کر رکھا ہے اور یہ عذاب قیامت تک جاری رہے گا۔ جب سے میں نے اپنے بھائی ہابیل کو ظلم کی وجہ سے قتل کیا اور لوگوں میں قتل کا رواج ڈالا ہے۔ تب سے اطراف عالم میں جب بھی کوئی آدمی کسی کو قتل کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کا اتنا ہی وبال میرے سر پر ڈالتا ہے جتنا کہ اس کے قاتل پر ڈالتا ہے۔ میں اس کی یہ بات سن کر کپکپا گیا اور ڈر کر وہاں سے واپس لوٹ آیا اور اس عابد کے پاس آ گیا۔ اس نے مجھے یوں خوف زدہ دیکھا تو پوچھا کیا ہوا اور کیا دیکھ کر آ رہے ہو۔ میں نے اسے سارا قصہ سنا دیا۔ مختصر یہ کہ اس واقعہ کے بعد میں کچھ روز اور وہاں رہا ایک دن میں وہاں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک مجھے اپنے بال بچوں کی یاد ستانے لگی۔ مجھے ان پر بڑا ترس آیا اور پھر میں ان کی یاد میں زار و قطار رونے لگا۔ جب اس عابد نے مجھے اس طرح روتے ہوئے دیکھا تو پوچھنے لگا: کیا ہوا تمہیں؟ کیوں رو رہے ہو پھر خود کہنے لگا: شاید تمہیں اپنے گھر والے یاد آ رہے ہیں۔ میں نے کہا جی ہاں بالکل اس نے مجھ سے پوچھا کہ تمہارا گھر کہاں ہے؟ میں نے کہا بصرہ میں' یہ سن کر اس نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور ایک بدلی کو دیکھا جو آسمان میں تیر رہی تھی اس نے اسے پاس بلایا اور پوچھا کہ: تو کہاں جا رہی ہے اور تجھے کہاں جانے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ مجھے اس طرف جانے کا حکم دیا گیا ہے۔ پھر وہ بادل آگے چلا گیا اور ایک دوسرا بادل آسمان میں نظر آنے لگا۔ اس عابد نے اس بادل کو بلایا اور پوچھا! اے بادل! تو کس سرزمین کی طرف جا رہا ہے اس نے کہا: مجھے بصرہ جانے کا حکم دیا گیا ہے یہ سن کر وہ کہنے لگا اس آدمی کو بھی ساتھ لے جاؤ اور بصرہ پہنچا دو۔ اتنے میں اس بادل نے مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا اور مجھے ساتھ اٹھا کر ہوا میں بلند ہو گیا۔ ابھی تھوڑی دیر ہی گزری ہوگی کہ اس نے مجھے میرے گھر کی چھت پر اتار دیا۔

Marfat.com

حکایت نمبر ۵

حضرت سعید بن جبیر اور حجاج بن یوسف

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ اپنے زمانے کے بڑے لوگوں میں سے ایک تھے۔ آپ تابعین کے گروہ سے تھے۔ حجاج بن یوسف نے آپ کو بھی قتل کرنے کا ارادہ کر لیا اور اس کام کے لئے گیارہ افراد پر مشتمل ایک دستہ آپ کی تلاش میں بھیجا۔ انہیں یہ حکم دیا کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو پکڑ کر لاؤ۔ ان سپاہیوں نے آپ کو بڑا تلاش کیا لیکن ناکام رہے۔ بالآخر انہوں نے ایک پادری سے آپ کے بارے میں پوچھا' جو کہ ایک پہاڑ پر بنے گرجا گھر میں رہتا تھا۔ اس نے کہا کہ تم مجھے ان کی کچھ نشانیاں بتاؤ تو میں تمہیں ان کے بارے میں بتا دوں گا۔ سپاہیوں نے آپ کی چند نشانیاں بتائیں تو اس نے کہا کہ فلاں گرجا گھر میں چلے جاؤ اور وہاں آپ کو تلاش کرو۔ سپاہی پادری کے بتائے ہوئے پتے پر گئے اور وہاں جا کر آپ کو تلاش کیا تو اس گرجا گھر میں آپ کو اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں سربسجود پایا۔ آپ سجدے میں سر رکھے رب کی بارگاہ میں آہ وزاریاں کر رہے تھے۔ سپاہی آپ کے پاس گئے اور سلام کیا۔ آپ نے اپنا سر سجدہ سے اٹھایا اور اپنی نماز مکمل کرنے لگے۔ جب آپ نماز مکمل کر چکے تو ان سے پوچھا کہ بتاؤ تم کیا چاہتے ہو؟ سپاہیوں نے کہا کہ ہمیں حجاج بن یوسف نے بھیجا ہے کہ آپ کو تلاش کر کے لائیں۔ وہ آپ کو بلا رہا ہے۔ لہٰذا آپ کو ہمارے ساتھ چلنا ہوگا اور اگر آپ انکار کریں گے تو پھر ہمیں آپ کو تکلیف دینا ہوگی۔ آپ نے سپاہیوں کی بات سنی اور پھر اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالٰی کی تعریف کی' حضور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی پر درود بھیجا اور پھر اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کے ساتھ چل پڑے۔ جب یہ قافلہ اسی پادری کے گرجا گھر کے پاس پہنچا تو رات کی تاریکی چھا چکی تھی۔ اسی پادری نے اس وقت اپنے صومعہ سے سر باہر نکالا اور بلند آواز سے انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔ کہ اے گروہ والو تمہیں وہ مل گئے ہیں یا نہیں؟ شاید اس پادری کو علم نہ تھا کہ سپاہی حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو کیوں تلاش کر رہے تھے۔ سپاہیوں نے جواب دیا کہ ہاں ہمیں ہمارا مقصد حاصل ہو گیا ہے۔ یہ سن کر اس نے کہا کہ جلدی کرو اس صومعہ میں داخل ہو جاؤ کیونکہ یہ جگہ جنگلی درندوں کی آماجگاہ ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تم پر حملہ کر دیں۔ وہ سب کے سب

Marfat.com

اس گرجے میں داخل ہو گئے۔ لیکن حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں داخل ہونے سے انکار کر دیا۔ سپاہی کہنے لگے کہ آپ شاید ہم سے بھاگنے کے لئے اس میں داخل نہیں ہو رہے۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں! میں تم سے بھاگنا نہیں چاہتا۔ بلکہ میں ایسے آدمی کے گھر میں داخل نہیں ہونا چاہتا جو ہمارے رب کو ایسی صفات سے متصف کرتا ہو جو اس کے شایان شان نہیں ہیں۔ سپاہیوں نے کہا کہ پھر بھی ہم آپ کو صومعہ سے باہر ہرگز نہیں رہنے دیں گے۔ کیونکہ اگر آپ کو درندے کھا گئے تو ہم امیر حجاج بن یوسف کو کیا جواب دیں گے؟ آپ نے فرمایا: تم لوگ اپنے دلوں سے یہ تمام تر وسوسے نکال دو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے درندوں اور جنگلی جانوروں سے اپنے بندوں کی حفاظت کرنے پر قادر ہے۔ انہوں نے کہا: کیا آپ نبی ہیں جو اپنے آپ کو ان چیزوں سے محفوظ سمجھتے ہیں اور اپنی نبوت کی وجہ سے اپنے ان معجزات پر فخر کر رہے ہیں۔ آپ نے جواب دیا: نعوذ باللہ تعالیٰ من ذالک۔ میں نبی نہیں ہوں بلکہ میں تو اللہ تعالیٰ کا گناہگار بندہ ہوں۔ جب ان سپاہیوں نے آپ کے اندر آ جانے پر اصرار کیا تو آپ نے ان کے سامنے قسم اٹھا دی اور کہا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں کہ میں تم سے بھاگ کر کہیں نہیں جاؤں گا اور نہ ہی اپنے آپ کو تم سے چھپاؤں گا اور صبح تک تمہارے پاس ہی رہوں گا۔ یہ سن کر وہ سب سپاہی اس گرجا گھر کے اندر چلے گئے اور اس کے دروازے کو اندر سے بند کر لیا اور پھر چھت پر چڑھ کر بیٹھ گئے۔ انہوں نے پادری کو تنہا چھوڑ دیا اور اوپر چڑھ کر اپنے قیدی کو دیکھتے رہے۔ حتیٰ کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز میں مشغول ہو گئے۔ اتنے میں وہ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شیر آپ کے پاس آیا اور آپ کے سامنے عاجزی اور انکساری کا اظہار کرنے لگا۔ پھر وہ شیر آپ سے تھوڑی دور ہٹ کر آپ کی رکھوالی کرنے لگا۔ اس طرح ساری رات حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نوافل ادا کرتے رہے جبکہ شیر آپ کے اردگرد گھوم کر آپ کا پہرہ دیتا رہا۔ جب فجر طلوع ہوئی اور خوب اجالا ہو گیا تو سارے سپاہی گرجے کی چھت پر سے اترے اور آ کر آپ کے ہاتھ پاؤں چومنے لگے اور آپ کے قدموں کی خاک کو اپنے چہروں پر ملنے لگے۔ کہنے لگے: ہم سب آپ کے غلام اور نوکر ہیں۔ ہائے افسوس! کہ ہم آپ جیسے عظیم آدمی کو قتل کرنے جا رہے ہیں۔ لیکن ہم مجبور ہیں کیونکہ اس نے ہمیں آپ کی تلاش میں بھیجا ہے اور ہمیں دھمکی بھی دی ہے ساتھ ہی اس نے ہم سے حلال و حرام پر حلف اٹھوایا ہے کہ ہم آپ کو

Marfat.com

چھوڑیں گے بھی نہیں اور نہ ہی آپ کو کہیں چھپائیں گے۔ لہٰذا ہم آپ کو ساتھ لے جانے پر مجبور ہیں۔ آپ فرمائیں' آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں۔ اگر آپ نہیں جانا چاہتے تو کوئی بات نہیں اگر وہ ہمیں اس وجہ سے قتل بھی کر ڈالے تو بھی کوئی پرواہ نہیں۔ حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی یہ باتیں سن کر فرمایا کہ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میری وجہ سے کسی کو دکھ اٹھانا پڑے اور نہ ہی میں اللہ تعالیٰ کی قضاء کو لوٹا سکتا ہوں۔ اگر وہ ہمارے لئے کوئی چیز پسند کر لیتا ہے تو ہمیں اس کی قضا پر راضی رہنا چاہئے۔ اس کے حکم سے فرار کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ لہٰذا میں تمہارے ساتھ جاؤں گا۔

اس طرح آپ ان کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ جب آپ چلتے چلتے واسطہ نامی بغداد کی قریبی بستی میں پہنچے تو آپ نے ان سب کے چہرے کو چوما اور کہنے لگے: میرے دوستو! میں کئی دن تمہارے ساتھ رہا ہوں لہٰذا تم پر میرا حق دوستی نبھانا ضروری ہے۔ میں جانتا ہوں کہ میری موت کا وقت قریب آ چکا ہے اور میں اس سے چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتا۔ لہٰذا تم آج کی رات مجھے چھوڑ دو تا کہ میں اپنے سفر کی تیاری کر لوں اور کچھ زادِ راہ تیار کر لوں' اپنے رب سے اپنی خطاؤں کی معافی مانگ لوں۔ شاید اس طرح وہ موت کی مشکلوں کو میرے لئے آسان فرما دے اور عذاب قبر اور منکر نکیر کے سوال و جواب کو میرے لئے آسان فرما دے۔ یہ سن کر وہ سب کہنے لگے کہ ہلاکت ہو ہم سب پر' اگر آپ اپنے اس قدر زہد و تقویٰ اور پرہیزگاری کے باوجود اتنے ڈر رہے ہیں تو پھر ہمارا کیا بنے گا' ہم تو اپنی بیوقوفیوں اور گناہوں کے باعث مارے جائیں گے۔

مختصر یہ کہ آپ نے ان سے اجازت لے کر سفر آخرت کی تیاری شروع کر دی۔ سب سے پہلے غسل فرمایا پھر اپنے کپڑے دھوئے اور پھر ساری رات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آہ و زاریاں کرتے' اس کی بارگاہ میں دعائیں مانگتے اور اپنے گناہوں کی معافی طلب کرتے رہے۔ پھر اگلے دن آپ ان سپاہیوں کے ساتھ حجاج بن یوسف کے پاس گئے۔ اسے بتایا گیا کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر کر دیئے گئے ہیں۔ اس سے پہلے آپ کے ساتھ والے سپاہیوں نے حجاج کو جا کر بتایا کہ اے حجاج! ہم نے اس طرح کے عجیب و غریب واقعات آپ کے حوالے سے مشاہدہ کئے ہیں۔ اس ظالم نے کہا کہ مجھے تمہاری ان باتوں سے کوئی سروکار نہیں۔ جاؤ انہیں میرے پاس لے کر آؤ۔ لہٰذا آپ کو حجاج کے پاس لایا گیا' آپ اس کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ اس نے آپ سے سوالات پوچھنا شروع کر دیئے۔ کہنے لگا: تمہارا نام کیا ہے؟

Marfat.com

آپ نے فرمایا: میرا نام سعید بن جبیر ہے۔ اس نے کہا: نہیں بلکہ تمہارا نام اشقی بن کسیر ہے۔ آپ نے فرمایا: میری ماں نے میرا نام سعید بن جبیر ہی رکھا ہے۔ حجاج کہنے لگا: تو بھی بد بخت ہے اور تیری ماں بھی۔ آپ نے فرمایا: اس بات کا علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے کہ کون سعید اور کون بد بخت ہے۔ درحقیقت حجاج کوئی ایسی بات آپ کے منہ سے کہلوانا چاہتا تھا جس پر وہ آپ کو قتل کروا سکتا۔ لہٰذا اس نے اگلا سوال کیا: تم حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ آپ نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نبی برحق ہیں اور تمام مخلوق کے رہنما ہیں۔ حجاج نے پوچھا: تم جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ آپ نے فرمایا: وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غار کے ساتھی ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد آپ کے خلیفہ ہیں۔ حجاج نے مزید پوچھا: آپ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے دین کے مددگار اور اسلام کے معاون ہیں۔ اس نے پوچھا: آپ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کیا نظریہ رکھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ زمانہ جاہلیت اور اسلام دونوں میں حرام اور زنا سے بچنے والے ہیں۔ آپ شہید ہیں، مظلوم ہیں اور اپنے دوستوں پر اپنا مال دل کھول کر خرچ فرمانے والے ہیں۔ اس کے بعد اس نے کہا کہ آپ کا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کیا خیال ہے؟ آپ نے فرمایا: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ باب العلم ہیں، علم اور حلم میں سب سے بڑھ کر ہیں، حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خاوند ہیں۔ آقائے دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے داماد ہیں۔ اس نے پھر سوال کیا: تم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ آپ نے فرمایا: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور کاتب وحی تھے۔ آپ کے یہ مسکت جوابات سن کر حجاج بن یوسف کافی دیر تک خاموش رہا اور پھر کہنے لگا کہ: اے سعید! تو ہلاک ہو جائے تیرے لئے ہلاکت ہو۔ آپ نے فرمایا: ہلاکت تو اس شخص کے لئے ہے جو جنت میں نہ جا سکا اور دوزخ کا مستحق ہو گیا۔ بالآخر لاجواب ہو کر حجاج نے کہا کہ اے سعید بتا ہم تجھے کیسے قتل کریں۔ جو طریقہ تو چنے گا ہم اسی کے مطابق تجھے قتل کریں گے۔ آپ نے فرمایا: حجاج! اختیار تجھے حاصل ہے اس لئے کہ میرا قصاص تجھ پر ہی ہو گا کیونکہ دنیا میں تو جو کچھ کرے گا قیامت کے روز تجھے اس کی سزا بھگتنا پڑے گی۔ اس نے کہا: کیا تم چاہتے ہو کہ ہم تجھے معاف کر

Marfat.com

دیں؟ آپ نے فرمایا: معافی اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور معافی کی امید بھی اسی سے کی جاتی ہے آخر کار تنگ آ کر حجاج نے اپنے سپاہیوں سے کہا کہ جاؤ اسے لے جاؤ اور قتل کر دو۔ سپاہی آپ کو لے جانے لگے تو آپ دروازے کے پاس پہنچ کر مسکرانے لگے یہ دیکھ کر حجاج نے آپ کو واپس بلایا اور پوچھا کہ تم ہنس کیوں رہے ہو؟ حالانکہ یہ ہنسنے کا موقع نہیں ہے آپ نے فرمایا: کہ میں تیری جرأت اور رب تعالیٰ کے حلم پر تعجب کر رہا ہوں تو دوزخ میں جانے کا اسباب پیدا کر رہا ہے اور اللہ تعالیٰ حلم اور بردباری فرما رہا ہے یہ سن کر اس نے کہا کہ انہیں زمین پر لٹا دو۔ سپاہیوں نے مجبور ہو کر آپ کو فرش پر لٹا دیا۔ آپ نے قبلہ کی طرف منہ کر کے فرمایا ''اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ'' یہ سن کر حجاج کا غصہ اور زیادہ بھڑک اٹھا اس نے کہا کہ ان کا چہرہ قبلہ سے پھیر دو۔ انہوں نے آپ کا چہرہ قبلہ سے موڑ دیا۔ آپ نے دوسری طرف منہ کر کے پڑھا ''فاینما تو لوافثم وجه الله تعالیٰ'' حجاج نے یہ سن کر سپاہیوں کو حکم دیا کہ اس کو زمین پر گھسیٹو۔ آپ نے فرمایا ''منها خلقنا كم و فيها نعيد كم و منها نخرجكم تارةً اخرى'' حجاج آگ بگولہ ہو کر بولا: سپاہیوں اس کی گردن پر تلوار رکھو اور سر کاٹ ڈالو۔

حکایت نمبر ۶

تین سوال

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سلطنت روم کے شہنشاہ نے اپنے ایلچی کو یہ پیغام دے کر اسلامی حکومت کے دارالسلطنت 'بغداد' بھیجا کہ تم ہمارے ان تین سوالوں کے جواب دو اور اگر تم جواب نہیں دے سکتے تو پھر ہمارے دین کو قبول کر لو۔ روم کے ایلچی کا پیغام سن کر تمام علماء جمع ہو گئے اور ایلچی سے کہا کہ اپنے سوال بیان کرو اس نے کہا میرا پہلا سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کیا کام کرتا ہے؟ دوسرا سوال یہ کہ وہ اس وقت کہاں ہے اور اس کا چہرہ کہاں ہے اور تیسرا یہ کہ وہ کونسی چیز ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے پاس نہیں ہے۔ اس نے یہ سوال کر کے چالیس دنوں کی مہلت دی۔ علماء کرام نے چالیس دن تک اس سوالوں کے بارے میں غور و فکر کیا کتابیں مطالعہ کیں اور ان کا جواب تلاش کرتے رہے مگر ناکام رہے۔

Marfat.com

جب دی گئی مہلت کا آخری دن آیا اور ایلچی نے منبر پر چڑھ کر اعلان کیا کہ اے مسلمانوں مجھے میرے سوالوں کا جواب دو وگرنہ اپنا دین ترک کر کے ہمارا دین قبول کرلو۔ علماء اس وقت بڑے پریشان ہوئے۔ کیونکہ ان کے پاس ان سوالوں کے جواب موجود نہ تھے۔ اس محفل میں امام اعظم حضرت ابوحنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بھی موجود تھے۔ آپ کی عمر اس وقت پندرہ سال تھی آپ نے جب دیکھا کہ ایلچی کے سوالوں کا جواب کوئی بھی نہیں دے رہا تھا تو آپ اپنی جگہ سے اٹھے اور ایلچی کے پاس جا کر کہنے لگے کہ تم منبر سے نیچے اترو میں تمہارے سوالوں کے جواب دوں گا۔ ایلچی منبر سے نیچے اتر آیا اور آپ منبر پر اس کی جگہ بیٹھ گئے اور فرمانے لگے کہ تمہارے پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس وقت یہ کام کیا کہ تجھے منبر سے نیچے اتار کر مجھے اس پر بٹھا دیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ عزت دیتا اور ذلت و رسوائی میں مبتلا کرتا ہے اور وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کے پاس نہیں ہے۔ وہ محتاجی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں ہے۔ تیسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ جب تو رات کو شمع روشن کرتا ہے جو کہ مخلوق کی بنائی ہوئی چیز ہے اگر تو اس کے چہرے کا تعین کردے تو پھر میں تجھے اللہ تعالیٰ کے چہرے کا تعین بھی کردوں گا آپ کے جواب سن کر وہ عیسائی شکست کھا گیا اور مسلمان سوال و جواب کے اس معرکے میں آپ کی حاضر جوابی اور دقت نظری کی وجہ سے فتح یاب ہو گئے۔

حکایت نمبر ۷

دروازہ کھولیں

کہا جاتا ہے کہ حضرت داؤد الطائی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بھی امام اعظم حضرت ابوحنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگردوں میں سے تھے۔ آپ نے لوگوں سے خلوت اختیار کرلی اور اپنے موروثی گھر میں گوشہ نشین ہو گئے۔ لیکن آپ نے اس بڑے سے گھر میں رہائش کے لئے سارے گھر کو آباد کرنے کے بجائے اس کے صرف ایک کمرے کو استعمال کرنا شروع کیا جب وہ کمرہ خراب ہو گیا تو آپ دوسرے کمرے میں منتقل ہو گئے اس طرح کرتے کرتے آخری عمر میں آپ اس گھر کے آخری کمرے میں رہائش پذیر ہو گئے۔ آپ کے آخری ایام میں خلیفہ ہارون رشید اور حضرت امام ابو یوسف رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہما آپ کی زیارت کے لئے آپ کے پاس آئے آپ کو

Marfat.com

جب ان کی آمد کا پتہ چلا تو آپ نے کمرے کا دروازہ بند کر لیا لوگوں نے دروازہ کھلوانے پر اصرار کیا۔ مگر آپ نے دروازہ نہ کھولا حضرت امام ابو یوسف رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں بار بار قسمیں دیں اور بڑا اصرار کیا کہ دروازہ کھولو لیکن انہوں نے دروازہ نہ کھولا۔ آخر کار حضرت امام ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں تجھے اس علم کا واسطہ دے کر کہتا ہوں جو میں نے تجھے پڑھایا ہے کہ دروازہ کھولو۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے آپ کا پڑھایا ہوا علم ہی دروازہ کھولنے سے روک رہا ہے۔ جب کوئی چارہ کار نہ رہا تو لوگوں نے آپ کی والدہ محترمہ سے کہا کہ آپ انہیں دروازہ کھولنے کا حکم دیں۔ لہٰذا جب آپ کی والدہ محترمہ نے آپ سے فرمایا کہ دروازہ کھولو تو مجبوراً آپ کو دروازہ کھولنا پڑا۔ جب یہ حضرات اندر داخل ہوئے تو آپ نے انہیں چند نصیحتیں فرمائیں۔ آپ کی نصیحتیں سن کر لوگوں نے کہا کہ اگر آپ کو خلیفہ سے کوئی کام ہو فرمائیں آپ نے فرمایا ہاں میری ایک ضرورت ہے۔ وہ یہ کہ امیر المؤمنین خود ایک تھیلا آٹا اٹھا کر مجھے لادے۔ خلیفہ نے یہ سن کر کہا کہ ٹھیک ہے میں رات کے وقت آپ کو آٹے کا تھیلا لا دوں گا۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں دن کے وقت لانا۔ اس نے کہا ٹھیک ہے لیکن میں جنگل کی طرف سے ہو کر آؤں گا آپ نے فرمایا کہ نہیں آپ بازار کے رستے سے گزر کر آئیں گے۔ یہ سن کر ہارون رشید خاموش ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے تمہارے آٹے کی کوئی ضرورت نہیں ہاں میں تو تمہیں یہ بتانا چاہتا تھا کہ تم آٹے کا تھیلا اٹھا کر دنیا والوں کے سامنے آنے سے تو ڈرتے ہو لیکن قیامت کے دن لوگوں کے سامنے آنے سے نہیں ڈرتے جب کہ تم نے اپنی گردن پر بے شمار بوجھ لادے ہوں گے۔ خلیفہ ہارون رشید یہ سن کر رو پڑا۔ اور روتے روتے باہر آ گیا اس سے پہلے اس نے دیناروں سے بھری ایک تھیلی آپ کے پاس رکھ دی حضرت داؤد الطائی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ تھیلی اٹھا کر پھینک دی جس سے وہ سارے دینار زمین پر بکھر گئے۔ ہارون رشید اور امام ابو یوسف رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے نیچے بیٹھ کر وہ دینار چنے اور پھر دونوں ہی دروازے سے باہر نکل آئے۔

حکایت نمبر ۸

مظلومہ کی آہ

بنی اسرائیل میں ایک بڑا عالم بادشاہ ہوا کرتا تھا ایک دن اس نے کہا کہ میں نیا محل بنانا چاہتا

Marfat.com

ہوں یہ کہہ کر اس نے حاملہ عورتوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے سروں پر گارا مٹی اور اینٹیں وغیرہ ڈھوئیں۔ انہوں نے ظالم بادشاہ کے حکم کے مطابق کام کرنا شروع کر دیا اس دوران بادشاہ ایک حاملہ عورت جس کے ہاں بچہ ہونے والا تھا کے قریب گیا۔ اس وقت اس کے نوکر وغیرہ بھی اس کے ساتھ تھے۔ اس عورت نے بادشاہ سے فریاد کی کہ مجھے کچھ مہلت دے دو تا کہ میں اپنے بچے کو جنم دے سکوں۔ یہ سن کر بادشاہ کے نوکر نے اسے ایک بڑی سخت ضرب لگائی۔ بے چاری درد کی شدت سے چلا اٹھی اس وقت اسے اپنی محرومی اور مظلومیت کا بڑی شدت سے احساس ہوا۔ جب وہ اپنے پیٹ میں بچے کا بوجھ اور اس کی زچگی کی شدت کو بھی برداشت کر رہی تھی ادھر سر پر گارے کا بوجھ تھا اور ادھر ظالم بادشاہ کا بدبخت ملازم اسے پیٹ رہا تھا۔ آخر کار اس نے حسرتوں بھری نگاہ سے آسمان کی طرف دیکھا اور کہا۔ کہ اے پروردگار عالم! اگر تو سو نہیں رہا تو پھر مجھے اس ظالم سے نجات عطا فرما۔ مظلوم عورت کی آہ کام کر گئی اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ محل جابر بادشاہ اور اس کے ظالم کارندے سب کے سب ہلاک و برباد ہو گئے۔

حکایت نمبر ۹

حوصلہ

کسی بستی میں ایک بزرگ آدمی رہتا تھا۔ وہ بڑا حلیم بردبار اور قوت برداشت کا مالک تھا۔ ایک دن ایک آدمی نے سے اپنے ہاں دعوت پر بلایا۔ جب وہ بزرگ اس کے گھر گیا تو اس نے سوچا کیوں نہ اس بزرگ کا امتحان لیا جائے۔ لہٰذا اس نے بزرگ سے کہا کہ آج آپ واپس چلے جائیں بزرگ واپس چلے گئے وہ آدمی بھی ان کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ جب وہ اپنے گھر پہنچے تو اس آدمی نے پھر آپ کو دعوت پر بلایا۔ یہ بزرگ پھر اس کے گھر آئے جب دروازے پر پہنچے تو اس نے پھر ان کو واپس بھیج دیا۔ تیسری بار پھر اس نے اس بزرگ کو دعوت دی۔ وہ پھر آ گئے لیکن اس نے انہیں تیسری بار بھی واپس بھیج دیا۔ اس طرح تقریباً سات دفعہ بزرگ کو بلایا اور واپس بھیج دیا۔ آخری بار اس نے بزرگ سے کہا کہ مجھے معاف فرما دیں۔ میں تو آپ کے صبر و تحمل اور بردباری کا امتحان لے رہا تھا۔ بزرگوں نے فرمایا کہ بھائی اگر تم کتے کو دیکھو تو وہ بھی اسی طرح کرتا ہے کہ جب سے کھانا ڈالا جائے تو وہ آ جاتا ہے اور جب اسے جھڑک دیا جائے تو وہ چلا جاتا ہے لیکن میں تو

Marfat.com

انسان ہوں اشرف المخلوقات کیا میری قوت برداشت اور صبر ایک کتے سے بھی کم ہو گی۔

حکایت نمبر ۱۰

حاسد کی توبہ

امام المسلمین امام اعظم حضرت ابو حنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ چالیس سال تک پوشیدہ رہ کر رات کو رب کی عبادت کرتے اور دن کو روزہ رکھتے رہے۔ آپ کا یہ عمل لوگوں سے اتنا پوشیدہ تھا کہ آپ کی وفات کے بعد ہی لوگوں کو اس بارے میں پتہ چل سکا۔ علاوہ ازیں یہ بھی آپ کا معمول تھا کہ گھر میں یا مسجد میں جہاں بھی آپ کو کھانا پیش کیا جاتا آپ فقراء و مساکین کو ساتھ ملا کر کھانا تناول فرماتے۔

ایک آدمی آپ کے بارے میں بڑا حسد رکھتا تھا۔ جب اسے کسی طرح معلوم ہوا کہ آپ ساری ساری رات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں تو اس نے اس بات کا صاف صاف انکار کر دیا۔ آپ کا معمول یہ تھا کہ آپ لمبا سا جبہ پہنتے اور جب سارے لوگ مسجد سے چلے جاتے اور مسجد لوگوں سے خالی ہو جاتی تو آپ تشریف لے جاتے اور پھر صبح تک مسجد میں عبادت کرتے رہتے۔ ایک رات اس حاسد نے آپ کو دیکھنا چاہا۔ لہٰذا مخصوص وقت پر مسجد میں آ گیا۔ اس نے دیکھا کہ واقعی آپ نماز ادا فرما رہے تھے۔ وہ وہاں بیٹھ گیا کافی دیر بیٹھنے کے بعد اسے نیند آنے لگی۔ لہٰذا اس نے ایک پتھر اٹھایا اور زمین پر لٹکے ہوئے آپ کے جبے کے کونے پر بطور نشانی رکھ دیا اور مسجد سے چلا گیا۔ صبح جب وہ دوبارہ مسجد میں آیا تو دیکھا کہ آپ مسجد میں موجود ہیں اور وہ پتھر اسی طرح آپ کے جبے کے کونے پر پڑا ہوا ہے۔ جس طرح وہ رکھ کر گیا تھا یہ دیکھ کر اس نے حسد سے توبہ کی آپ کے پاؤں چومے اور آپ سے معافی بھی مانگی۔

☆☆☆

Marfat.com

اختتامیہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ روتے ہوئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے آ کر سلام عرض کیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا: اے معاذ! کیوں رو رہے ہو۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا تعالیٰ کی نافرمانی سے بچو' دنیا کی نعمتوں اور اس کی لذتوں پر غرور مت کرو تاکہ تم آخرت کی نعمتوں سے محروم نہ ہو جاؤ۔ اور تمہیں جہنم میں نہ ڈال دیا جائے۔ کیونکہ کوئی بھی آدمی ایک لمحے کے لئے اور آنکھ جھپکنے کی دیر بھی اللہ تعالیٰ کے عذاب کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اور پھر بالخصوص ہمارے زمانے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ان باتوں پر عمل کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ یہ آخری زمانہ ہے اور اس میں فسق و فجور عام ہو گیا ہے۔ اصلاح کی گنجائش کم ہو گی ہے اور اصلاح کرنے والے دنیا سے رحلت فرماتے جا رہے ہیں۔ اب تو طریقت کا بھی صرف نام ہی رہ گیا ہے۔ اسی طرح شریعت بھی بطور رسم باقی ہے۔ لہٰذا جو شخص نجات حاصل کرنا چاہتا ہے اور یہ خواہش رکھتا ہے کہ وہ ایمان کی حالت میں فوت ہو' اسے چاہئے کہ وہ زمانے والوں کے بارے میں دقت نظری سے کام لے ان کی برائیوں کا جائزہ لے۔ اور پھر ان برائیوں سے بچنے کی کوشش کرے۔ سلف صالحین کی زندگیوں کا مطالعہ کرے اور ان کے محاسن کو دیکھے اور پھر ان اعمال صالحہ میں ان کی پیروی کرے۔ تاکہ اسے بھی وہی خیر و برکت حاصل ہو جو اسلاف کو حاصل ہوئی تھی۔ دین کے لئے مشائخ عظام کی نصیحتوں پر عمل کرنے اور ان کے آثار میں تامل بہتر کوئی چیز نہیں کیونکہ اہل علم جانتے ہیں کہ جو شخص نصیحت سننا اور اس پر عمل کرنا چھوڑ دیتا ہے وہ اپنا دین ضائع کر بیٹھتا ہے اس مریض کی طرح جو اپنا علاج کروانا چھوڑ دے ظاہر ہے اس طرح وہ یقیناً موت کے منہ میں چلا جائے گا کسی عالم دین نے اس سلسلے میں کیا خوب ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص روز قرآن مجید کا ساتواں حصہ تلاوت نہیں کرتا اور نہ ہی مشائخ عظام کے مناقب سنتا ہے اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے اور اسے گناہوں کی کوئی پرواہ نہیں رہتی۔

Marfat.com

مشائخ عظام اور اولیاء کرام کے مناقب بہت زیادہ ہیں میں نے اپنی اس کتاب ”حکایات الصالحین“ میں بڑے بڑے بزرگوں کے زہد وتقویٰ اور مجاہدات وعبادات' اسی طرح گناہوں سے پرہیز اور اللہ تعالیٰ کے عذاب کا خوف اور اس کے ڈر سے رونا' اپنی زبان کی حفاظت کرنا' دوسرے مسلمانوں کو تکلیف نہ پہنچانا' راتوں کو جاگ کر رب کی بارگاہ میں حاضری دینا اور پھر اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا' وغیرہ موضوعات پر ان کے واقعات جمع کر دیئے ہیں تا کہ ہمیں ان کا بلند مقام و مرتبہ' اسلام کی قدر دانی' ان کے معاملات کا سلیقہ اور رب کی اطاعت و فرمانبرداری کا طریقہ معلوم ہو جائے۔ آقائے دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اپنے مومنوں کو نیک لوگوں کے ذکر سے منور کرو“

لہٰذا میں نے ان کے ذکر کو بیس ابواب میں اس طرح بیان کیا ہے کہ ہر باب میں تقریباً دس حکایتیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ ہم اس کی بارگاہ سے نیکی کرنے اور خطا سے بچنے کی توفیق طلب کرتے ہیں بے شک وہ قریب اور مجیب ہے۔

وَآخِر دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

یَاحَیُّ یَا قَیُّوْمُ

☆☆☆

Marfat.com

Marfat.com

حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری کی

یادگار تصانیف

تفسیر ضیاء القرآن (۵ جلد)

فہم قرآن کا بہترین ذریعہ
اہل دل کے لیے ایک نایاب تحفہ

ترجمہ القرآن جمال القرآن

قرآن پاک کا انتہائی خوبصورت ترجمہ جس کے ہر
لفظ سے اعجاز قرآن کا حسن نکھرتا ہے

سنت خیر الانام

ضیاء النبی (۷ جلد)

درد و سوز اور تحقیق و آگہی سے
معمور تصنیف

مقالات

قصیدہ اطیب النغم
خوبصورت نعتیہ قصیدہ کی پرسوز
اور دلآویز شرح

مجموعہ وظائف دلائل الخیرات شریف
مشائخ سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ اور دیگر سلاسل
کے معمولات اور اوراد و وظائف کا مجموعہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

Marfat.com